رپورٹ

بابت

اجلاس بستم انڈین نیشنل کانگرس منعقدہ بمبئی

بتاریخ ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ دسمبر ۱۹۰۴ء

مع

دیباچہ رپورٹ از جناب قاضی کبیر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لا بمبئی

مرتبہ

"اڈیٹر رسالہ اردوی معلی علی گڈھ"

بایمائے والا جناب قاضی صاحب۔

در احسن المطابع علی گڑھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

دیباچہ

انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس بمبئی مین جب اِس بات پر بہی غور کیا گیا کہ کثرت سی مسلمانونکی شریک کانگریس نہ ہونیکی کیا وجہ ہے تو منجملہ اور اسباب کے اسپر بہت زور دیا گیا کہ کانگریس کی آواز، کانگریس کے اغراض و مقاصد کانگریس کے منافع ابتک مسلمانون تک پہونچائے نہین گئے۔ بہت مسلمان ابتک یہ بہی نہین جانتے کہ کانگریس کیا چیز ہے۔ ایک طرف تو کانگریس والون کی یہہ غفلت ہے اور دوسری طرف بہت سے قومی خیرخواہی کے مدعی اپنے اپنے اغراض ومطلب حاصل کرنیکے لئے مسلمانون کو کانگریس سے بدظن اور متنفر کرنے مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکہتے ہزارون بیجا اور بے پایہ باتین کانگریس کی طرف منسوب کرتے ہین اور مسلمانون کو تمام ضروری تحریکون سے روک کر اپنا مدعا حاصل کرتے ہین۔ اِس لئے یہ تجویز ہوئی کہ حتی الامکان کانگریس کی تمام باتون سے مسلمانون کو آگاہ کرنے کی تجویزین اور تدبیرین عمل مین لائی جائین تاکہ مسلمان بعض خودغرضون کے فریبون سے بچین اور اپنی ترقی اور فلاح کے وسائل پر غور کرکے اون پر عمل درآمد کرین۔ پس اسی غرض سے کانگریس کے اجلاس بمبئی کی رپورٹ اردو مین شایع کی جاتی ہے۔

مین نے ایک عرصہ دراز تک کانگریس کے معاملات مین خوب غور کیا کانگریس کے موافق و مخالف حضرات سے تقریرین کین۔ تمام باتین سننے اور تمام چیزین دیکہنے کے بعد

مین یقین سے کہسکتا ہون کہ کانگرس کی مخالفت مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا جاتا ہے اور کانگرس
ڈر اور اکثر مسلمان ترقی کرنے سے رُوکے جاتے ہین - اگر میری یہ ناچیز کوشش کسیقدر بہی مفید
ثابت ہو تو بڑی کامیابی سمجہی جائیگی - اگرچہ میری یا کسی اور کی ترغیب کی اب زیادہ ضرورت نہین ہے
زمانہ خود سمجہا رہا ہے کہ مسلمانون کو کیا کرنا چاہئے اسلئے بمبئی کے اجلاس مین بہی یہ بات ثابت
ہو گئی کہ مسلمان اب وہ بات سمجہنے لگے ہین جو اُن کو سمجہنا چاہئے -

یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ اس سال کا انڈین نیشنل کانگرس کا اجلاس بمبئی ہر حیثیت اور ہر پہلو سے
جلسہاے سابق کی نسبت فایق اور ممتاز تہا - ہندوستان کے اکثر لایق قابل سربرآوردہ تجربہ کار اور
ملک اور قوم کے سچے ہمدرد لوگون نے اس جلسے مین شرکت کی تہی مضامین بحث نہایت ضروری اور
مفید تہے - تقریرین نہایت سنجیدہ اور عالمانہ تہین - حاضرین کا جوش و خروش ملک کی بہبودی اور قوم
کی آسودگی کا خیال وطن کی محبت ایک عجیب روح افزا نظارہ تہا - خصوصًا بہ نسبت گذشتہ سالونکی
امید سے زیادہ مسلمانون کی شرکت ایک حیرت انگیز مگر دل خوش کُن بات تہی تہوڑے عرصے سے
صاحب بصیرت تربیت یافتہ مسلمانون کا رجحان طبیعت دل ہی دل مین اُن کو کانگرس کی شرکت پر اُبہار
رہا تہا جسکا کسیقدر عملی ظہور اس مرتبہ بمبئی مین ہوا - اور وہ دن دکہائی دے رہے ہین جبکہ قابل اور تعلیم
یافتہ مسلمان آخر کار زمانے کے اقتضاے یا قومی رفتار مین اپنی پس ماندگی کی شدت سے
یا اپنے جایز حقوق کے مطالبے کی غرض سے یا ملکی خدمت اور قومی ہمدردی کے لحاظ سے کانگرس
کے پلیٹ فارم پر ہندون اور پارسیون کے ساتہ ساتہ اپنے جایز حقوق کا مطالبہ کرتے ہونگے
اور ملک اور قوم کی خدمت مین اپنی تابہ بہت خرچ کرینگے اور مسلمانون پر خود غرضی طفلانہ جہگڑے اور
خوشامد کے جو الزام لگائے جاتے ہین وہ دور ہو جاینگے -

غدر کے بعد ایک کشمکش کا زمانہ تہا حکام وقت تالیف قلوب پر مایل تہے اور سرسید
مرحوم کی ذاتی وجاہت اور رسوخ اور انکی بعض گورنمنٹی خدمتون اور قومی کامون نے ان کو
اسوقت کے دور اندیش اور نیکدل حکام کی نظرون مین نہایت با اثر اور ہر دلعزیز بنا دیا تہا - انکی اکثر
باتین غور تو بہت سنی جاتی تہین اور اسپر حتی الامکان عمل بہی کیا جاتا تہا - اور مسلمان اس قابل نہ تہے
کہ وہ ملکی اور قومی مصلحتون کو سمجہین اسپر غور کرین اور انکی اصلاح کی تدبیرین کرین - سرسید کو اسوقت

مسلمانون کا دخل پولٹیکل امور مین قبل از وقت معلوم ہوا اور واقعی اس وقت ان کی رائے نہایت صائب تھی -

مگر کچھہ برسون کے بعد سر سید کے خیالات مین انقلاب پیدا ہوا اور زمانہ کے تقاضون اور وقت کی ضرورتون نے انکو اپنا پہلا خیال چھوڑ دینے پر مجبور کیا انہون نے آپ ہی پولٹیکل امور مین دخل دیا اور ایک پولٹیکل ایسوسی ایشن بھی بنام محمڈن انگلو اورینٹل ڈفنس ایسوسی ایشن ۱۸۹۳ء مین قایم کی - کون ہے جو سر سید کی پولٹیکل خیالات اور پولٹیکل کارہاے عظیم سے انکار کر سکتا ہے گو اس پولٹیکل انجمن کا اب وجود نہین ہے مگر سر سید کے ہندو اور مسلمان احباب کے دماغون مین انہین کے پہلائے ہوئے پولٹیکل خیالات گونج رہے ہین - ممالک متحدہ مین جو اب ایک پولٹیکل آرگنائزیشن قایم ہوئی ہے اس کی بنیاد انہین بزرگون نے ڈالی ہے جنکو سر سید سے بہت کچھہ ربط و ضبط تہا اور یہ سمجھتے ہین کہ مسلمانون کا اب بھی مصالح ملکی اور اسباب ترقیات قومی سے غافل رہنا خواہ مخواہ بھی اپنے کو ادبار اور تنزل کے گڑہے مین گرانا ہے اور پندرہ بیس سال انتظار کرنیکے بعد بھی مسلمانون مین اور دوسرے تعلیم یافتہ قومون مین وہی فاصلہ ہوگا جو اب ہے اس لیئے کہ وہ قومین اتنی مدت خاموش اور ساکت نہین رہینگی بلکہ یہ خوف ہے کہ ابھی جو مہولتین ہمکو میسر ہین اس وقت نہ رہینگی -

مسلمانون کو اب یہ سمجہانے کی ضرورت نہین ہے کہ تم ہندوستان کے اور قومون کے برابر یہان نہ رہو اور نہین کی بھی جان ہے اور نہین کی بھی عقل ہے انہیں کا سا بھلائی اور برائی کا امتیاز ہے اور نہین کا سا احسان اور نامہربانی کا احساس ہوا ہے - مسلمان اب ایسی ایسی فریب باتون کو نہین مان سکتے کہ اور قومیں ترقیات کرتے کرتے معراج الکمال کو پہونچ گئین اور پہونچتی چلی جاتی ہین مگر تم اپنے خیال نکرو - باوجود دلایق اور مستحق ہونے کے تم ہاتھہ پر ہاتھہ دہرے بہیک کے ٹکڑے کی امید پر بیٹھے رہو کہ کسی کے پاس اپنے ضرورت سے زیادہ اونکا کوئی ٹکڑا ہو تو وہ تمکو دیدیگا اور اس سے تمہارا پیٹ بہر جائیگا -

مسلمان اب سمجھنے لگے ہین - مسلمانون کو اورون کی ترقی کا اوج دیکھکر اپنی پستی پر شرم آنے لگی ہے - تعلیم یافتہ مسلمانون کی اب ایسی تعداد ہے کہ ان کا پولٹیکل امور مین

دخل دینا اور اپنے جایز حقوق کا طلب کرنا قبل از وقت اور ناجایز نہین سمجھا جا سکتا۔

کسقدر مضحکہ خیز بات ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان اپنے اور قومی فلاح اور بہبودی کا خیال نہ کرین اپنے جایز حقوق اپنی مہربان اور رعایا پرور گورنمنٹ سے طلب نہ کرین (جس طرح کہ اور لوگ مانگتے ہین اور پاتے ہین) جن حاکمون کے قبضہ قدرت مین ان کی جان و مال ہے جن کی وہ رعایا ہین ان کی طرز سلطنت اون کے آئین و قوانین اور ان کے خیالات سے واقفیت حاصل نہ کرین جس کے بغیر رعایا نہ رضامندی حکام حاصل کر سکتی ہے نہ حکام کی نظرون مین کچھہ رسوخ و امتیاز پیدا کر سکتی ہے اور نہ مطیع و فرمانبردار رعایا بن سکتی ہے۔

قوم کو نواب وقار الملک بہادر کا ممنون و مشکور ہونا چاہیے کہ انہون نے یہ تمام ابتدائی مرحلے طی کر دئے اور ممالک متحدہ مین ایک پولیٹکل ارگنایزیشن کی بنیاد ڈالکر یہ بات ثابت کر دی کہ مسلمانون کا سکوت اب ان کے لئے مضر ہے ان کو اپنی ترقی کے لئے کچھہ کرنا چاہئے بے کچھہ کئے وہ کچھہ نہین پا سکتے۔ اب سخت ضرورت ہے کہ وہ اپنے جایز حقوق طلب کرین اور یہ ثابت کرین کہ ان کے تعلیم یافتہ افراد سرکاری اور ملکی ذمہ داری کے عہدے پانے کے ایسے ہی مستحق ہین جیسے کہ اور قومون کے تعلیم یافتہ سمجھے جاتے ہین مسلمان اپنی پیاس اوس سے نہین بجھا سکتے چند خفیف برائے نام عہدون سے اب انکو پرچانا محال ہے۔ استحقاق پیدا کرنے کے بعد وہ چپکے بیٹھے رہنا پسند نہین کر سکتے۔ ہمنے بارہا سنا ہے کہ مسلمانون کی پس ماندگی کا الزام علمائے امت پر لگایا جاتا ہے کہ ان بزرگوارون کی کوتہ اندیشی کی وجہ سے اور اون کے پرتاثیر جوشیلے مگر مضر مواعظ و نصایح کے سبب سے مسلمانون نے تحصیل علوم انگریزی مین ایک خطرناک تاخیر اور خوفناک غفلت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اور ہندی قومین تمام سرکاری عہدون پر قابض ہو گئین اور مسلمان اس مبتذل حالت کو پہونچے جو ہم آجکل دیکھہ رہے ہین کیا اسی قسم کا الزام ہمارے ان روشن خیال لیڈرون اور پیشواؤن پر کچھہ عرصے کے بعد آسانی سے نہین لگایا جائیگا جنہون نے ہونہار تعلیم یافتہ قابل لایق اور مستحق نوجوانون کو اپنے علم کا فایدہ حاصل کرنے سے باز رکھا انکی بلند پرواز جوشیلی طبیعتون اور امنگون کو نہایت بیدردی اور

اور بے رحمی سے کچل ڈالا۔ ان کو پولیٹیکل امور پر غور و فکر کرنے اور ان میں دخل دینے سے
جس کے بغیر کوئی انگریزی تعلیم یافتہ روح نہیں پا سکتا، روکدیا۔ قومی گھوڑ دوڑ میں
باوجود تیز رفتار ہونے کے ان کو دوڑنے اور بازی لیجانے سے یہ کہکر باز رکھا کہ اپنے
آپ کو لنگڑا لولا سمجھ لو اور گھوڑ دوڑ کے چھوٹوں کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑ دو۔ وہ تمکو انعام
نہیں تو کبھی کچھ دینگے ضرور۔ ابتدا میں تحصیل انگریزی میں غفلت کرنیکا خمیازہ بھگتنے پر علما
جسطرح کوسے جاتے ہیں کیا اب اپنے عروج و ترقی کے مساعی سے روکے جانے کا نتیجہ
دیکھنے پر ہم اپنے رہنماؤں کو نہیں کوسینگے اور کیا مسلمانوں کے اوپر یہی پست و ذلیل
ہونیکا وبال ان بزرگواروں کی گردنوں پر نہ ہوگا۔

خدا کا شکر ہے کہ بعض بزرگواروں نے اس مہلک مرض کے علاج پر توجہ مبذول فرمائی
اور محمڈن پولیٹیکل آرگنائزیشن جاری کی اور اسکی شاخیں ملک کے مختلف حصوں میں قائم
کی گئیں۔ گو دیکھنا یہ ہے کہ اس پولیٹیکل آرگنائزیشن اور اسکی شاخوں نے ان دو تین سال
کے عرصے میں ملک اور قوم کے کون کونسے حقوق کی حفاظت اور مطالبہ کی تحریک کی۔ اس
پولیٹیکل آرگنائزیشن کے سکوت [illegible] وجوہات معلوم ہوتے ہیں کہ قوم کے سربرآوردہ اور
تعلیم یافتہ لوگ جو پالیٹکس کے امور اور نکات سے واقف ہونے لگے ہیں روز بروز
[illegible] ایسے [illegible] ہوتے جاتے ہیں اور ان کی آزادی پسند طبیعتوں کو یہ گوارا نہیں ہوتا اور
[illegible] کرنا پسند نہیں [illegible] اپنے حقوق کی حفاظت بھی کریں اپنے جائز حقوق کا
گورنمنٹ سے مطالبہ بھی کریں [illegible] اس طرح مانگیں کہ مانگنا نہ معلوم ہو [illegible] خاص سے
مانگیں [illegible] گورنمنٹ کو اس کا احساس نہ ہو
کہ یہ اپنے جائز حقوق مانگ رہے ہیں یا بھیک مانگتے ہیں بلکہ [illegible] بعض رہنماؤں
[illegible] ہوئے خوف اور [illegible] کا [illegible] جمع ہو گیا ہے جس کی ہیبت قوم
کے [illegible] کو [illegible] بیکار اور مفلوج کر رہی ہے۔ مسلمان بھی چونکہ ابتدا زیادہ
[illegible] انہوں نے محمڈن ایسوسیشن کو قومی کامیابی کا ذریعہ نہ جانا اور اسمیں
شریک نہ ہوئے۔ کیونکہ پولیٹیکل اغراض اور قومی حقوق حاصل کرنے کے لئے بڑی دور اندیشی

بڑی معلومات قومی اور ملکی مصالح سے بڑی واقفیت بڑی جرأت بڑی استقلال بڑے
تحمل اور نہایت خلوص اور قومی اور ملکی محبت کی بڑی ضرورت ہے۔ کانگریس کے لیڈرون کے
برابر دوراندیشی معلومات اور جرأت اور استقلال حاصل کرنے کے لئے ابھی ہمکو بہت زمانہ چاہئے
اور ایک عرصہ بعید مین بھی ہم جبھی کچھ کرسکنے کے قابل ہونگے جب کہ ہم ایسی معلومات جرات و
استقلال والون کی صحبتون سے ہمیشہ مستفید ہوتے رہینگے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے
ہونہار نوجوان ڈراے جاتے ہین کہ کانگریس کے پاس بھی نہ پھٹکنا ورنہ ہار جاؤگے۔ سمجھ مین
نہین آتا کہ پھر وہ کونسا ذریعہ ہے جس سے تعلیم یافتہ مسلمانون کو پولیٹکل اسرار اور مصالح
ملکی کے پیچ درپیچ امور سے واقفیت ہوسکتی ہے۔ سرسید احمد خان مرحوم کو باوجود اس
خداداد ذہانت طبعی مناسبت اور عجیب و غریب لیاقت کے انگریزون انگریزی کتابون
اور پولیٹکل واقف کارون سے صلاح و مشورہ کرنا پڑتا تھا ہندوستان کی بڑی پولیٹکل لیڈر
انہین مسٹر گوکھلے باوجود ذاتی غیر معمولی قابلیت کے جسٹس راناڈے کی صحبت مین پچیس سال تک
زیادہ رہے ہین اور یہ اوسی بابرکت تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ وہ اس کم عمری مین بہت سے
بڑے ہون کو پولیٹکل امور مین تعلیم دینے کے قابل سمجھے جاتے ہین بڑی بڑی قابل
دیسی اور لائق یوروپین حکام نے انکے قابلیت کا لوہا مان لیا ہے۔ کیا یہ کسی طرح معلوم
ہوسکتا ہے کہ ہمارے لائق ہونہار تعلیم یافتہ نوجوان اگر پولیٹکل امور مین علمی اور عملی قابلیت
پیدا کرنا چاہین تو کن صحبتون مین شریک ہوکر کامیاب ہوسکتے ہین۔ بدنصیبی سے اول تو
مسلمانون مین قابل لوگون کی تعداد بہ نسبت اور قومون کے تعلیم یافتہ لوگون کے
بہت کم ہے اور پھر جتنے تعلیم یافتہ ہین ان مین کا بہت زیادہ حصہ سرکاری ملازمت
مین پھنس جانے کی وجہ سے ہمارے پولیٹکل گتھیون کو سلجھانے کے کام کا نہین رہا
باقی ماندہ لوگون مین بہت سے ایسے ہین جن کو ملازمت کا جنون اور خبط ہے وہ رات
دن اسی ادھیڑبن مین لگے رہتے کہ کس طرح نوکری ملے۔ بہت ہی کم ایسے ہین جو آزادانہ
لائف بسر کرنیکے آرزومند ہین اور بسر کرسکتے ہین۔ انہین مین چند ایسے ہین جنکے دماغ
پولیٹکل تعلیم و تربیت کے مناسب ہین اور جو بشرط باقاعدہ تعلیم پانے کے مسلمانون کے

معتبر اور معتمد لیڈر اور کامیاب پیشوا ہو سکتے ہین یہی میرے مخاطب ہین اور مین انہین سے بمنت کہنا چاہتا ہون کہ وہ اپنے قوم کے بیڑے کو نیتی کے دریا سے پار کرنے کی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے بلا خوف و ہراس کانگریس مین شریک ہون تمام نشیب و فراز پر خوب غور کرین ہر امر اور ہر بات کے ہر ہر پہلو کو خوب سوچین اور سمجھین آزادی سے تقریر کرنے کا مادہ حاصل کرین۔ اور کچھہ مدت تک تمام ضروری امور پر اچھی طرح حاوی ہو جانے اور پختہ تجربہ حاصل کرنے کے بعد اس کا فیصلہ کرین کہ وہ کانگریس کی شرکت مین رہکر قوم کو اچھی طرح فائدہ پہنچا سکتے ہین یا کانگریس سے علیحدگی مین۔

انڈین نیشنل کانگریس بالاستحقاق یہ دعوا کرسکتی ہے کہ وہ ہندوستان کے اور تمام دوسری پولیٹیکل اور سوشل اسوسیشن اور آرگنا ئیزیشن اور انجمنون کی مرکز اور مرجع ہے اس لیئے کہ وہ حتے الامکان ہندوستان کے ہر صوبے ہر ضلع ہر قوم اور ہر فرقے کی بہبودی کا خیال کرتی ہے وہ کسی خاص فرقے کی طرفدار نہین تمام ہندی قومون کی خیر اندیش اور بہی خواہ ہے اسکا مقصود عام فایدہ اور عام نفع رسانی ہے۔ ہندوستان کی کسی قوم کا کوئی تعلیم یافتہ اور معقول پسند آدمی کانگریس کی خوبیون اور خیر خواہیون کا انکار نہین کر سکتا۔

(۱) سول اسروس کے امیدوارون کی قید عمر مین توسیع۔ تخفیف انکم ٹیکس تخفیف محصول نمک و پوست وغیرہ وغیرہ کیا کانگریس کی مدلل اسپیچون اور موّدب درخواستون کا نتیجہ نہین ہے کیا یہ تمام تخفیفین کانگریس کی درخواستین پیش ہونے کے بعد ظہور مین نہین آئی ہین۔ کیا کانگریس کے لیڈر اور پیشوا اپنے غیر معمولی تجربے اور قابلیت کی وجہہ سے سرکاری عہدون پر سرکار کے انتخاب سے نہین مقرر کیئے گئے اور کیا کانگریس کے سرپرستون کو گورنمنٹ نے پراونشیل اور امپیریل کاونسلون مین وضع قوانین کے لیئے منتخب نہین کیا۔ یہ ممکن ہے کہ بغیر کسی دلیل و حجت کے ان بدیہیات سے انکار کیا جائے کٹھہ حجتی سے اس کے برعکس باتون پر زور دیا جائے مگر ان دعوون کے ثبوت مین ایک بہی معقول اور مضبوط دلیل نہین ملسکتی۔ کیا معقول پسند مسلمان یہ کہہ سکتے ہین کہ انہون نے کانگریس کے مساعی سے کسی طرح کا فایدہ نہین اٹھایا۔

اگر کسی قسم کا بھی فائدہ اوٹھایا ہے تو کیا اِس کا معاوضہ شرعًا اور عقلًا یہی ہے کہ کانگریس کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹکایا جائے بے سبب اِس کی مخالفت کیجائے اور بے فایدہ اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد الگ بنائی جائے - یہ کہا جاتا ہے کہ مسلمانون کی شرکت کے بغیر کانگریس کی (جو ہندوستان کی بہت سی قومون کا مجمع ہے -) کامیابی محال ہے تو کیا مسلمانون کو سب سے الگ رہکر اپنی کامیابی کی امید کرنی چاہئے - سخت حیرت معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان تنہا کیا لینگے اور کسطرح لینگے - ہندوستان کے تمام اہم مسائل کانگریس کے نظر سے نہین بچے اور کب بچ سکتے ہین جبکہ کانگریس کے ٹرین کے ڈرائیور ہندوستان کے انتظام سلطنت کے جزوی اور کلی امور سے اتنی واقف ہین جتنا کہ ایک پرانا تجربہ کار حاکم واقف ہوسکتا ہے - انکی بے مثل لیاقت و قابلیت اور بہت ہی بڑے ہوئے علمی اور عملی تجربے نے اون کو پولیٹکل امور کے ہر ہر پہلو سے پورا واقف کردیا ہے وہ ملکی فایدے کے لحاظ سے جسطرح مناسب سمجھتے ہین تقریر کرتے ہین اور جہانتک ممکن ہوتا ہے کامیاب بھی ہوتے ہین - اون کی کامیابی مین مسلمانون کو بھی بقدر مناسب حصہ ملتا ہے - اونپر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اونکی تقریرین دلشکن اور نامناسب ہوتی ہین مگر وہ انہین تقریرون سے کامیاب بھی ہوتے ہین - انہین تقریرون سے بڑے بڑے سرکاری عہدے بھی پاتے ہین - انہین تقریرون سے پراونشیل اور امپریل کونسلون کے لئے منتخب بھی ہوتے ہین اور انہین تقریرون سے اعلی سے اعلی خطابات بھی پاتے ہین اور ہم مسلمانون کی خوشامدی اور بے نتیجہ ادب نے یہ حال کر رکھا ہے کہ ہماری ہر درخواست پر یہ کہا جاتا ہے کہ تم کسی رعایت کی امید نہ رکھو تم پہلے قابلیت پیدا کرو تم مین کوئی قابل اور لایق نظر نہین آتا تو اب تک نہ اعلی عہدون کے لایق ہو نہ معزز خطابون کے مستحق - مسلمانونکو جب یہ مدنظر ہے کہ وہ اپنے حقوق کی حفاظت اور مطالبہ اسطرح کرین کہ اوس مین کسی قسم کا زور کسی قسم کی جرات ہی نہ معلوم ہو (تاکہ بے ادبی اور گستاخی نہ سمجھی جائے) تو اسطرح کے روتے ہوئے مانگنے سے تو خاموشی ہی بہتر ہے اور خاموشی سے کچھہ آخنک پایا

اور کچھ آیندہ پاینگے - مین یہ پوچھتا ہون کیا ایسے رونے چھینکنے سے وہ اپنے ہم عصر دشمن دوسری قومون مین اور خود گورنمنٹ کی نظرون مین کچھ بھی وقعت پیدا کر سکتے ہین اور نظرون سے گر جانے پر کچھ پا بھی سکتے ہین - البتہ یہ بات قابل غور ہے کہ بعض باتین ہر فرقے اور ہر قوم کے لئے مخصوص ہوتی ہین اور کانگریس کی شرکت مین ہم اونپر زور نہین دیسکینگے واقعی یہ بات بہت ٹھیک ہے مگر جب کانگریس کے لیڈر اس کا اقرار کرتے ہین کہ اگر مسلمان کانگریس مین شریک ہون اور دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کردین کہ کانگریس کے فلان فلان رزولیوشن ہمارے حق مین مضر ہین تو ہم وہ رزولیوشن اپنے پروگرام مین سے برابر خارج کردینگے اور کانگریس والون کا یہ اقرار فقط زبانی نہین بلکہ انہون نے ایسا کو بھی دکھایا ہے اجلاس پنجاب مین زمینداری کا مسئلہ چھڑنے پر مسلمانون نے اسپر زور لگایا کہ یہ رزولیوشن مسلمانونکو ضرر پہونچائیگا تو وہ مسئلہ بالکل ترک کر دیا گیا - اب رہی یہ بات کہ مسلمانون کو کوئی خاص مطالبہ کرنا ہو تو اس کی کیا صورت ہوگی اول تو ایسی خاص درخواست بھی کانگریس کے ذریعے سے ہوسکتی ہے اور بفرض محال اگر کوئی ہرج ہو تو اس کے لئے خاص بندوبست ہوسکتا ہے آخر کانگریس مین ہندو اپنے تمام مختلف اور متضاد فرقون کے ساتھ ہین - پارسی ہین اور اور فرقے ہین اور انکی بھی خاص خاص حاجتین ہین - پھر ضرورت پر جسطرح یہ فرقے اپنا مطلب نکال لیتے ہین مسلمانون کو بھی انہین کی تقلید کرنی ہوگی - اور سو بات کی ایک بات تو یہ ہے کہ قابلیت ہو اور پختہ تجربہ تو تعداد کی کمی سے کچھہ ہرج ہوتا ہے نہ قلت تمول سے کچھہ نقصان - کانگریس کے مجمع مین سر فیروز شاہ مہتا کا جو رعب داب ہے وہ اسکا بین اور بدیہی ثبوت ہے اور کانگریس کی شرکت مین اتنی قابلیت اور اتنا تجربہ حاصل کر لینے کے بعد مسلمانون کی ترقی اور عروج کی راہ مین کوئی چیز حائل ہو ہی نہین سکتی -

مین روشن خیال ہونہار اور تعلیم یافتہ مسلمانون سے بااصرار کہنا چاہتا ہون کہ وہ اپنی قومی حالت اور ضرورت تیز زمانے کی اقتضا اور مصالح پر خوب غور و فکر کرین

اور تمام پہلوؤن پر غائر نظر ڈالنے کے بعد یہ فیصلہ کرین کہ بہتری کس پہلو مین ہے
اور پہر اس پر بغیر وسواس اور بلا تامل عمل شروع کردین اور یہ خیال نہ کرین کہ وہ بزرگان
قوم کی مخالفت کر رہے ہین - اسلئے کہ بزرگان قوم خصوصاً منتظمان علی گڈہ کالج بہت سی
مصلحتون کی وجہہ سے بظاہر کانگریس کی مخالفت پر مجبور ہین انکو ایسی روک تہام
کرنی ہی چاہیے جیسی کہ وہ کر رہے ہین - اُردو ڈیفنس سوسیٹی کے موقع پر اون کی
مجبوریان تمام دنیا پر ظاہر ہوگئی ہین - مگر تعلیم یافتہ نوجوانون کو چاہیے کہ اولوالعزمی سے
کام لین -

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق -
باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو -

"قاضی کبیر الدین"

"تمہید"

اس سال نیشنل کانگرس کا بیسوان اجلاس بمبئی مین ۲۶ - ۲۷ - اور ۲۸ - دسمبر کو
بڑی کامیابی اور شان و شوکت کے ساتھہ ختم ہوا -

ہندوستان کے ہر حصے سے ہر قوم کے ڈیلیگیٹ اس عظیم الشان ملکی جلسے مین
شرکت کی غرض سے جمع ہوئے تہے - اون بہی خواہان قوم کی تعداد ۱۲۰۰ کے قریب تہی

ڈیلیگیٹون کا استقبال اور اون کی جائے قیام

بمبئی کے مختلف کالجون کے پرجوش طالب علم والنٹیری کی حیثیت
مین ایک خاص قسم کی وردی اور نشان سے مزین ریلوے اسٹیشنون پر
مہمانون کے استقبال کے لئے موجود رہتے تہے -

ٹرین سے اُترتے ہی مہمان مع اسباب بآرام و اطمینان تمام کانگریس کی مقرر کردہ
گاڑیون مین کیمپ تک پہونچ جاتے تہے -

یہ ڈیلیگیٹس کیمپ - بی - بی - سی - آئی - آر - کے اسٹیشن قلابہ سے بالکل ملا ہوا تہا جس مین

سمندر کے کنارے پر واقع تہا۔ اِس مقام کی آب وہوا بمبئی بہر مین سب سے زیادہ صحت بخش اور فرحت افزا تہی۔

کیمپ کے مصنوعی پہاٹک سے نکلتے ہی داہنی جانب ان کوائری آفس (خیمہ برائے دریافت حالات) اور بائین جانب ریڈنگ روم نظر آتا تہا ریڈنگ روم مین۔ انگریزی کی تقریباً تمام تازہ اخبار موجود رہتے تہے۔

اِن کوائری آفس مین آنریبل مسٹر ابیج اس وکنسنت کا بنفس نفیس نہایت سادہ لباس مین موجود ہونا اور ہر شخص کے سوالون کا جواب دینا عجب پسندیدہ نظارہ تہا۔

حقیقت مین کام کرنے والے لوگون کی یہی شان ہونا چاہیے کہ ظاہری تکلفات اور خودداری بیجا سے آزاد ہون۔

یہان ہر مہمان آنریبل موصوف سے اپنے قیام کے متعلق جملہ امور طے کر کے اپنے مقررہ خیمے مین پہونچ جاتا تہا۔ ہر خیمے مین متعدد سنفری پلنگ۔ کرسیان۔ میز۔ ایک لیمپ ایک لالٹین اور دیگر ضروری چیزین موجود تہین۔ تبکو خیمون مین اور باہر تمام کیمپ مین گیس کی روشنی ہوتی تہی۔

انتظام طعام۔ صبحکو ہر ڈیلیگیٹ کے بجائے قیام پر چائے پہونچتی تہی اور ۹ بجے کہانے کی گہنٹی ہوتی تہی۔ مسلمانون کے لئے انتظام ہوٹل مین کردیا گیا تہا۔ لیکن انمین سے اکثر نے بغرض ملاقات احباب کیمپ ہی مین رہنے اور پوری ترکاری مچہلی کہانے کو ترجیح دی۔

کہانے سے فارغ ہوکر لوگ کانگرس پنڈال کیطرف روانہ ہونے لگتے تہے۔ کیمپ سے پنڈال تک جانے کا انتظام بہی کانگرس کی طرف سے کردیا گیا تہا۔

کانگرس کے اجلاس مین۔ دو۔ اور تین بجے کے درمیان لوگون کو ریفرشمنٹ کے لئے کچہہ دیر کی فرصت ہوتی تہی۔

اِس غرض کے لئے ایک علیحدہ خیمہ نصب کیا گیا تہا جسمین ڈیلیگیٹ اور رپوٹر حسب خواہش چائے۔ لیمونڈ۔ مٹہائی۔ میوے۔ آیس کریم سے شغل کرتے تہے۔

یہ سب چیزین ایک فراخ حوصلہ سوداگر کی جانب سے مفت پیش کی جاتی تہین
شام کو کیمپ مین واپس آنے پر ایڈوکیٹ آف انڈیا کی کاپی ہر ڈیلیگٹ کی میز پر موجود ہوتی
تہے جسمین اوس روز کی کارروائی درج ہوتی تہی۔

متفرق

جو لوگ شرکت کانگرس کی غرض سے بمبئی آئے تہے انہون نے کانگرس کی علاوہ اور بہی
بہت کچہہ دیکہا۔ مثلاً بمبئی کی صنعتی نمایش جسکی خوبی دیکہنے سے تعلق رکہتی تہی
اور جس کا مختصر بیان بہی ایک علیحدہ مضمون چاہتا ہے۔

ہم اِس موقع پر صرف اسقدر کہنا چاہتے ہین کہ اگر لوگ صرف اِس نمایش کو دیکہنے کی
غرض سے بمبئی کا سفر اختیار کرتے تو کچہہ بعید نہ تہا۔ درآنحالیکہ کانگرس والون کی لئے اِس لاجواب نمایش
کی سیر جسکی وسعت اور خوبی ترتیب نمایش دہلی سے بہی بڑہکر تہی ایک کرشمہ دوکار کی مصداق تہی۔

۴ بجے دن سے لیکر ۱۱ بجے رات تک نمایشگاہ مین ناظرین کا ہجوم رہتا تہا اور سیر کرنے والونکے لئے
اصلی نمایش سے بڑہکر ہر قوم و مذہب و ملت و مشرب کی لوگونکو بہ طرز و پوشاک و گفتگو سے مختلف
یکجا دیکہنا عجیب و لچسپ نظارہ تہا

۲۹ دسمبر کو بوقت سہ پہر کانگرس پنڈال مین کنورسیشن کا جلسہ تہا جسمین ہر حصہ
ملک کے لوگ باہم ملکر ایک دوسرے سے تعارف محبت کا لطف حاصل کرتے تہے۔

یہان ہر قوم کے لوگ اسطرح پر شیر و شکر ہوگئے تہے کہ ملکی اتحاد کی ایک نمایان تصویر پیش
نظر ہوگئی تہی۔ کانگرس سے فرصت پاکر لوگون نے بمبئی کے مشہور مقامات کی سیر شروع کی۔ بعض نے
اسٹیمر پر سمندر کا بہی لطف اوٹہایا۔

دوسرے روز شکاگو پروفیسر چتری نے کانگرس کے مہمانون کو اپنی مشہور سرکس مین مدعو کیا
اور بہت اچہے تماشے دکہلائے۔

۳۱ دسمبر کو سوشل کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا جسمین مہاراجہ بڑودہ دام اقبالہ
کی قابلانہ اور دلی تحریر ایسی مرتبہ کی ہوئی کہ اب تک غالباً کسی والی ملک نے ایسا عمدہ ایڈریس نہ دیا ہوگا۔

سوشل کانفرنس کا اجلاس ہر سال کانگرس کے اجلاس کے بعد ضرور ہوتا ہے اور اور کچہہ
دنون سے نمایش بہی ہونے لگی ہے۔ پس نیشنل کانگرس گویا مجموعہ ہے تمام مفید ملکی تحریکون اور
تجویزونکا اور ایسی حالت مین اسکے مقاصد سے ہمدردی نہ رکہنا ہمارے نزدیک بہت بڑا اخلاقی جرم ہے۔

رزولیوشنونکی فہرست

رزولیوشن نمبر (۱) - پبلک سروس مین اہل ہند کا تقرر

(الف) اس کانگرس کی راسے مین گورنمنٹ ہند کا اصول اور اوس کی پالیسی ہندوستانیون کے اعلی عہدہاسے گورنمنٹ پر مقرر ہونے کی نسبت (جسکا اظہار ۲۴ مئی ۱۹۰۴ع کی رزولیوشن مین ہوا ہے) پارلیمنٹ کے قانون ۱۸۳۳ع اور ملکہ معظمہ انجہانی کے اعلان شاہی ۱۸۵۸ع کے خلاف ہے۔ یہ کانگرس مودبانہ مگر پرزور طور پر اون تمام کوششون پر اعتراض کرتی ہے جو اُن باوثوق وعدون کے معطل کر دینے کے لئے کیجاتی ہین جو بادشاہ وقت اور پارلیمنٹ نے اس ملک کے ساتھہ کئے ہین اور نیز اُن کوششون پر اعتراض کرتی ہے جو اُن انتظامون سے تعریض کرنے کے لئے کیجاتی ہین جن کو گورنمنٹ نے پبلک سروس کمیشن کے غور و فکر کے بعد قرار دیا تہا۔

(ب) اس کانگرس کی راسے ہے کہ موجودہ مالی اور انتظامی بدنظمیون کا واقعی تدارک اسیطرح ہوسکتا ہے کہ ملک کے اعلی شعبہاسے ملازمت مین ہندوستانی بکثرت مقرر کئے جارہین - یہ کانگرس اس امر مین گذشتہ کانگرسون سے اتفاق کرتی ہے کہ پارلیمنٹ کے رزولیوشن ۲ جون ۱۸۹۳ع پر (اس بارے مین کہ ایک ہی سا امتحان سول سروس کے لئے انگلستان اور ہندوستان مین ہوا کرے) فوراً عملدرآمد شروع کیا جائے اس اتفاق راسے کے اظہار کے ساتھہ یہ کانگرس اتنا زاید کرتی ہے کہ اس مسئلے کا

قابل اطمینان حل اسیوقت ہوسکتا ہے کہ ہندوستانی سول سروس کی تجدید مقامی حالات کے اعتبار سے از سر نو کیجائے اور اسی اثنا مین جوڈیشل خدمات چند رینج اُن لوگون کے سپرد کئے جائین جنہون نے قانونی تعلیم حاصل کی ہو۔

(ج) یہ کانگرس اس امر پر افسوس ظاہر کرتی ہے کہ اکثر صوبجات ہند مین امتحان مقابلہ بند کر دیا گیا۔ گذشتہ تجربے سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ نامزدگی کے قاعدے سے اس ملک مین یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ صرف حکام رسی سے ملازمت حاصل ہوسکتی ہے اور اس طرح نالایق لوگ بھرتی ہوتے ہین جس سے انتظام مین نقایص پیدا ہوتے ہین اور بعد کو یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستانی اعلیٰ عہدون کے قابل نہین۔

مجوز:۔ بابو سرندرو ناتھ نبرجی (کلکتہ)

موید:۔ مسٹر سبرا مینا آیر (مدراس)

تائید مزید: مولوی ابوالقاسم (بردوان بنگال)
آنریبل مسٹر کرشنان۔ نیر۔ (کالی کٹ۔ مدراس)

تائید مزید:۔ مسٹر حسین بدرالدین طیب جی (بمبئی)

رزولیوشن نمبر (۳)۔ (تعلیم)

یہ کانگرس گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ اُس نے اپنے گذشتہ مارچ کے رزولیوشن مین ابتدائی تعلیم کے متعلق زیادہ خرچ دینا منظور کیا ہے اور ممالک غیر کے لئے دس سکالرشپ دئیے ہین۔ مگر ساتھ ہی اعلیٰ تعلیم کی نسبت گورنمنٹ کی مضر پالیسی پر دہی اعتراض کرتی ہے جو سال گذشتہ کیا تھا کہ یونیورسٹیون کو گورنمنٹ نے اپنا محکمہ بنا لیا ہے اور یونیورسٹی کی تعلیم کی وسعت کم کردی ہے۔ یہ کانگرس اپنی رائے ظاہر کرتی ہے کہ جو بچت گورنمنٹ کو سال بسال ہوتی ہے اس مین سے تعلیم کے لئے اس مقدار سے زیادہ عطا ہوا کرے جتنا کہ اسوقت عطا ہوتا ہے۔

(الف) ابتدائی تعلیم لوگون مین زیادہ پھیلے اور بلا فیس کے جبری تعلیم کی ابتدا قایم ہو۔

(ب) دستکاری اور تعلیم زراعت کو کافی مدد ملے۔
(ج) گورنمنٹ کالجون اور اسکولون مین ایسی تعلیم دینے والے اور دیگر سامان وضروریات کافی طور پر مہیا ہون کہ وہ انسٹیٹیوشن نمونہ خیال کیے جاسکیں۔
(د) کم سے کم ایک سنٹرل درسگاہ صنعت قایم ہوجس کی شاخون کے طور پر مختلف صوبون مین صنعتی کالج اور اسکول قایم کیے جائین۔

مجوزہ:- مسٹر ڈی۔جی۔پادھیا (بمبئی)
موئد:- بابو ہر مہاچرن مائیتر (کلکتہ)

تائید بذریعہ:
مسٹر آر۔بی۔کرندکار (ستبار)
ڈاکٹر ایچ۔ایس گور (رائے پور۔ممالک متوسط)
مسٹر چنتامنی (الہ آباد)
مسٹر جی۔اے نیٹشن (مدراس)

رزولیوشن نمبر (۳)

اس کانگرس کی رائے مین ملک کی افسوسناک مفلسی کے اسباب یہ ہین کہ سالہا سال سے ملک کی دولت نکلتی چلی جاتی ہے۔ ملک کی صنعت وحرفت رو بہ تنزل ہے مالگذاری سخت ہے اور سلطنت کا انتظام اس طرح پر واقع ہوا ہے کہ جس مین بڑا انتہا خرچ پڑتا ہے۔ یہ کانگرس ان نقائص کی اصلاح کے لئے اور تدابیر کے علاوہ ذیل تدابیر پیش کرتی ہے۔
(الف) جیسا کہ سابق کے رزولیوشن مین ظاہر کیا گیا ہے گورنمنٹ تعلیم کی طرف زیادہ ترغیب دلائی۔
(ب) اُن حصص ملک مین جو مطابق شرائط مقررکردہ مراسلات سکرٹری ہند مین استمراری بندوبست جاری کیا جائے۔
(ج) پبلک سروس کے اعلیٰ عہدون پر ہندوستانی زیادہ مقرر کیے جائین۔

مجوزہ- مسٹر آر۔ایم۔مدھولکر (امراوتی)

مویّد - آنریبل مسٹر گوبند راگہو آیر (چتور - مدراس)

تائید مزید { آنریبل گوکل داس پارکہہ - (بمبئی)
مسٹر آر - وی مہاجنی (اکولا)
مسٹر ایم کے پٹیل (بمبئی) }

رزولیوشن نمبر (۴) - کاشتکارونکا مقروض ہونا -

اس اعتبار سے کہ کاشتکار اندیشہ ناک طور پر مقروض ہوتے جاتے ہین -
اور تہوڑی سی گرانی مین بہی اہنین گورنمنٹ سے استمداد کی ضرورت پڑتی ہے -
یہ کانگرس لندن کی فیمن یونین کی اس تجویز سے اتفاق کرتی ہے کہ مختلف مقامات
ہند کے دیہات مین گورنمنٹ کاشتکارون کی حالت کی تحقیق کرے -

مجوز - انریبل مسٹر ایچ - ایس دکشت (بمبئی)
مویّد - انریبل مسٹر ڈی - سی - دیسکاچاری (مدراس)

تائید مزید { رائے پربتی شنکر چودہری (ڈھاکہ)
ڈاکٹر جوزف بنجمین - (احمدآباد) }

رزولیوشن نمبر (۵)

(الف) یہ کانگرس گورنمنٹ آسٹریلیا کی کارروائی پر اپنا اطمینان ظاہر کرتی ہے
کہ اوسنے ہندوستانی سیاحون کے لیئے آسان قوانین بنائے ہین مگر ساتہہ ہی اس امر پر
سخت افسوس کرتی ہے کہ شاہنشاہ معظم کی نوآبادیون مین اُن کی ہندوستانی رعایا کیساتہ
سخت برتاؤ کیا جاتا ہے اوران کو معمولی حقوق بہی برٹش رعایا کے نہین ملتے -
(ب) یہ کانگرس اس امر پر خاصکر اعتراض کرتی ہے کہ برٹش گورنمنٹ اِن قوانین کا اجرا کی
دہمکی دیتی ہے جو سابق بوئیر گورنمنٹ نے ٹرانسوال مین ہندوستانیون کے خلاف وضع
کیئے تہے اس اعتبار سے کہ جنگ بوئیر کے اسباب مین ایک سبب یہ بہی تہا کہ
ٹرانسوال گورنمنٹ ہندوستانیون کے ساتہہ بُرا برتاؤ کرتی ہے نیز اس اعتبار سے
کہ ہندوستانی تارکان وطن ایام جنگ مین گورنمنٹ کے وفادار رہے اور عمدہ

مدد پہنچائی۔

یہ کانگرس بہت زور کے ساتھہ برٹش پالیمنٹ سے التجا کرتی ہے کہ وہ مساوی برتاؤ کے لیے اصرار کرے گی۔

(ج) کانگرس اس بارے مین گورنمنٹ ہند اور سکریٹری آف اسٹیٹ کا دلی شکریہ ادا کرتی ہے کہ اونہون نے ہندوستانی تارکان وطن کے فائدے کے لئے سخت کوشش کی اور کانگرس امید کرتی ہے کہ جبتک کوئی معقول بندوبست نہوگا وہ لوگ اپنی کوشش جاری رکہین گے۔

مجوز:۔ مسٹر دی۔ ان مدن جیت (جنوبی افریقہ)

موئد:۔ مسٹر ان برو جا (کلکتہ)

تائید مزید:

مسٹر ان۔ سی۔ کلکر (پونا)

مسٹر دی۔ سی۔ شیشا چاری (ویلور۔ مدراس)

مسٹر عیسیٰ حاجی سمار (جنوبی افریقہ)

مسٹر ایس۔ سی۔ مکرجی (کلکتہ)

تائید مزید۔ ڈاکٹر بی ایس۔ مُنجی۔ (ناگپور)

رزویوشن نمبر (٦) تنخواہ سکریٹری آف اسٹیٹ

یہ کانگرس اس ناانصافی پر معترض ہے کہ انڈیا آفس کا بار ہندوستان کے خزانہ پر ڈالاجاتا ہے۔ حالانکہ کلونیل آفس کا بار نوآبادیون پر نہین ڈالاجاتا۔ لہذا اس کانگرس کی رائے ہے کہ سکریٹری آف اسٹیٹ کی پوری تنخواہ خزانہ انگلستان سے دیجائے۔

مجوز۔ سر بہالچند رکرشن (بمبئی)

موئد۔ آنریبل جی سری نواس راؤ۔ (مدورا مدراس)

موئد۔ مسٹر ایم۔ کے۔ پادہیا۔ (ناگپور)

رزولیوشن نمبر (٧)۔ بجیت

(الف) اس کانگرس کی رائے مین جو بجیت گزشتہ چہہ برسون مین قریب بیس ملین پونڈ کے

ہوئی۔ اوس سے ملک کی خوش حالی نہین ظاہر ہوتی بلکہ صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکس ضرورت سے زاید ہے اور یہ بچت خاصکر روپئے کی عارضی قیمت مقرر کردینے سے ہوئی ہے اور اس طرح ان اخراجات مین جو ہندوستان سے انگلستان کو دئیے جاتے ہین۔ تین یا چار ملین سالانہ کی بچت ہوئی ہے۔

(ب) جن گروہون کو گورنمنٹ کی سکے کی پالیسی سے نقصان پہنچا ہے انکی تلافی کے لیئے اور اس خیال سے کہ گورنمنٹ کو خرچ بڑہانے کا موقع نہ ملے۔ اس کانگرس کی رائے ہے کہ (۱) محصول نمک مین اور تخفیف کیجائے (۲) ان صوبجات مین جہان متواتر قحط سے نقصان پہنچا ہے مالگذاری اراضی کم کیا جائے (۳) روئی کا محصول برطرف کیا جاوے۔

(ج) جبتک کہ اس تخفیف محصول پر عمل نہ کیا جائے اس بچت کا ایک حصہ اس طرح صرف ہونا چاہیئے جس سے بلاواسطہ رعایا کو فائدہ پہنچے۔ مثلاً سائینٹفک۔ زراعتی اور صنعتی تعلیم کی ترقی، طبی امداد مین آسانی، اور باقی لوکل اور مینوسپل بورڈ کی مدد مین صرف کیا جائے جنکو پلیگ کے سالانہ اخراجات کے سبب سے بہت زیرباری ہوئی ہے تاکہ یہ بورڈ حفظان صحت کے وسائل مین ترقی کرسکین، اور ذرائع آمدورفت وسیع کیئے جائین۔

	مجوزہ۔ آنریبل مسٹر جی۔ کے۔ گوکہلے۔	(پونا)
	موئد۔ مسٹر امبالال ستکرلال ویسائی	(احمد آباد)
	مسٹر جی سبرامنیا ائر	(مدراس)
تائید مزید	راؤ بہادر وی ایم۔ پاٹہک	(ستارا)
	مسٹر علی محمد بہیم جی	(بمبئی)

رزولیوشن نمبر (۸)

یہ کانگرس مسٹر جے۔ ان۔ ٹاٹا کی وفات حسرت آیات پر اظہار ملال کرتی ہے کیونکہ ہندوستان کی ترقی صنعت و حرفت مین متوفی کے خدمات عظیم اور اس کی

ہمدردی انسانی وحب الوطنی اُسکی یاد کو ملک مین بسپاس ومنت تازہ رکھے گی۔

(ازجانب صدر انجمن۔)

رزولیوشن نمبر (۹)

اِس کانگرس کی رائے مین وہ وقت آگیا ہے کہ اِس ملک کے لوگ اپنے ملک کے معاملات کے انتظام وانصرام مین زیادہ اختیارات پاوین۔ اسطرح کہ:۔

(ا) ہندوستان کے ہر صوبے یا ہر حلقے کو اسبات کا استحقاق دیا جائے کہ وہانسے انگلستان کے ہاوس آف کامنس کو کم از کم دو ممبر روانہ کیے جایا کرین۔

(ب) سپریم اور پراونشیل دونون لیجیسلیٹو کاونسلون کو وسعت دیجائے۔ یعنے ان مین غیر سرکاری ممبرون کی تعداد بڑھا دیجائے۔ اور انکو یہ اختیار دیا جائے کہ جب اُنکے سامنے معاملات مالی پیش ہون تو وہ کاونسل کو ووٹ کے لیے تقسیم کر لیا کرین۔ اور مسودہ قانون کا نفاذ سو وہ اُس گورنمنٹ کے حاکم اعلیٰ کے اختیار مین رہے جس سے یہ مضمون متعلق ہو۔

(ج) لندن کی انڈیا کاونسل اور گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ بمبئی و مدراس کی اکزیکٹیو کاونسلون کی ممبری کے لیے ہندوستانی قایم مقام مقرر ہوا کرین۔ اور یہ قایم مقام لیجسلیٹو کاونسلون کے منتخب ممبرون کی جانب سے نامزد ہوا کرین۔

مجوز:۔ مسٹر وی۔ کرشنا سوامی آیر (مدراس)

مؤید:۔ آنزیبل پنڈت مدن موہن مالوی۔ (الہ آباد)

موافق:۔ مسٹر جہانگیر بومانجی پٹیٹ (بمبئی)

رزولیوشن نمبر (۱۰) معاملات تبت اور پیشقدمی کی پالیسی

یہ کانگرس اِس امر کی نسبت اپنا دلی افسوس ظاہر کرتی ہے کہ گذشتہ حملۂ تبت مین منشاے قانون ۱۸۵۸ء کی سراسر خلافت ورزی کی گئی۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ حدود ہندوستان کے باہر محاصلات ہند، حملۂ بیرونی کے سوا اور کسی صورت مین بلا منظوری پارلیمنٹ صرف نہون۔ گورنمنٹ اِس حملے کو پولیٹکل مشن بتاتی رہی

یہانتک کہ بلحاظ واقعات پارلیمنٹ کے لئے اس مشن کے ضروری اخراجات کا نامنظور کردینا قطعی ناممکن ہوگیا۔ اور اس طرح پر محاصلات ملک ناواجبی طور پر ایکٹ ۱۸۵۸ء کی قانونی اور باضابطہ حفاظت سے محروم رہے۔

نیز یہ کانگرس اس امر کی بابت مزید افسوس کا اظہار کرتی ہے کہ ہاوس آف کامنز نے اس حملے کے متعلق اخراجات کا ایک جزو بھی خزانہ شاہی سے ادا کرنے سے انکار کیا حالانکہ یہ حملہ شاہی اغراض کو پیش نظر رکھکر امپیریل پالیسی کی تائید میں کیا گیا تھا۔

یہ کانگرس اس ناانصافی پر اس بنا پر اور بھی زیادہ سختی کے ساتھ اظہار ناراضی کرتی ہے کہ اُسے خوف ہے۔ کہ حمایت پیشقدمی کی پالیسی کا صرف ایک جزو ہے اور اُسے یہ بھی خطرہ ہے کہ افغانستان اور ایران کی مشنون کے ساتھ ملکر کہیں وہ ہندوستان کو ایسے جھگڑون مین نہ پھنسا دے جو اعلیٰ فوائد ملک کے سخت مضر ہون اور جن سے محاصلات ہند پر ناقابل برداشت بار پڑجائے۔

مجوز:۔ مسٹر ایچ۔ اے واڈیا۔	(راجکوٹ)
موئد۔ لالہ مرلی دہر	(پنجاب)
موئد۔ مسٹر۔ این۔ بی۔ راناڈے	(بمبئی)

رزولیوشن نمبر (۱۱)۔ پولیس رفارم

یہ کانگرس اپنا دلی افسوس ظاہر کرتی ہے کہ گورنمنٹ نے ابھی تک پولیس کمیشن کی رپورٹ کو پبلک سے پوشیدہ رکھا ہے۔ حالانکہ کمیشن کو اپنی رپورٹ پیش کئے ہوئے دو برس کا عرصہ ہوچکا ہے اور اس کے بعض حصے ان اخبارون مین شایع بھی ہوگئے جن تک قانون رازداری کا اثر نہین پہونچ سکتا۔

پس اس لحاظ سے کہ پولیس کی کل اصلاح، ملک کے لئے بہت ضروری ہے اور اس بات کو پیش نظر رکھکر کہ پبلک کے بہت سے اغراض و فوائد اس مسئلے کے قابل اطمینان فیصلے سے وابستہ ہین اور اسلیے قبل اس کے کہ ارکان گورنمنٹ اصلاح پولیس

کی تجویز طیار کرین - پبلک کو اظہار رائے کا کافی موقع ملنا بلاشبہ نہایت ضروری ہے نیز اس لحاظ سے کہ اس مسئلے پر گورنمنٹ ہند اور سکرٹری آف اسٹیٹ کے غور کر چکنے کے بعد پبلک کی تمام نکتہ چینیان قاطبتہً بیکار ہون گی، یہ کانگرس باصرار تمام ملتجی ہے کہ کمیشن کی رپورٹ بلاتوقف فورًا شائع کر دیجائے -

مجوز - بابو سر شیچندر سری بادھکاری (بنگال)

موئد - مسٹر کے - پراجو (مدراس)

موئد - مسٹر دی - جی - جوشی (ناگپور)

رزولیوشن نمبر ۱۲ فوجی اخراجات -

(ا) یہ کانگرس اس امر سے نہایت ہراسان ہے کہ فوجی اخراجات کا بار سال بسال برابر بڑہتا جاتا ہے اور اس کانگرس کی رائے مین موجودہ فوجی اخراجات ہندوستان کی قوت برداشت سے باہر ہین -

(ب) یہ کانگرس ہراس انگیز افسوس کے ساتہ ان تجاویز کو دیکھتی ہے جنکی وجہ سے اخراجات افواج کے متعلق محاصلات ہند پر فرید بار پڑنے والا ہے، اور لارڈ کچنر کی تجویز کے مطابق جدید ترتیب افواج مین جو صرف ہوگا اُسکے خزانہ ہند سے ادا کیے جانے کی سخت مخالفت ہے -

(ج) چونکہ افواج متعینہ ہند کی قوت کا اندازہ اور نیز اوقات تحلف اُن کی فوجی قابلیت کے بڑھانے کی تجویزین ہندوستان کی فوجی ضرورتون کے لحاظ سے نہین کیجاتین بلکہ ان سے جملہ ممالک مشرق مین برٹش اقتدار کا قیام مدنظر ہوتا ہے - علاوہ برین اس امر کو دیکھکر کہ حال ہی مین عارضی طور پر ہندوستان کی بہت سی فوج حدود ہند کے باہر گئی اور اس سے نہ کسی قسم کا خطرہ پیش آیا نہ ملک کی حالت امن مخدوش ہوئی، اس کانگرس کی رائے مین اس کا وقت آگیا ہے کہ برٹش پارلیمنٹ اس بات پر سنجیدگی کے ساتہہ غور کرے کہ انصاف مقتضی اس کا ہے کہ فوجی اخراجات ہند کا ایک معتد بہ حصہ انگلستان ادا کرے -

مجوزنا۔ مسٹران۔ ایم۔ سمارتھہ۔ (بمبئی)

موئد:۔ مسٹرجی۔ آر۔ ابھانکر۔ (سانگلی)

رزولیوشن نمبر (۱۳) اگزیکٹیو۔ اور جوڈیشل انتظامات کی علیحدگی۔

یہ کانگرس گذشتہ کانگرسون کی رائے سے اتفاق ظاہر کرتی ہے اور گورنمنٹ اور سکرٹری آف اسٹیٹ سے درخواست کرتی ہے کہ فوجداری معاملات مین اگزیکٹیو اور جوڈیشل انتظامون کی علیحدگی مین اب اور زیادہ توقف روا نہ کہا جائے جبکہ اس علیحدگی انتظامات کے مناسب ہونیکو گورنمنٹ بارہا خود ہی تسلیم کرچکی ہے اور جبکہ یہ بات بکثرات ثابت کردی گئی کہ صرف برائے نام زیادتی اخراجات کے ساتھ اس تجویز کا عمل مین لانا ممکن ہے۔

مجوزنا۔ مسٹر ہرشچندر رائے بشنداس۔ (سندہ)

موئد:۔ مسٹران۔ کے۔ رام سوامی۔ (چتور مدراس)

رزولیوشن نمبر (۱۴) مسئلہ تقسیم بنگال۔

یہ کانفرنس بہرصورت تقسیم بنگال کے متعلق گورنمنٹ ہند کی تجویزون سے سخت اختلاف کرتی ہے۔ اس تجویز کو لوگ نہایت خوف وہراس کی نظر سے دیکھتے ہین کیونکہ بنگالی قوم کے کئی علیحدہ حصون مین تقسیم ہوجانے سے انکی ذہنی اور معاشرتی غرضکہ ہرقسم کی ترقیون مین بہت سے موانع پیش آجائینگے اور ان کے بہت سے ایسی قانونی حقوق مفقود ہوجاسینگے جواب تک انکو حاصل رہے ہین۔ علاوہ برین اس تجویز سے ملک پرخرچ کا ایک بہت بڑا بار پڑے گا جس کو ہندوستانی ٹیکس اداکرنے والے کسی طور پر برداشت نہین کرسکتے۔

اس کانگرس کی رائے مین اسوقت تک کوئی معقول وجہ اس تقسیم کے باب مین پیش نہین کی گئی ہے۔ ہان اگر بنگال گورنمنٹ کا موجودہ کانسٹی ٹیوشن اس صوبے کے عمدہ انتظامی حالت کے لیئے ناکافی خیال کیا جاتا ہے تو اس کا علاج یہ نہین ہے کہ اس کے حصون کی دوبارہ ترتیب وتقسیم کی جائے بلکہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ مدراس وبمبئی

کے مانند لفٹنٹ گورنری بنگال کے بجائے گورنری بنگال مع انتظامی کونسل قایم کردی جائے۔

مجوز:۔ آنریبل مسٹر امبکا چرن مزمدار۔	(بنگال)
موئد:۔ مسٹر لے۔ چودہری۔	(بنگال)
بابو بے کمار رایے۔	(بنگال)
تائید مزید مسٹر آر۔ ایم۔ مدہولکر	(امراوتی)

رزولیوشن نمبر(۱۵) انگلینڈ کے لیے ڈیلیگیشن کا انتخاب

اسبات کو پیش نظر رکھکر کہ انگلینڈ مین عام انتخاب کا زمانہ قریب ہے۔ اور اس نازک موقع پر الکشن کے امیدوارون، ووٹ دینے والون اور پولیٹکل لیڈرون کے سامنے ہندوستان کے حقوق کا پیش کیا جانا ضروری ہے۔ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ کانگرس مختلف حصص ملک سے قابل اعتماد اور تجربہ کار قایم مقامون کو اسی غرض سے انگلستان روانہ کرے تاکہ وہ الکشن کے زمانے مین اور اس سے قبل وہان موجود رہین اور ڈیپوٹیشن کے اخراجات کے لئے ۳۰۰۰۰ روپئے کا ایک فنڈ جمع کیا جائے۔

مجوز:۔ مسٹر ولیم ویڈربرن۔	(لندن)
موئد:۔ مسٹر بال گنگا دہر تلک	(پونا)
موئد:۔ مسٹر ائیس سنہا۔	(الہ آباد)

رزولیوشن نمبر(۱۶) ممبران پارلیمنٹ کا انتخاب

یہ کانگرس دلی خوشی کے ساتھ نارتھ لیمبتھ۔ ناٹنگھم۔ راکس برانفائد کی طرف سے مسٹر دادابہائی نوروجی۔ مسٹر ہنری کاٹن اور سر جان جارڈین کی امیدواری پارلیمنٹ کی نسبت اظہار اتفاق کرتی ہے اور مذکورہ اضلاع انگلستان کے منتخب کرنیوالون سے درخواست کرتی ہے کہ وہ ان حضرات کو پارلیمنٹ کا ممبر ضرور منتخب کرین تاکہ یہ لوگ نہ صرف ان کی نیابت کرین بلکہ ایک حد تک ایک ایسے ملک کے باشندون کے بھی قائم مقامی کرین جو باوجودیکہ برٹش امپائر کا ایک حصہ ہے۔ لیکن پھر بھی اسکا کوئی بلاواسطہ قائم مقام

پارلیمنٹ مین نہین ہے۔

مجوز:۔ مسٹر ایس سنہا۔ (الہ آباد)

موید:۔ مسٹر ڈی۔ پی۔ واڈیا۔ (بمبئی)

رزولیوشن نمبر (۱۷)

یہ کانگرس دلی نیازمندی کے ساتھہ ان بیغرض خدمتون کی نسبت جو انہون نے ہم لوگون کی پولیٹکل ترقی کے لیئے کی ہین سر ولیم ویڈربرن ور دیگر ممبران برٹش کمیٹی کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

او منظور کرتی ہے کہ ۷۰۰ پونڈ اس کمیٹی کے اخراجات کے لیئے دیئے جائین اور اس کے لیئے ہر صوبہ اپنا مقررہ چندہ ادا کرے۔

مجوز:۔ مسٹر ڈی۔ ای۔ واچا۔ (بمبئی)

موید:۔ آنریبل بابو بھوپندر ناتھہ بوس۔ (کلکتہ)

رزولیوشن نمبر (۱۸)

سال آیندہ کے لیے یہ کانگرس مسٹر اے۔ او۔ ہیوم۔ سی۔ بی کو جنرل سکرٹری اور مسٹر واچا اور مسٹر گوکھلے کو اسسٹنٹ جنرل سکرٹری مقرر کرتی ہے۔

از جانب صدر انجمن۔

رزولیوشن نمبر (۱۹)

یہ کہ کانگرس کے کانسٹی ٹیوشن کا مسئلہ بغرض رپورٹ ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائے جسکے ممبر حسب ذیل ہون۔

بمبئی:
۱۔ سر فیروز شاہ مہتا۔
۲۔ مسٹر ڈی۔ ای۔ واچا۔
۳۔ آنریبل مسٹر گوکھلے۔
۴۔ آنریبل مسٹر ابراہیم رحمت اللہ
۱۔ آنریبل نواب سید محمد۔

مدراس
۲۔ مسٹر سی شنکر نیر۔
۳۔ مسٹر کرشنا سوامی آئر۔
۴۔ مسٹر ویر راگھو چاری۔

بنگال
۱۔ بابو سریندر وناتھ نبرجی
۲۔ آنریبل مسٹر امبکاچرن مزمدار۔
۳۔ بابو بیکنٹھ ناتھ سین
۴۔ مولوی ابوالقاسم۔

پنجاب۔
۱۔ لالہ لاجپت رائے۔
۲۔ مسٹر دہرم داس۔
۳۔ لالہ ہرکشن لال۔

ممالک متحدہ
۱۔ بابو گنگا پرشاد ورما۔
۲۔ آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی۔
۳۔ مسٹر ایس۔ سنہا۔

برار و ممالک متوسط
۱۔ مسٹر آر۔ ایم۔ مدہولکر۔
۲۔ مسٹر ایم۔ دی۔ جوشی۔
۳۔ مسٹر ایم۔ کے۔ پادھیے۔

از جانب صدر انجمن۔

رزولیوشن نمبر (۲۰) آیندہ اجلاس کانگرس

یہ کہ انڈین نیشنل کانگرس کا اکیسوان اجلاس ۱۹۰۵ع مین بمقام بنارس منعقد ہو

رزولیوشن نمبر (۲۱)

استقبالی کمیٹی اور تمام کارگزران کانگرس کا شکریہ ادا کیا جاسے۔

از جانب صدر انجمن۔

رزولیوشن نمبر (۲۲)۔ شکریہ صدر انجمن۔

استقبالی کمیٹی کی عہدداروں کی فہرست

پریسیڈنٹ

آنریبل سر فیروز شاہ - ایم - مہتا - کے - سی - آئی - ای -

آنریری سکریٹری

۱ - سر بہالچندر کرشن - کے - ٹی -

۲ - آنریبل مسٹر چمن لال - ایچ - سیتل واڈ - بی - اے - ایل - ایل - بی -

۳ - آنریبل مسٹر گوکلداس - کے - پارخ - بی - اے - ایل - ایل - بی -

۴ - ایچ - اے - واڈیا - اسکویر - بیرسٹرایٹ لا -

۵ - آنریبل مسٹر واچی - اے - کھرے - بی - اے - ایل - ایل بی -

۶ - جہانگیر - بی - پیٹیٹ اسکویر -

۷ - فضل بھائی - جونا بھائی لالجی اسکوئر -

۸ - آنریبل مسٹر ہری سیتارام دکشت - بی - اے - ایل - ایل - بی -

۹ - قاضی کبیرالدین اسکوئر بیرسٹرایٹ لا -

۱۰ - رستم - کے - آر - کاما اسکوئر - بی - اے - ایل - ایل - بی -

۱۱ - نرائن وشنو گوکھلے اسکوئر - بی - اے - ایل - ایل - بی -

آنریری جوائنٹ جنرل سکرٹری

۱ - دین شاہ - ای - واچا - اسکوئر -

۲ - آنریبل مسٹر جی - کے - گوکھلے - بی - اے - سی - آئی - ای -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیسویں انڈین نیشنل کانگریس کی سالانہ اجلاس کا افتتاح

آج (۲۷ دسمبر سنہ) سہ پہر کو ایسے مجمع کثیر کے سامنے ہوا جو اس موقع پر کبھی اس سے پیشتر نہ ہوا تھا منتظمان کانگریس نے اپنے نزدیک ضرورت سے زیادہ گنجائش کا پنڈال بنایا تھا مگر اسبار مشتاقوں کی وہ ریل پیل تھی کہ پلیٹ فارم تک پر کہیں سائش نہیں رہی تھی اور اکثر اصحاب کو بیٹھنے کی جگہہ ملنا تو درکنار کھڑے ہونے تک کو جگہہ نہ تھی اگرچہ تکلیف بھی بعض حضرات کو راحت تھی - باینہمہ جلسے میں نہ تو کسی قسم کی بدنظمی تھی نہ کسی طرح کی چپقلش کیونکہ حاضرین پر اس درجہ محویت طاری تھی کہ کسی کو اس ظاہری تکلیف کیطرف توجہ بھی نہیں ہوتی تھی - یہ وہ نظارہ تھا جسکی نظیر شاید دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی حاضرین میں مردوں کے عماموں اور عورتوں کی ساریوں کے مختلف رنگ جہت خوشنما ارالیشی اور بوقلموں رنگوں سے ملکر ایک عجیب کیفیت پیدا کرتے تھے -

آغاز کارروائی کے وقت مقررہ یعنی ایک بجے سے ذرا دیر پہلے ایک بارگی چیرز کا جھڑا ہوا - معلوم ہوا کہ استقبالی کمیٹی کے چیرمین سر فیروز شاہ مہتا آتے ہیں - اسکے کچھ ہی دیر بعد مسٹر سیمول اسمتھ ایم - پی اور سر ولیم وڈربرن مع مس وڈربرن تشریف لائے اور ان اصحاب کا بھی بڑی گرمجوشی کے ساتھ استقبال ہوا - ٹھیک ایک بجے صدر منتخب سر ہنری کاٹن کی آمد پر یکایک تمام حاضرین تعظیماً ایستادہ ہوگئے اور چیرز کا وہ زور و شور ہوا کہ سخت سے سخت دل بھی جس سے متاثر ہو جاتا -

اسکے بعد اس روز کی کارروائی کا اسطرح آغاز ہوا کہ اول تو پارسی اور ہندو لیڈیوں نے

ہم آہنگ ہوکر ایک دلکش ترانہ کانگرس گایا بعدازاں سر فیروزشاہ مہتا صدر منتخب ڈیلیگیٹوں اور وزیٹروں کو مرحبائی ایڈریس دینے کو اُٹھے۔ جسپر پرائتی گرماگرمی سے چیرز ہوئے۔ یہ اسپیچ طویل تھی اور ایک گھنٹے میں ختم ہوئی۔ چونکہ سر فیروزشاہ کی شیریں بیانی اور طلاقت زبانی نہ صرف بمبئی میں بلکہ نزدیک و دور مسلم ہی اسلئے ہم اس تقریر کی خوبیوں کا بیان کرنا فضول خیال کرتے ہیں۔ اتنا کہدینا کافی ہی کہ دم تقریر سامعین سراپا گوش اور محو سماعت تھی۔ اس تقریر کے ختم ہونے پر ہمارے مشہور بنگالی جادو بیان مسٹر سرندرناتھ بنرجی نے سر ہنری کاٹن کے صدر انجمن قرار دئے جانے کی تجویز کی (جو آگے چلکر درج کیجائیگی) جسکی تائید آنریبل مسٹر سی سنکارن اور مسٹر مدن موہن مالوی نے فرداً فرداً مختصر اور پُرمغز تقریروں کے ساتھ کی۔ اسکے بعد صاحب صدارت اپنا ایڈریس دینے کو اُٹھے اور اسپر چیرز جو ہونا شروع ہوئی تو کانوں کے پردے اُڑے جاتے تھے اور چیرز کا تار ٹوٹتا ہی نہیں معلوم ہوتا تھا۔

سر فیروزشاہ مہتا کی تقریر

میں اس واقعے کو ایک غیر معمولی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آج کے روز آپکے روبرو کھڑے ہوکر آپکا خیر مقدم ویسے ہی خلوص دل اور جوش و خروش کے ساتھ کروں جسکا مجھکو شیئہ آج ہی کی تاریخ پر کانگرس ہی کے پلیٹ فارم پر سے پندرہ سال اُسطرف فخر اور موقعہ حاصل ہوچکا ہی۔ اس سے بھی بڑھکر خوش قسمتی کی بات جسکے لئے آپ اور میں ہلا برابر ممنون ہوسکتے ہیں، یہ ہی کہ مانند سابق آج بھی ہمارے درمیان میری حمایت کے لئے وہ صاحب موجود ہیں جنسے بڑھکر ہندوستان کو کوئی اور جوشیلا۔ سچا دلدادہ۔ زیادہ ایثار علی النفس کرنے والا۔ زیادہ وفادار اور زیادہ مستقل دوست کبھی نصیب نہیں ہوا۔ آپ ان کو میری دہنی جانب دیکھتے ہیں اور وہ سر ولیم وڈربرن صاحب ہیں جنکا ذکر ہمارے یہاں گھر گھر عزت اور الفت کے ساتھ ہوا کرتا ہی۔ آپ فراخ دل اور جوانمرد انگریزوں کا بہترین نمونہ ہیں چنانچہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اینگلو انڈین اور سویلین اصحاب کی جماعت میں ایسے

بہی انگریز موجود ہیں - اور ان کی کوششیں جاری ہیں تو ہماری امیدیں اور خواہشیں یالوسی سے دوچار نہیں ہونے پاتیں اور حکومت برطانیہ کے ساتہہ ہماری الفت اور وفاداری بدستور قایم رہتی ہی بلکہ مستحکم ہوتی جاتی ہی - ایک انگریزی ضرب المثل ہے کہ "بعض جگہہ جب برستا ہی چھاجوں ہی پانی برستا ہی" جسکو وہ مثل خدائی کارخانے سے واقفیت نہ ہونیکے باعث جنبہ داری اور بیجا نظر عنایت کی جانب منسوب کرلیتی ہی چنانچہ مجھکو ایک اور خوش قسمتی پر بہی فخر کرتا ہی وہ یہہ کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس موقع پر بہی مانند سابق کرسی صدارت ایک اور ایسے انگریز کی ہیر مجلسی سے رونق پانیوالی ہے جو انیگلو انڈین اور سٹ پینن ہیں اور جنہوں نے آج یا کل نہیں بلکہ اپنے سلسلۂ زندگی میں ادنیٰ درجے سے لیکر اعلیٰ درجے تک ترقی کرتے ہوئے برابر استقلال کے ساتہہ یہ محسوس کیا ہی کہ اپنے ملک کی خدمت اور وہ خدمت عظیم جو آپ کو تفویض ہوئی تہی نہایت خوبی کے ساتہہ انجام دینی اور سختی اور ایمانداری کے ساتہہ راستبازی اور ہمدردی کی پالیسی کے پابند رہیں - لیکن یہ دوسرا قصہ ہے جو ابہی مفصل طور پر آپ کے روبرو بیان ہوگا یعنی اسکے بعد کہ میں کچہہ دیر آپکے صبر کا امتحان کرلوں اگرچہ آپ کو بیقرار نہ کروں بہرکیف میں ایک ایسے صاحب کی موجودگی پر آپ سب صاحبان کو مبارکباد دیئے بغیر آگے نہ بڑہونگا جنکا شمار نہایت قدیم اور نہایت معزز ممبران پارلیمنٹ میں ہی اور جنہوں سالہا سال تک باطمینان تمام بلا خیال خودنمائی شرافت اور جوش کے ساتہہ اس ملک کے حقوق کی خاطر اپنی آواز بلند کی ہے - میرا حوالہ مسٹر سیمول اسمتہہ کی جانب ہے[۱] - لیکن ان مبارکبادیوں کے ہجوم میں یہ خیال میرے غرور کو روکتا ہے کہ انسان جو چاہے خواہش کرے لیکن آخر وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے - ایک وہ وقت تہا کہ ہماری نظر شوق پرجوش توقعات کے ساتہہ کانگرس کے تین قدیم مربیوں کی مہربان اور الفت بہرے چہروں کے نظارے کی امیدوار تہی لیکن فرض منصبی کی ضرورت نے جو انکے لئے کبہی بے سود نہیں ہوئی مسٹر دادابہائی نوروجی کی موجودگی سے ہمکو محروم رکہا - اور صحت کے لحاظ نے جسکا لحاظ ضروری تہا ہمکو اس جماعت کے معزز اور عزیز بانی مسٹر ہیوم اور کانگرس کے فرزند

---

[۱] یہ اشارہ ہی مسٹر سریندرو ناتہہ بنرجی کی اسپیچ کی جانب جو اس ایڈریس کے بعد ہوئی ۱۲-

اگر مسٹر ڈبلو سی بنرجی کے دیدار سے محروم رکھا۔ گو وہ اسوقت موجود نہیں ہیں لیکن ہم انکو
یہ پیغام پہونچا دینگے کہ ان کے نام نامی اور ان کی کارروائیاں ہمیشہ سے ہمارے
دلوں پر الفت۔ عزت اور شکرگذاری کے ساتھ نقش ہیں اور رہینگی۔

اور حضرات اب مجھکو امید ہے کہ اگر اُس مخالفت پر نظر کرکے جو ہندوستان کے
دوسرے حصوں میں بزمانۂ گذشتہ کانگرس کو جگہ دینے میں کی گئی میں اپنے کو مبارکباد
دوں کہ سر ولیم ہنٹر نے جو لارڈ رے کے عہد انتظام کی بابت اپنی کتاب میں ضمناً اس
صوبے کے یورپین اور ہندوستانی اصحاب کے عمدہ تعلقات کا ذکر کیا ہے اس کی
تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ہمکو کانگرس کے مختلف اغراض کے لئے بہتر سے
بہتر جگہیں ملگئیں، تو اس سے آپ یہ نہ سمجھیں گے کہ میں اُس سلطنت بمبئی کے باشندوں
کی قدیم عادت کے مطابق اہل بمبئی کو دوسرے صوبوں کے باشندوں سے بیجا طور پر
افضل سمجھتا ہوں۔ افسران سرکاری وغیر سرکاری نے فراخ دلی اور فیاضی کے ساتھ
ہماری اعانت کی۔ اور سر ولیم ہنٹر صاحب کا یہ خیال درست ثابت کردیا کہ "باہمی فرقوں
کا مقابلہ گو یہاں بھی ویسا ہی سخت ہے جیسا کہ دیگر صوبجات میں ہے لیکن اتحاد اغراض
باہمی چشم پوشی اور ایک حد تک باہمی اعزاز، بمبئی کی پبلک رائے اور اخبارات میں
پولٹیکل نازک معاملات کے وقت اعتدال کا وصف پیدا کردیتے ہیں" حال میں
اخبار پائنیر کا یہ بیان تھا کہ جس گورنمنٹ نے ہمارے ساتھ یہ عنایت کی ہے کہ مقام
اول ہمکو دیا ہے اسی کو عنقریب ہم برا بھلا کہینگے۔

مجھے اخبار پائنیر کو اس امر کا یقین دلانے دیجئے کہ ہم لوگ بمبئی میں حد سے زیادہ سخت
الفاظ زبان سے نہیں نکالتے ہیں اور جب ہمکو گورنمنٹ پر نکتہ چینی کرنی ہوتی ہے۔
(کیونکہ خود پائنیر بھی اس امر پر زور نہ دیگا کہ اس گورنمنٹ پر نکتہ چینی ہو ہی نہیں سکتی)
تو ہم صرف یہ کہینگے کہ وہ غلطی پر ہے اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

لیکن جب میں اطمینان کے ساتھ آپ صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس
کانگرس کی خاطر نہایت عمدہ اور پرفضا مقام ملگیا تو پنڈال اور آپ کی رہائش کے

خیموں کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے میری زبان کچھ لڑکھڑاتی ہے ہمارے بعض احباب، یا اگر وہ
یہ کہنے کیلئے مجھکو معاف فرمائیں کہ ہمارے بعض نکتہ چیں جو صرف اس غرض سے ہماری
دوستی کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ خوب زور شور کے ساتھ ہماری نکتہ چینی کرنیکے قابل ہوں،
ہمسے کہتے ہیں کہ ہم بیکار اپنی سرگرمی ضایع کر رہے ہیں اور یہ کانگرس کا مجمع صرف
ایک تماشا اور بیہودی تقریروں کے لئے موہنی کا سا ایک زمانہ ہے۔ اور ہم اس فضول
تماشے میں بے تکان روپیہ صرف کر رہے ہیں جو کسی اور مفید اور بہتر کام میں صرف
ہوسکتا تھا۔ اب صاحبو۔ یہ اعتراض مجھکو ویسا ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حکام مال مفلوک
کاشتکاروں پر کیا کرتے ہیں جبکہ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ زراعت پیشہ
آبادی کے مقروض ہونیکا باعث شادی اور غمی کی رسومات میں ان کا فضول خرچی کے
ساتھ روپیہ صرف کرنا ہے۔ اب حقیقت حال پوچھیے تو ایسے موقعوں پر معمولی درجے
کے کاشتکار کی فضول خرچی صرف چند پیتل کے زیور تھوڑی سی شیرینی اور بجے ٹام ٹام
پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہی حالت ہماری بھی ہے۔ ہمارا پنڈال کوئی ایسا گاتھک مندر نہیں
ہے کہ جسمیں سنگ مرمر کے ستون ہوں اور جسکا فرش رنگین قیمتی پتھروں کے مربع ٹکڑوں
سے بنا ہو۔ یہ تو بغیر گڑھے ہوئے ستون اور زین کا ایک ڈھانچہ ہے جو ارزاں قسم کی تن
زیب اور کانگرس کی جھنڈیوں سے خوشنمائی کی غرض سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ہم نے آپ
کو محلوں میں نہیں ٹھہرایا ہے۔ زین کے جس خیمے میں آپ رہتے ہیں اسمیں غالباً وہ سب
سختیاں بلکہ اسنے بھی زیادہ آپ کو برداشت کرنا ہوتی ہونگی جو کسی دور دراز ملک کی مہم میں
بغرض ضرورت پر برداشت کرنا ہوتیں ان کاموں میں جسقدر رقم صرف ہوگی اسمیں ہمارے مہربان
دوست، سفر خرچ اضافہ کرنے کی بابت ضد کرتے ہیں گویا تمام ڈیلیگیٹ صاحبان کو کانگرس
میں شریک ہونا نہ ہوتا تو وہ بڑے دن کی تعطیل کا لطف اٹھانے کے لئے گھر کے باہر
قدم نہ نکالتے۔ لیکن اس صرف کے زیادہ کرنے کے بعد بھی میزان کل کی نسبت،
حضرات میں نہایت زور کے ساتھ یہ کہنے کی جرات کرتا ہوں کہ اسقدر رقم بلکہ اس سے بھی
زائد اگر اس غرض کے پورا کرنیکے خرچ کیجائے جسکے لئے کانگرس قائم کی گئی ہے تو میری

دانست میں یہ رقم ایک عمدہ کام میں جا طور پر صرف ہوگی جو لوگ اس کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ صرف تماشے اور خوشنمائی میں یہ روپیہ برباد کیا جاتا ہی میں اُنسے یہ کہونگا کہ وہ کچھ اُنلوگوںسے زیادہ دور اندیش اور صحیح الخیال نہیں ہیں جنکی کوتاہ بینی اور کم مائگی کی نسبت منجملہ ممتاز انگریز شاعروں کے ایک شاعر ورڈسورتھ نے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یوں بیان کیا ہے کہ دریا کے کنارے پر کا گلاب کا پھول ان کی نظر میں صرف ایک زرد پھول ہے اور بس لیکن اگر آپ اسبات کو پورے طور پر صفائی کے ساتھ سمجھئے تو کانگرس تین روز کی اس مختصر مدت کے اندر جو کام انجام دیتی ہی اس سے بڑھکر نہ تو کوئی اہم مقصد ہی اور نہ کوئی سنجیدہ کام ہو سکتا ہی یہ قول عبث ہے کہ کانگرس تمام اہم مسائل ملکی پر اپنے خیالات ظاہر کرنے بحث کرنے اور انکی نسبت تصفیہ کرنے کی غرض سے یکجا ہوتی ہے - یہ کام سال بھر کے اندر اُن ذرایع سے جنسے ہندوستانی پبلک راے قایم ہوتی ہے یعنی باہمی ربط وضبط سے کم وبیش سرگرم مقامی جماعتوں سے اور ہندوستانی اخبارات کے ذریعے سے انجام پاتا ہی جنکی قوت اور قابلیت روز بروز بڑھتی جاتی ہی -

سال کے آخر میں ہم سب مختلف حصص ملک سے آکر یکجا ہوتے ہیں - ہم جو رعایا کے نائب ہیں اگرچہ ہمارا انتخاب کسی مستند یا سائنٹفک طریقے سے نہیں ہوا تاہم ان تمام قواعد کے لحاظ سے جائز طور پر ہوا ہے جو اصلی طریقہ انتخاب کے ابتدائی مدارج میں پائے جاتے ہیں - ہم جو رعایا کے نائب ہیں اور کیسے نائب جنکو ہر وقت رعایا سے ربط وضبط وتعلق رہتا ہی وہ نائب جو اپنی ذات میں رعایا کے مقاصد وخواہشات وجذبات کو محسوس کرتے ہیں جنکی تعلیم نے اُن کو اس قابل کیا ہی کہ وہ اس ملک کی گورنمنٹ اور نظم ونسق اور غیر ملکی حکومت کے تمامی پیچیدہ تعلقات کی متعلق پالیسی اور اصول کے اہم مسائل پر غور کر سکیں، وہ نائب جنہیں تعلیم نے تاج برطانیہ کی وفاداری والفت وسرگرمی اور ذوق وشوق کی روح پھونکدی ہے اور جنکو سلطنت برطانیہ کے حفظ واستقلال کی سخت فکر دامنگیر رہتی ہے جسکی نسبت ان کو کامل یقین ہی کہ اس ملک کی گورنمنٹ کی عمدگی آسودہ حالی وبہبودی اسی سلطنت کے استحکام سے وابستہ ہے - میں کہتا ہوں

کہ ہم تمام ڈیلیگیٹ جو رعایا کے نائب ہیں سال کے آخر میں اس ملک کی عام رائے ظاہر کرنے کی غرض سے جو تمام سال پیدا ہوتی اور گویا ڈھلتی رہتی ہے نیز اپنی عرضداشت حقوق اور اپنے عظیم الشان شکایات پیش کرنے اور اپنی استدعا و فریاد سنانے کی غرض سے یکجا ہوتے ہیں تاکہ دانشمندی اور راستبازی کی ایک مستقل اور مستحکم پالیسی اختیار کیجائے ترقی معکوس کی پالیسی جو دانشمندانہ پالیسی کے بالکل خلاف ہے تبدیل کیجائے اور اسکی جگہہ وہ تدبیریں اختیار کی جائیں جو آزادانہ پولیٹیکل ترقی کی بتدریج و مسلسل نشو و نما کا یقین دلادیں - اس قسم کی استدعا اور اس قسم کی درخواست، نہایت موثر طور پر ایک ایسے عظیم الشان مجمع میں، جیساکہ یہ ہے اس ملک کے تمام اطراف سے آکر یکجا ہونے والے ڈیلیگیٹ صاحبوں کی متفقہ آواز میں پیش ہو سکتی ہے - اگر صاحبو سوائے اس سنجیدہ عرضداشت اور اس سنجیدہ درخواست کے پیش کرنے کے ہمنے اور کچھہ نہ کیا تو بھی ہم اپنا روپیہ بیکار نہیں صرف کرینگے - اور نہ ہماری کوشش بیسود ثابت ہوگی - لیکن ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہمنے یہ کام ایک عرصے تک کیا ہی اور بیکار کیا ہے مجھکو ان دونوں دعووں سے سراسر اختلاف ہی - کیا واقعی کانگرس کا زمانہ پیری آگیا ہی اور کیا دراصل اسنے کچھہ بھی اپنا اثر نہیں دکھایا ہی؟ میں جواب دیتا ہوں کہ کانگرس ابھی سن بلوغ کو بھی نہیں پہونچی ہی - میں یہ بھی جواب دیتا ہوں کہ کانگرس کے عیاں و پنہاں کارہائے نمایاں کے قابل قدر ہونے کا یقینی ثبوت، اور اسکے اثر کی قوت اُسی معکوس ترقی اور معاودت کی پالیسی میں ملیگا جسکی یہ کانگرس باعث ہوئی ہے اور جس پالیسی کے بیاپے مدد جز رلیفنا ہمکو ترقی اور مخلصی کی راہ پر روز بروز آگے بڑھائے لئے جاتے ہیں - اسحالت کا صحیح اندازہ کرنیکے لئے آپ مجھے خود اپنے سی دلدادہ اور راہ راست سی نہ پلٹنے والے کانگرس مین کے عقائد پیش کرنے کی اجازت دیجئے - میں ایک قدیم اور وقیع آپیٹی مسٹ (اسبابات کا معتقد کہ دنیا کی تمام چیزیں بہتری اور بہبودی کیلئے بنے ہیں) مثل اپنے مرحوم دوست مہادیو گوبند راناڈے کے ہوں - میرا عقیدہ یہ ہے کہ انسان کی وساطت سے خدا ہماری رہنمائی کرتا ہے - ممکن ہے کہ میرا یہ عقیدہ مشرق کا

عقیدۂ تقدیر ہو لیکن یہ عقیدۂ تقدیر پرستی کے بجائے مستعدی کی تعلیم دیتا ہی یہ وہ
عقیدۂ تقدیر ہے جو اس امر کو مانتا ہی کہ اپنے کار معین کے انجام دینے کے لئے کل کی
انسانی پہیوں کو چستی اور چالاکی کے ساتھہ کام کرنا چاہیئے۔ میری عاجزی مجھکو مایوسی کا شکار
ہونے سے بچاتی ہی یعنی وہ مایوسی جو اُن سے عجلت پسند آدمیوں کو اپنا شکار بنا لیتی ہی
جنہوں نے حال میں نومیدی کا وعظ کہا ہے۔ میں ہمیشہ شاعر کے ان الفاظ سے امید اور
تسکین کا سامان تلاش کر لیا کرتا ہوں کہ "میں دنیا کا بنانے والا نہیں ہوں، جس نے
اُسے بنایا ہی۔ وہی اسکا اہتمام کرے گا" میں شاعر کی اس تعلیم سے صبر بھی حاصل کرتا
ہوں کہ مجھکو زمانے پر اور اُسپر جو اُسکو کسی کامل غرض کیلئے ڈھالتا ہی کبیت کچھہ اعتقاد ہی" میری
ثابت قدم وفاداری امید اور صبر کی اُسی چٹان پر قایم ہے۔ آلور کرامول کی طرح مرضی الہی
کو کشف کے بجائے انسانوں کے ساتھہ معاملات الہی میں تلاش کر کے اور رضائے الہی
کو ظہور واقعات میں پاکر راناڈے مرحوم کے مانند میں حکومت برطانیہ کو خدا کی مرضی پر محمول
کرتا ہوں کہ ایک چھوٹا سا جزیرہ دنیا کے ایک کنارے پر واقع ہو کر ایک جداگانہ طرز کے
براعظم پر اپنا سکہ جمائے ہوئے ہی۔ اس واقعے کو رضائے الہی نہ ماننا سراسر حماقت ہوگی
لیکن جیسا کہ میں نے بارہا بیان کیا ہی کہ جب بربنائے رضائے الہی جسکا سمجھنا فہم سے بالاتر ہے
یہ ملک انگلستان کے زیر سایہ آیا تو اُس سے ہی قدیم زمانے کے بنی اسرائیل کے مانند یہ
کہا گیا کہ "دیکھہ میں نے تیرے سامنے برکت اور لعنت رکھدی ہی۔ اگر تو اپنے مالک خداوند
برتر کے احکامات کی تعمیل کریگا تو برکت ہوگی اور اگر اپنے مالک خداوند برتر کے احکامات
کی تعلیم نہ کریگا اور ان دوسرے دیوتاؤں کی پرستش کرے گا جنسے تو واقف نہیں ہی تو تجھپر
لعنت ہوگی"، ہندوستان پر انگلستان کا قبضہ اُسکے حق میں ایک برکت ہوگا اگر راستبازی
کے ساتھہ اُسپر حکومت کیگئی اور باعث زحمت ہوگا اگر وہ دنیاوی طمع کے پھیر میں آگیا
ہم بسر وچشم اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی انگلستان نے نہایت دانشمندی
اور خوبی کے ساتھہ انتخاب کیا ہی وہ جلیل القدر۔ دور اندیش مدبر جو ہندوستان میں
حکومت برطانیہ کے استحکام کے بانی تھے اُنہوں نے یہ بیان فرمایا ہے کہ ہندوستانیں

تاج برطانیہ کی پالیسی راستبازی کی پالیسی ہونا چاہیے اور انہون نے وثوق کے ساتھ بلا کسی شبہہ کے اُس جلیل القدر اور نیک نفس ملکہ کی زبانی اسکا اعلان کرایا تھا جو اُسوقت مین تاج برطانیہ کی مالک تہی - لیکن راستبازی کی پالیسی کا پسند کرنا اور اس کا اعلان کرنا ایک بات ہے اور اس پر عمل کرنا امر دیگر ہے - اس قسم کی پالیسی پر عملدرآمد ہونیکا اندازہ ایک روز مین نہین ہوسکتا ہے - اس قسم کی پالیسی، راستبازی اور دنیاوی طمع کی قوتون مین باہم عرصے تک کشمکش ہونے بغیر قایم نہین ہوسکتی یہ کشمکش ویسی ہی ہوگی جیسی کہ ہُرمزد اور اہرمن کے مابین ہوئی تہی - باوجود نجیبدہ عقائد موجود ہونے کے عرانی خدا کے مقبول بندے متواتر بت پرستون کے خدا کی جانب رجوع ہوتی رہے پس جب تک کہ یہ کشمکش باقی ہے اسوقت تک وہ اُمید قبل از وقت اور عملی طور پر بے سود ہے - جو ویسرائے صاحب بہادر نے بہی کارپوریشن کے اڈریس کے جواب مین ظاہر کی تہی اور جو لارڈ ویٹہل صاحب بہادر نے مدارس کی کارپوریشن کے روبرو دہرائی تہی یعنی یہ کہ ہندوستان مین انگلستان کے متعلق دو فریق نہ ہونگے - اس قسم کی امید غیر مناسب اور ناممکن العمل ہے - درحالیکہ ۱۸۵۸ء کے عظیم الشان اعلان کے عہد و پیمان صرف تحریر مین موجود رکہے جاتے ہین لیکن ان کے اصلی مطالب کے لحاظ سے وہ منسوخ سمجہے جاتے ہین - درحالیکہ فرقے اور رنگ و ملت کے وہ امتیاز جن کو ہماری قومی حقوق کی دستاویز نے مٹا دیا تہا اب اس رنگ مین قائم رکہے جاتے ہین کہ یہ امتیاز اُن خاص استعدادون اور قابلیتون پر مبنی ہین جو ایک خاص قوم مین ودیعت ہوتی ہین درحالیکہ امپیریل گورنمنٹ کے اخراجات کا بار جسکو بالاشتراک سب نوآبادیون کے اوٹہانا چاہیے، خزانہ ہند پر بے حساب اور زیادتی کے ساتھ ڈالا جاتا ہے - درحالیکہ کوشش پر کوشش اس امر کی جاری رہتی ہے کہ خزانہ ہند پر اُن جنگی اخراجات کا بار ڈالا جائے جو ہندوستان کے قابل فتح واقع ہونے کے باعث سے ضروری خیال کئے جاتے ہین لیکن اصل مین ان سے شاہنشاہی ضرورتین رفع ہوتی ہون - درحالیکہ حضور ملک معظم کی ہندوستانی رعایا

گورے اقوام کے مقابلے مین ان کے فوائد کے لحاظ سے انگریزی رعایا کے حقوق
سے محروم رکہی جاتی ہے حالانکہ اسی بنا پر ذمہ دار وزرا نے بوئرون سے جنگ
جائز رکہی تہی درحالیکہ ان ہر دو ممالک کے باہمی تمدنی تعلقات کا تصفیہ کمزور حصہ دار
کے خلاف زور آور کے فواید کا لحاظ رکہکر کیا جاتا ہے - درحالیکہ اس خوف
سے کہ کہین ہندوستان کی دستکاریان انگریزی دستکاریون کا مقابلہ کرنے کو تیار
نہون اس ملک کی دستکاریون کی ترقی نظر انداز کردی گئی ہے بلکہ اس کی راہ مین روڑے
اٹکائے جاتے ہین؛ درحالیکہ فرمانروا‌ؤن کے دلون مین ہندوستان کی ناپائدار الفت
بمقابلہ اُس مساوی اور کامل الفت کے جیسی کہ سگے بیٹون کی ہونا واجب ہے سوتیلی
اولاد یا سوتیلے لڑکی کی سی واقع ہوئی ہے - درحالیکہ پبلک سروس کمیشن کی سی
جفاکش کمیشن کے نتایج کو، اگرچہ وہ ناکمل تہے، بالائے طاق رکہنے کی کوشش کیجاتی
ہے اور زبردستی کی کارروائی سے وہ نتایج محدود کیے جاتے ہین - درحالیکہ ملازمت
سرکار مین ہندوستانیون کے فیصدی داخلی کا اندازہ بجائے اسکے کہ اس صحیح معیار کی رو سے کیا جائے
جسکو پبلک سروس کمیشن نے بڑی تحقیق اور غور کے بعد مع وعدون اور عطائے حقوق
کے قائم کیا تہا، اُن گذشتہ سالون کی بہ نسبت کمی اور زیادتی سے کیا جاتا ہے جبکہ
نہ تو کوئی وعدہ کیا گیا تہا اور نہ باشندگان ہند کے اعلٰے عہدہاے ملازمت
پر تقرر کے جائز حقوق ،، تسلیم کئے گئے تہے - درحالیکہ رعایائے ہند قانون اسلحہ
کے عملدرآمد کے باعث نامرد بنائی جارہی ہے جس سے آیندہ انگلستان اور ہندوستان
دونون کا نقصان متصور ہے - درحالیکہ ہندوستان کی یونیورسٹیون کو قدرے قلیل
جو آزادی حاصل تہی بے رحمی کے ساتھ اس کا قلع وقمع کیا جاتا ہے اور یونیورسٹیان سرکاری
محکمے کی صورت مین پورے طور پر تبدیل کردی گئی ہین تاکہ غیر قانع بی - اے جو صریح پولیٹیکل
خطرہ ہین ،، پیدا ہونا موقوف ہو جاوین یا اُنکا شمار محدود ہو جاوے - درحالیکہ . . .
لیکن مجھکو اس باب مین اب اور زیادہ بیان کرنے کی حاجت نہین ہے - پس ہم دیکھتے
ہین کہ ہندوستان مین انگلستان کے متعلق دو فریق نہ ہونے کی امید حقیقت حال کے

موافق نہین ہے - اِسی قسم کی دوسری نصیحت یہی حال مین ہمکو ہمارے والسرائے صاحب بہادر اور لفٹننٹ گورنر صاحبان سے ملی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ملک مین پولیٹکل جدوجہد نہ ہونا چاہئے - مین ان بے لوث صلاحکارون کی نسبت ان کے واجبی اعزاز کا لحاظ رکہکر کچہہ کہنا چاہتا ہون لیکن مین اِن صاحبون کو اس غریب آدمی کے خوشدل دوست یعنی سر جان باڈلی صاحب سے تشبیہ دئے بغیر نہ رہونگا جس کا خاکہ ڈکنس نے نہایت خوبی کے ساتہہ حسب ذیل الفاظ مین کہنچا ہے -

"میرے سچے رفیق تم کو صرف مجہہ سے مطلب ہے تمکو کسی بات کی فکر کرنے کی تکلیف اوٹہانے کی ضرورت نہین ہے مین تمہارے لئے سب فکر کرونگا - مین جانتا ہون کہ تمہارے حق مین کون بات مفید ہوگی ...... مین تمہارا دوامی مربی ہون خداوند جو مجموعۂ دانشمندی ہے اس کی یہی مرضی ہے - جو انسان کر سکتا ہے مین کرتا ہون - مین بحیثیت ایک غریب آدمی کے دوست کے اپنا فرض ادا کرتا ہون اور مین ہر موقع پر صرف ایک خاص سبق کی تلقین کرکے اس کے دل کی اصلاح کیا کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ مجہہ پر بہروسہ رکہو - تمکو اپنی ذات سے کچہہ مطلب نہین ہے"

مین یہ کہنے کی جرأت کرتا ہون کہ یہ نصیحت قبول کرنا حاکم و محکوم دونون کے حق مین مخرب اخلاق ہوگا - یہ نصیحت انسانی ترقی کے تمام قوانین کو نظرانداز کرتی ہے - یہ نصیحت تقاضائے فطرت انسانیکو بہی نظرانداز کرتی ہے - یہ نصیحت اُن حالتونکو بہی نظرانداز کرتی ہے جو چہار طرف نظر آتی ہین - ہم سے اسیطرح یہ بہی کہا جا سکتا ہے کہ سانس لینا خیال کرنا اور محسوس کرنا چہوڑدین - پولیٹکل جدوجہد ہمیشہ رہیگا - اب سوال صرف یہ ہے کہ آیا ہمکو یہ لازم ہے کہ اپنے جذبات، امیدین اور خواہشین و باگر اپنے دلون اور اپنے بہائیون کے سینون ہی مین بند اور پوشیدہ رکہین یا اون کو روز روشن مین ظاہر کرین - مایوسی کا پیغام لانے والے اول الذکر طریقے کو پسند کرینگے - صاحبو ہم طریقہ آخر الذکر کو پسند کرتے ہین - کیونکہ ہمکو

اس امر کا اعتقاد ہے کہ انگریز آخر کار دانشمند استبازا اور فیاض ہین۔ صاحبو
ایک عجیب بات یہ ہے کہ پولٹیکل جد و جہد ترک کرنے کی نصیحت ایک ایسے
مقام پر دہرائی گئی ہے جہان اس کی بہت کم توقع تہی یعنی بنگال کے ایک گوشے سے
یہ آواز آئی ہے۔ ہمکو حیرت ہوئی جبکہ ایک روز اُس صوبے کی پراونشل کانفرنس
کے جلسے مین ہمکو یہ نصیحت کی گئی کہ محکوم اقوام کی کوئی پالیٹکس ہی نہین ہوسکتی نیز یہ
کہ سائنٹفک و صنعتی جلسون کے خاطر پالیٹکس کو ترک کر دینا چاہیئے صاحبو مجکو پورا
بہروسا ہے کہ یہ خیال نہ کیا جاوے گا کہ صنعت کی ترقی کے لئے جو ایسوسی
ایشن قایم ہوئی ہے مین اس کی بے قدری کرتا ہون سر دست وہ ایسوسی ایشن
مختلف صنعتی و حرفتی وظائف دیکر نہایت عمدہ کام انجام دے رہی ہے لیکن مجکو
یہ کہنے کی اجازت دیجاوے گی کہ جب مینے اُس جلسۂ عالم کی ریوٹ پڑہی جس مین
اس ایسوسی ایشن کی بنیاد ڈالی گئی تہی تو مجکو بجز اس امر پر حیرت کرنے کے اور کوئی
چارہ نہ ملا کہ آیا ہمارے انگریز احباب جو نہایت سرگرمی کے ساتہہ اس تحریک کی
حمایت کو مستعد تھے ہمارے بنگالی بہائیون کو پولٹیکل جد و جہد کی خراب
عادت سے جو انمین زیادتی کے ساتہہ واقع ہوئی ہے پاک کرنا چاہتے تہے۔ یا ہمارے
بنگالی بہائی اپنے انگریز احباب کی اعانت حاصل کرنے کے لئے یہ ظاہر کرکے ان کی
چاپلوسی کرنا چاہتے تھے کہ اب ہم اپنے عیوب ترک کیے دیتے ہین اور اب ہمنے
اپنی اصلاح کرلی ہے۔ مین بہرکیف کسیکی جانب اس قسم کا منشا منسوب کرنا نہین چاہتا
ہون کیونکہ آجکل ہمیشہ وہ لوگ ہمکو نصیحت کیا کرتے ہین جو خود اسپر عمل نہین کرتے
ہین۔ اس امر کی ضرورت نہین ہے کہ ہمارے بنگالی احباب نے جو مسئلہ پیش
کیا ہے اوسکو رد کرنیکی کوشش کیجاوے گو وہ سراسر واقعات تاریخ اور اوصاف
انسانی کے خلاف ہے۔ اگر وہ مجھے معاف فرمائین تو مین یہ بیان کرون گا کہ میرا
خیال اُن کی نسبت کیسا ہے۔ وہ مجکو بنگال کے الیاس معلوم ہوتے ہین کہ جو ایک
رکابی ساگ گوشت کے عوض آبائی حق فروخت کرنیکو مستعد ہین۔ وہ رکابی کیسی ہی خوشبودار

کیون نہ ہو ہم ہرگز اپنے آبائی حقوق اس کیلئے فروخت نہ کرینگے - لیکن مجھکو اس امر کا
یقین ہے کہ ان دونون چیزون کو اپنے قبضے مین رکھنا کچھ مشکل کام نہین ہے -
صاحبو - اب مجھکو اس گھڑی کے لنگر کی جانب پھر متوجہ ہونے دیجیے جس کو مینے
کچھ دیر ہوئی کہ راستبازی و دنیاوی طمع کے مابین جھولتا قرار دیا تھا - دیکھنا یہ ہے
کہ کانگرس نے اس لنگر کے جانب راست لیجانے کے متعلق کیا کام انجام دیا ہے
یہ لنگر کبھی ایسی تیزی کے ساتھ متحرک نہین ہوا تھا جیسا کہ لارڈ لٹن صاحب کے
عہد مین ہوا - راستبازی کی پالیسی کی علانیہ طور پر تحقیر کی جاتی تھی اور بیان کیا جاتا تھا
کہ جب دسون احکامات عیسٰی کی خلاف ورزی کرکے ہندوستان فتح کیا گیا -
تو اب وہ زمانہ نہین ہے کہ اوس پر حضرت مسیح کے پہاڑی والے وعظ کے مطابق
حکومت کیجاسے - تمام ملک مین شکوک - پریشانی - خوف اور بیقراری پھیلی ہوئی
تھی - اس بدبختی کی حالت سے اس ملک کو لارڈ رپن کی تشریف آوری سے نجات
ملی لارڈ صاحب سچے اور جہاندیدہ مدبر انگریز تھے جن کی نادر فیاضی دانشمندی
سے مملو تھی اور راستبازی مین دور اندیشی سے کام لیتے تھے لارڈ رپن صاحب
نے حکومت برطانیہ کے خاطر جو خدمتین انجام دی ہین اون کی اصلی وقعت سے
انگریز کبھی پورے طور پر واقف نہ ہونگے - لارڈ صاحب نے ہماری خیرخواہی کے
قلعے مین دوامی استحکام کا پشتہ باندھ دیا - ہم اس امر کیلئے آپ ہی کے ممنون ہین
کہ افسردگی و معکوس ترقی کے تاریک زمانے مین روشنی اور امید کی جھلک
نظر آیا کرتی ہے - شاید سوائے لوکل سلف گورنمنٹ کے اہم بالشان حق اور ایکٹ فرائین
بنگال کے جسکو زمینداران بنگال نے نہایت ناپسند کیا تھا آپنے کوئی اور نا ممکن
عنایت یا منار ہمکو عطا نہین کی آپ نے موجودہ والیسرائے صاحب بہادر کے
مانند سبجکٹ کی تقریر مین ہمسے یہ نہین کہا کہ " مین نہین خیال کرتا کہ ترقی کی موجودہ
حالت مین ہندوستان کی راہ نجات کی تلاش پالٹکس کے میدان مین ہو سکتی
ہے نہ مین یہ چاہتا ہون کہ ایسی رعایتین عطا کرے جسکے لئے ابھی یہ ملک تیار نہین ہے

اور جسکا نتیجہ میرے جانشین کو نہ کہ مجکو بہگتنا پڑیگا - اپنی تعریف آسانی کے ساتھ کرالون "

لارڈ رپن صاحب کا بہی یہ خیال نہ تہا نہ اُنہون نے کوئی رعایت ایسی کی جسکی خاطر ملک تیار نہ تہا - لیکن آگے چلکر موجودہ والیسرائے صاحب بہادر نے اپنی تقریر مین صداقت کے ساتہہ نہ دل سے سچی آزاد خیالی کی ترقی کے ساتہہ ہمدردی ظاہر کی نہ یہ کہ ترقی و آزادی کی نسبت تنگ خیالی، تعصب اور خوف بدگمانی کے بوسیدہ خیالات ظاہر کئے ہون آپکے الفاظ یہ ستہے کہ " مجھکو ہندوستانیون کی اس خواہش کے ساتہہ ہمدردی ہے کہ ان مین قومی اتفاق پیدا ہو!! اور وہ بہی اس ملک کی حکومت مین شریک ہو سکین " یہ جو دو قسم کے خیالات بجٹ کی تقریر مین ظاہر ہوئے ہین - انمین بجائے اتفاق کے اختلاف پایا جاتا ہے - اگر ہندوستانیون کی اس خواہش کے ساتہہ کہ وہ بہی اس ملک کی پبلک خدمت مین اصلی طور پر اور پوری طرح شریک ہون، حکام ہمدردی رکہتے ہین، تو کیون نہ ہندوستان کی راہ نجات ایک حد تک آجکل اور آئندہ بہی، پالٹیکس کے میدان مین تلاش کیجائے جبتک ہمکو پالٹیکس کی میدان مین ہمیشہ اعتدال اور سنجیدگی کے ساتہہ قدم مارنے کی اجازت نہ دیجائے گی اُسوقت تک کیونکہ ہماری خواہشین اور مقاصد بتدریج بہی بر آئینگے - مین یہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ ہمپر یہ الزام عاید کرنا کہ ہماری خواہشِ پالٹیکس مین اعتدال سے کچھہ بڑہی ہوئی ہے اور بدین وجہہ ہمکو اس سے کلیۃً علیحدگی اختیار کرنے کی تنبیہ کرنا سراسر غیر مناسب و ناجائز ہے -

جب ہمکو اس امر کا یقین دلا دیا جاتا ہے کہ اس پالیسی کے اصول جس کی بنیاد وہ عہد و پیمان اور وعدے ہین جو ہمارے ساتہہ کئے گئے ہین صفائی کے ساتہہ یقینی طور پر اختیار کرکے ہمارے ساتہہ ہمدردی اور راستبازی سے برتاؤ کیا جائیگا تو ایسی حالت سے ہمکو جسقدر جلد اطمینان ہوجاتا ہے اُس کا ثبوت اس واقعے سے عیان ہے کہ گو لارڈ رپن نے ہمارے ساتہہ بہت کم رعائتین کین لیکن آپکا نام نامی اس

ملک کے لکھو کھا باشندون کے دلون پر اعزاز کے ساتھہ نقش ہو گیا ہے۔

جو زمانہ اِس ملک سے لارڈ رپن صاحب کی مراجعت کا تھا وہی زمانہ کانگرس کی بنیاد پڑنے کا بھی تھا۔ اِس وقت سے متواتر ہم وہ تجاویز تیار کرنے اور گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہین جن کی نسبت تمام ملک یک زبان ہوکر کہہ رہا ہے کہ دفعیہ شکایات اور اور رعایا کی ذاتی بہبود اور ترقی کے لئے ان کی منظوری نہایت ضروری ہے۔

یہ وہ کام ہے جس کو ہم فرض منصبی کے طور پر انجام دیتے ہین۔ ایسی حالت مین جیسا کہ وایسرائے صاحب بہادر نے اپنی تقریر متعلقہ بجٹ مین نہایت فصاحت کے ساتھہ ارشاد فرمایا تھا کہ ملک اور اس کے تعلیم یافتہ فرقے مستقل طور پر دماغی واخلاقی ترقی کے باب مین آگے بڑھ رہے ہین، ہم گویا اپنے فرض منصبی سے گریز کرتے اگر ہم پالٹیکس کی جانب قدم نہ اوٹھاتے یا اپنی جدید لیاقت اور سرگرمی کو کام مین نہ لاتے نہ اسلئے کہ حکام کی جگہہ خود جا بیٹھتے بلکہ اس لئے کہ انہین جو دانشمند اور بہترین حاکم تھے انکی کوششون مین اونکا ہاتھہ بٹاتے اور وہ تدبیرین اور تجویزین کرتے جن کا دار و مدار اس ملک کے خاص معلومات و واقفیت پر ہوتا اور جن کو ہم اوس روشنضمیری اور تعلیم کی بدولت شکر گزاری اور خیر خواہی کے ساتھہ پیش کرتے جن کی نسبت ہم کو آزادی کے ساتھہ اس امر کا اقبال ہے کہ حکومت برطانیہ نے ایک نہایت بیش قیمت عطیہ ہمکو عطا فرمایا ہے۔ ایک دانشمند اور دوراندیش مدبر ہمدردی اور مشفقانہ نصیحت کے ساتھہ ہمکو اس کام کے انجام دینے کی جرات دلائیگا۔ بلکہ ہمکو مجبور کریگا کہ ہم اس کام کو نہایت ہوشیاری اور اعتدال کے ساتھہ انجام دین۔ کانگرس کے ساتھہ نفرت اور غصے سے پیش آکر دلون مین کدورت پیدا کرنا ایک عظیم پولٹیکل غلطی ہے بدین وجہہ مین کانگرس کی نسبت اپنے انگریز دوستون کے خیالات پر افسوس کرتا ہون کہ وہ اِس عجیب و غریب واقعہ کا مطلب سمجھنے مین ناکام رہے ہین جس کو انہون نے حال مین دیکھا ہے یعنی یہ کہ منجملہ ہمارے ساتھہ کام کرنے والون کے بعض لوگ

کانگرس کی نسبت مایوس ہوئے اور اس کو محض بیکار بیان کیا ہے۔ ہمارے انگریز دوست اس بات سے بھی خوش ہوئے کہ کانگرس کی مذمت کا خیال کانگرس ہی کے ایک وقیع گروہ کی جانب سے پیدا ہوا ہے اور ہماری بدگوئیوں پر نعرہائے خوشی بلند کئے لیکن ہمارے فرمانرواؤں کو یہ محسوس کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ جن لوگوں کی تقریر پر وہ نعرہ ہائے خوشی بلند کرتے ہیں وہ پالیٹکس کو یکقلم ترک کر دینا نہیں چاہتے ہیں بلکہ شاید کسیوقت میں ان کو خیال ہوگا کہ کانگرس کے باضابطہ جد و جہد کے طریقوں کی ناکامی اس امر کی دلیل ہے کہ اس کی جگہہ اب اوس سے زور دار طریقے سے کام لیا جائے بہرحال اب میں پھر کہتا ہوں کہ ہم حامیان کانگرس ہمیشہ استقلال کے ساتھہ سمجھتے رہے ہیں کہ ہمارا مشن ایک فرض کے ساتھہ وابستہ ہے جس کو قومی حمیت نے پاک اور معزز بنا دیا ہے اور خیر خواہی جس کی رہنمائی کرتی ہے۔ ہمارے فرمانرواؤں کی ناراضی، یا خود ہمارے درمیان جو لوگ پسپت ہیں (وہ لوگ جو تمام واقعات زمانہ کو اپنے خلاف اور بدی ہی پیدا کرنے والا سمجھتے ہیں) ان کی مایوسی پیدا کرنیوالے مشورے ہمارے عقیدے میں فرق نہیں لا سکتے ہیں۔ بدین وجہہ ہماری مشن کو برکت عطا ہوئی ہے اور ہماری کوششیں بالکل رائگان نہیں ہوئی ہیں۔ اب میں کانگرس کے کارہائے نمایاں کے جانب رجوع ہوتا ہوں۔ میں انکو مختصر الفاظ میں بیان کرونگا جیسا کہ نہایت خوبی کے ساتھہ اخبار انڈیا کی گذشتہ اشاعت میں مختصر طور پر درج کیا گیا ہے۔ اخبار انڈیا وہ اخبار ہے جسنے ہمارے مقاصد کے متعلق نہایت بیش قیمت خدمتیں انجام دی ہیں لیکن اوس کی اوس حد تک قدر نہیں کی گئی ہے جس کا وہ سزاوار ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم خود بھی کیسے ناقابل ہیں۔ اور یہ قصور قابل یادر کھنے کے ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ ہم دوسروں پر اعتراضات کرنے میں مصروف ہیں۔

ہماری ابتدائی کوششیں ایک ایسے پلیٹ فارم کے لئے تھیں جہاں کھڑے ہوکر مستند طور پر ہم اپنے خیالات کی تشہیر کر سکیں یہ کوششیں سنہ ۱۸۹۲ء میں ایک کونسل

ہند کے نفاذ کی شکل مین بار آور ہوئین جن کے ذریعے سے کونسلون کی توسیع ہوئی اور معقول طور پر عملی حیثیت مین اس کے ممبرون کی تقرر کے لئے اصول انتخاب قایم ہوا۔

اخراجات ہند کے باب مین تحقیقات کی غرض سے کمیشن کے تقرر مین بہی کانگرس کی آواز پُر اثر ثابت ہوئی۔ ہندوستان مین سول سروس کا امتحان ہونے کے متعلق ہمارے دعوٰون کو اس حد تک کامیابی ہوئی کہ ہوس آف کامنس نے مسٹر پال کی تحریک اس باب مین قبول فرمائی۔ اس تحریک کو عملی حیثیت مین ڈھالینے کی خاطر گورنمنٹ ہند کا پُر زور اختلاف اسوقت تک جاری نظر آتا ہے۔ بہر تقدیر پبلک سروس کمیشن کے تقرر مین ہم کامیاب ہوئے جتنے گو اس حد تک سفارشین نہین کین جس حد تک کہ ہماری خواہش تہی اور گو گورنمنٹ ہند نے بہی روڑے اٹکائے تاہم اُسنے ان اصول کی بنیاد ڈالدی جس کے متعلق اس امر کا افسوس ہے کہ آج اس کے مٹانے کی کوشش بلا کسی جدید تحقیقات یا غور و فکر کے، خود مختارانہ کارروائیون سے کیجاتی ہے۔ ہمنے گورنمنٹ کی توجہ ایک نہایت ہی وقیع اور ضروری مسئلہ نظم و نسق کی جانب مبذول کی ہے۔ اور وہ مسئلہ افلاس رعایا کا تمدنی مسئلہ ہے جس کا لازمی نتیجہ زراعت پیشہ آبادی کا مقروض ہونا ہے۔ اور گو گورنمنٹ اصلی تدابیر جاری کرتے ڈرتی ہے۔ تاہم یہ بات کہ وہ اس مسئلے کا پہلے سے کم ناگوار علاج دریافت کرنے کی کوشش کر رہی ہے ایک امید دلانیوالی علامت ہے۔ زراعتی بنکون کی آزمایش کی نسبت جو بیدلی کے ساتہہ کہین کہین ہوئی ہی ہم اب ہی توجہ دلاتے رہینگے کہ انڈین فیمین یونین ایسے بااثر جلسے نے جس تحقیقات کی سفارش کی ہے وہ ضرور عمل مین آوے۔ ہمنے اپنے ابتدائی زمانی مین قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا تہا کہ مستحکم اور عاولانہ نظم و نسق کی خاطر جوڈیشل انتظامی اختیارات کی علیحدگی ضروری ہورہی ہے اور اس کی نسبت لارڈ ڈفرن صاحب کے سے مُدبّر نے اس امر کا اقبال کرلیا تہا کہ یہ مشورہ نہایت مناسب ہے۔

اس باب مین ہمکو اس حد تک کامیابی ہوئی ہے کہ اب بظاہر صرف اخراجات کے خیال سے یہ تغیر ملتوی رکہا جاتا ہے۔ لیکن اصلی باعث التوا یہ ہے کہ یہہ اصلاح حکام ضلع کی پسند خاطر نہین ہے۔ کیونکہ وہ یہ نہین چاہتے ہین کہ جو اختیارات انکو اب ایک بار عطا ہو چکے ہین اُنسے چہین لئے جاوین۔ گویا افسران مال کو بحث قانون مزارعین اور معاملات مال مین عدالت دیوانی کی دست اندازی علیحدہ رکہنے سے کافی اختیارات حاصل نہین ہین کہ وہ اور اختیارات حاصل کرنے سے باز رہین۔

منجملہ دیگر ابتدائی مسائل کے جنکی جانب کانگرس نے اپنی توجہ مبذول کی ہے پولیس کی کامل اصلاح اور جدید انتظامات کی ضرورت شدید تہی۔ پولیس کمیشن کی رپورٹ کا جولب لباب انگلستان مین شائع ہوا ہے اس مین آخرکار اہل پولیس کے خصائل کی نسبت، برخلاف رائے افسران سرکاری، رعایا کی رائے مستند مانی گئی ہے۔ افسران سرکار اس امر پر زور دیتے تہے کہ پولیس پر جو الزام عائد کیجاتی ہین انکا زیادہ حصہ غیر منصفانہ و بیجا ہے۔ اس باب مین مجکو سرکاری افسرون کی اس پالیسی کی نسبت جو آجکل اس قسم کی کمیشن کی رپورٹون اور اون کی قلمبند کی ہوئی شہادتون کی نسبت رائج ہے چند الفاظ بیان کرنے کی اجازت دیجئے۔ سابق مین یہ دستور تہا کہ رپورٹین اور شہادتین فوراً شائع کیجاتی تہین تاکہ قبل اسکے کہ گورنمنٹ اُنکے متعلق کوئی کارروائی شروع کرے رعایا کو بحث اور اعتراضات کا موقعہ ملے حال مین بمقام کلکتہ سینٹ اینڈ ریوز ڈنر مین سر اینڈریو فریزر صاحب نے نہ صرف پولیس کمیشن کی رائے بلکہ دیگر اہم مسائل کے متعلق بہی جو اجکل زیر توجہ گورنمنٹ ہین ان الفاظ مین گورنمنٹ کی حمایت کی تہی کہ یہ امر سراسر مناسب ہے کہ انکے متعلق باضابطہ طور پر اسوقت تک کچہہ بیان نہ کیا جائے جب تک کہ سکرٹری آف اسٹیٹ صاحب ہند کا تصفیہ موصول نہ ہولے۔ ہمسے جاہل وغیر سرکاری لوگون کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ وطیرہ حسب بیان سر چارلس صاحب خفیفاً اور غیر ذمہ دار

سرکاری گروہ کے بداخلاقانہ میلان طبع کا انتہائی درجہ ہے" اس طریقے سے سکرٹری آف اسٹیٹ صاحب گورنمنٹ ہند کی مرضی کے موافق بحث عام کے فوائد حاصل کئے بغیر فیصلہ کر دیتے ہیں - ہم اس بات کو خوب جانتے ہین سکرٹری آف اسٹیٹ صاحب کے احکام صادر ہونے کے بعد اگر بحث ہوئی اور اعتراضات بہی ہوئے تو ان کے لحاظ سے ان احکام مین ترمیم ہونے کی توقع کسدرجہ عبث ہے - ایسے معاملات مین سب سے نہایت سنجیدگی کے ساتھہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان تختیون مین ناپاک ہاتہہ لگانا جو کوہ سینا سے آئی ہین سراسر بیادبی ہوگی - اسی طریقے سے جو ضرر پہونچایا جاتا ہے وہ بیان سے باہر ہے - مین نظم و نسق ہند کے سرکاری گروہ سے یہ درخواست کرنیکی جرأت کرون گا کہ مسٹر والٹر بیجہاٹ کے سے قابل اور زبردست پولٹیکل غور و فکر والے عالم کے خیالات پر غور فرماوین - جو فرماتے ہین کہ وہ سرکاری گروہ حکومت کو خوبی کے لحاظ سے تو کم کر دیتا ہے - لیکن مقدار کے لحاظ سے حکومت کی حد سے بہت بڑھا دیتا ہے تربیت یافتہ سرکاری افسر جاہل اور غیر تربیت یافتہ رعایا سے نفرت رکہتا ہے - وہ رعایا کو بدمعاش اور جاہل سمجہتا ہے - وہ گروہ یقیناً یہ خیال کرتا ہوگا کہ اس کا فرض ہے کہ سرکاری افسرون کے اختیارات مین اضافہ کیا جاے نیز یہ کہ سرکاری کام یا سرکاری ممبرون مین اضافہ ہو - یہ کہ بنی نوع انسان کی ہمتین آزاد رکہی جاین - وہ گورنمنٹ مین اپنا شمار بڑھاتا لیکن اس کی خوبیون کو مٹاتا ہے" یہ ہین وہ خیالات جو سرکاری گروہ کی نسبت مہذب ممالک یورپ مین ظاہر کئے جاتے ہین - یہ الفاظ اس ملک کے حق مین قانون رازداری کے ہوتے ہوئے، دس حصہ زاید موزونیت کے ساتھہ عاید ہو سکتے ہین - قانون رازداری کی نسبت یہ خیال کرنا کہ جبتک مقدمات کی شکل مین اپنا اثر نہ دکہائے وہ مجہول پڑا ہوا ہے، سراسر غلطی ہے - ایک جانب تو یہ ایکٹ رشوت خواری کا انعام قایم کرتا ہے دوسری جانب وہ یقینی طور پر ان افسرونکے حق مین ضرر رسان اور مخرب اخلاق ثابت ہوگا جو در پردہ بیجا کاروائیان

کرتے ہین - غرضکہ کانگرس کے مزید کارہائے نمایان کی نسبت مجکو یہ کہنا ہے کہ باوجود بعض لوگون کے مصنوعی دعوون کے سب سے اول ہمین کو یہ افتخار حاصل ہوا کہ ہمنے زراعت پیشہ آبادی کی حالت افلاس کے لحاظ سے، تعلیم صنعت وحرفت کی جانب توجہ دلائی اور اپنی تجویز کو بہت سی عملی صورتون مین رعایا اور گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا - اس باب مین مجکو اعتماد ہے کہ مسٹر ٹاٹا کی وفات سے جسپر آج تمام ہندوستان افسوس کر رہا ہے، درسگاہ تحقیقات کی تجویز ناکامی سے دوچار نہ ہونے پاوے گی - بلکہ بہت جلد وہ ایک مکمل صورت مین نمودار ہوگی اور اس کے بانی مبانی کی قومی حمیت وفیاضی کی ایک مہتم بالشان یادگار رہیگی - ہمنے گورنمنٹ کی توجہ ٹیکس کے اہم معاملے کی جانب بہی مبذول کی ہے - ہم ابتدا سے نمک کے ٹکس کے بارگران مین تخفیف ہونے اور انکم ٹکس کے متعلق جو آمدنی کم سے کم قرار دی گئی ہے اس کی مقدار مین اضافہ ہونے کی وکالت کرتے آئے ہین - ان ہر دو معاملات کے متعلق حال مین اصلاح عمل مین آئی ہے - اب مین خیال کرتا ہون کہ کانگرس کے مزید کارہائے نمایان کے بیان کرنے کی مجکو ضرورت نہین ہے - وہ ایک ایسی فہرست ہے جسکو دیکھکر مایوسی کی مطلق گنجایش باقی نہین رہتی تاہم حسب بیان اخبار انڈیا کانگرس کا سب سے عظیم الشان کام اُس کی انتنائی خدمت ہے جس کی بنا پر بہت سی ایسی بیجا کاروائیان رک گئی ہونگی جو اس کی عدم موجودگی کی حالت مین ضرور ظاہر ہوتین - اور جس کا نتیجہ کسی خاص اصلاح یا پولیٹیکل تغیر کی حیثیت مین نمودار نہین ہوتا ہے - مسٹر ہیوم نے ہمارے نام اخبار انڈیا مین جو خط لکہا ہے اسمین چند نفیس شعر بطور اقتباس درج ہین جس کو پڑہکر ہم اپنا دل خوش کر سکتے ہین اور ہماری حوصلہ افزائی ہوسکتی ہے وہ یہ ہین -

کچھہ دیر تک تہکی ہوئی موجین کنارے سے بیکار لڑا کین جنکو اسقدر محنت کے بعد ایک انچہ بہی آگے بڑہنے کا موقعہ نہ ملا لیکن پشت کی طرف بہت فاصلے پر

دیکھئے کہ سمندر خاموشی کے ساتھ پہاڑیوں کو طے کرتا ہوا کیسا اُبلتا
چلا آتا ہے"

ان کامیابیوں کے ساتھ اب کانگرس پھر اپنے وطن مالوف کو واپس آئی ہے۔
مجھے وہ دن اچھی طرح یاد ہے جب پندرہ برس پیشتر مضطرانگریز ارمان
دل کے ساتھ ہملوگوں نے کانگرس کو تقسیم کیا تھا۔ سنہ ۱۸۸۹ء میں کانگرس ایک
پنج سالہ بچے کی حالت میں، ہمارے پاس واپس آئی تھی اور ان پندرہ برس
بعد ایک خوش رو نوجوان کی شکل میں وہی کانگرس ہماری یہاں پھر آئی ہے۔ اس عرصے میں
رشک وحسد سے وہ نہ بچ سکی چنانچہ دوسرے بچوں سے محبت والتفات کرنے پر
ہم مجبور کئے جاتے ہیں، جن کی حسن وخوبصورتی کا ہمیں یقین دلایا جاتا ہے۔
صاحبو! ہمارے دل کشادہ اور حوصلے فراخ ہیں ہمنے ان بچوں کو بھی بغیر
گلہ وشکوہ اپنی حفاظت میں لیلیا ہے جسمیں سے ایک کو آپ اس ہال میں ایک
متین خاتون کی صورت میں دیکھنگے اور دوسرے کو جوطاقتور اور جواہرات سے
مزین ہوگا اسی شہر میں بمقام اوّل ملاحظہ کرینگے (یہ اشارہ سوشل کانفرنس اور
نمائش صنعت کی جانب ہے)

مگر حضرات ہم اپنے پہلے بچے کو ہرگز ہرگز اس کے حق اولیت سے محروم
نہیں کرینگے۔

صاحبو! میرا خیال ہے کہ مینے خاص طور پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ ہملوگ
ایک اعلیٰ مشن کی تکمیل کیلئے مختلف اطراف ہند سے یہاں جمع ہوئے ہیں۔
فہم فرائض، حب الوطنی اور وفاداری نے اس مشن کی پاکی اور برتری ہمارے
دلوں میں منقش کردی ہے۔ اور ان تمام امور کے یکجا کرنے والے وہ انصاف
اور نیکی کا اصول ہیں جنہیں باوجود سب کچھ کہنے اور کرنے کے ہملوگ احسانمندی کے
ساتھ انگریزی حکومت کے اعلیٰ اور فائق اصول تسلیم کرتے ہیں۔ ہم سچائی
اور ایمانداری کے ساتھ لارڈ کرزن کی اس استدلال کو منظور کرتے ہیں۔

جو انہون نے چند روز پیشتر جہاز سے اُترنے کے وقت کی تہی - اُن کے
الفاظ یہ تہے کہ مین باشندگان ہند سے استدعا کرتا ہون کہ وہ میرے اہل ملک کے
عمدہ خیال،، اعلیٰ عزت اور سچے ارادے پر اعتماد رکہین،، حضرات ! چونکہ ہم لوگ
اس عمدہ خیال - اعلیٰ عزت اور سچے ارادے پر یقین رکہتے - اسلئے ہم کہلے طور پر
یہان جمع ہوئے اور قانون اور اصول گورنمنٹ کے مطابق انکے (یعنی اہل انگلستان
کے) شریف اور نیک دلون سے اپیل کرتے ہین،، ہماری اپیل یہی ہے کہ
اہالیان انگلستان اِس پاک امانت کا جو خدا نے انکے سپرد کی ہے ایسا
انتظام کرین جو دونون ملکون کی برتری اور شوکت کا باعث ہو - لیکن مین اس
کہنے کی معافی مانگتا ہون کہ ہم جب اِس استدعا کو قبول کرتے ہین تو ہم اسکو اس
غلامانہ اسپرٹ مین منظور نہین کرتے جس اسپرٹ مین کہ ارل آف اسٹرفورڈ نے
رعایائے انگلستان کو ڈانٹ کر اطاعت شاہی حاصل کرنی چاہی تہی -
ارل مذکور نے کہا تہا کہ انہین چاہیئے کہ بادشاہ کے انصاف پر اعتماد کرکے اپنے کو
اوسکی مرضی پر چہوڑ دین،، اسکی دانشمندی پر بہروسہ رکہین اور اس کی پدرانہ
محبت پر یقین کرین،، بلکہ ہم اِس استدعا کو اس اسپرٹ مین قبول کرتے ہین
جسکا خاکہ ایک بڑے اینگلو انڈین عہدہ دار نے کہینچا ہے اور اگرچہ آپ لوگونکو
تعجب ہوگا مگر مین یہ کہے بغیر نہین رہ سکتا کہ وہ بہی در پردہ ،، کانگرس
والا ،، ہے اور ایسا ہی فصیح اور مدبر ہے جیسے ہمارے یہان کے بڑے
لوگ مثل بابو سریندر ناتہ بنرجی لال موہن گہوس وغیرہ - میرا اشارہ سر ولیم ولسن ہنٹر
کیطرف ہے انہون نے اپنے ایک ایڈریس مین جو انفسٹن کالج یونین مین دیا تہا
نہایت فصاحت سے یہ تصویر کہینچی تہی کہ برٹش حکومت ہند کا آئیڈیل کسطرف
مایل ہے :-

،، برٹش حکومت مربیانہ حکومت کے تنگ خیال مین محدود نہین ہے اور
نہ اسکی حکومت حاکمون کے فائدے کے لئے ہے جیسے کہ رومیونکو دنیا مین

ان الفاظ کے ساتھہ بھیجا تھا کہ "روم کو آباد اور سرسبز کرنے کے لئے ملکوںکو فتح کرو،، اور جسے انہین یہ طریقہ سکہایا تھا کہ حکومت کو طاقتور بنانے کے لئے تفرقہ بڑہانا چاہئے۔ رومی مثل ہے کہ تفرقہ ڈالو اور سلطنت کرو۔ اس کے (یعنی برٹش گورنمنٹ کے) اغراض مین حکومت کرنا اسدرجہ شامل نہین ہے جتنا ذرایع ترقی کو بڑہانا اور سلف گورنمنٹ کا سکہانا داخل ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ رعایا اور بالخصوص سوسائٹی کے زیرین طبقے کو حاکمون کے رتبے تک پہنچاوے۔ اس کا مقولہ ہے کہ انسانیت اور آسمانی روشنی ہماری ہدایت ہین" اور یہ الفاظ ہمارے میگنا کارٹا مین موجود ہین۔ میگنا کارٹا سے میری مراد ملکہ معظمہ کا وہ اعلان ہے جو ۱۸۵۸ء مین غدر کے بعد شایع کیا گیا تہا۔ انسان مین تین خاص خیال ہین۔ خاندان۔ قوم اور بنی آدم۔ ہندو اور یونانی حکمرانون نے پہلے کا خیال کیا اور سلطنت روم نے دوسرے کا لیکن برٹش قوم آخری اور بالاترین خیال کو پیش نظر رکھتی ہے۔ مین آپکے سامنے یہ ظاہر کرنیکی جرات کرتا ہون کہ برٹش قوم نے انسانیت کا خیال خدا کے نیچر سے حاصل کیا۔ اور ملکہ معظمہ کے عہد مین جو قوانین اور انتظام ہند کیلئے ہوئے وہ اس امر کے شاہد ہین کہ ملکہ کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ وہ اس ملک کو ترقی دین جوان کی حفاظت رکہا گیا ہے۔ کمزور کی حفاظت قانون کی نظر مین سبکی برابری عمدہ گورنمنٹ کے فوائد مین سبکا حصہ ہونا۔ اور جب وقت آوے تو اس گورنمنٹ مین بہی ہندوستان کو حصہ دینا۔ یہ خیالات ہین جو برٹش گورنمنٹ کی مدنظر ہین"

ان خیالات کی اسپرٹ مین ہم لارڈ کرزن کی استدعا کو قبول کرتے اور احسانمندی کے ساتھہ قبول کرتے ہین کہ ہم انکے اہل ملک سے عمدہ خیال اعلیٰ غرت اور سچے ارادے پر یقین رکھتے ہین۔ ہم بہی یہ درخواست کرتے ہین کہ جب ہم یہ خواہش کرین کہ اس اعلیٰ کام مین ہمین بہی حصہ دیاجائے

تو لارڈ کرزن اور اُنکے اہل ملک ہم کانگریس والونکی فرض شناسی ، حب الوطنی اور وفاداری پر یقین رکھینگے۔

مین دوبارہ آپ لوگون کو نہایت پرجوش خوش آمدید کہتا ہون جسمین گزشتہ کا شکریہ اور آئندہ کی امید ملی ہوئی ہے۔ صبر و استقلال ہمارا مقولہ ہونا چاہیے۔

مستعدی سے کام کرو بس	چھوڑ دو خندا پرستی تال
کرتے ترقی بڑہتے چلو بس	سیکھو صبر اور استقلال

انتخاب صدر انجمن

مسٹر سریندرو ناتھ بنرجی نے انتخاب صدارت کی تجویز بالفاظ ذیل پیش کی۔

سر فیروز شاہ۔ برادران ڈیلیگیٹ لیڈیز و جنٹلمین! اسوقت یہ میرا ایک دلپسند فرض ہے کہ مین آپ صاحبان کے روبرو وہ تجویز پیش کرون جس سے مجھے یقین ہے کہ آپ سب صاحبون کو بطیب خاطر اتفاق ہوگا۔ مین اپنی اور آپ سب صاحبون کی طرف سے بیسوین انڈین نیشنل کانگرس کی صدارت کے لئے سر ہنری کاٹن کے انتخاب کی تجویز کرتا ہون۔ برادران ڈیلیگیٹ! انسان کو اپنی زندگی مین ایسے مواقع بھی پیش آئے ہین جن مین کسی پبلک ڈیوٹی کی سرانجام دہی اُسکے ذاتی زبردست خیالات سے ملکر اُسے مزید لطف دیتی ہے۔ چہ جائیکہ ایسی پبلک ڈیوٹی کی انجام دہی جسکے مقاصد نہایت ہی ارفع و اعلیٰ ہون۔ (چیرز) ایسا موقع اسوقت خود بخود مجھے پیش آیا ہے۔ مین سر ہنری کاٹن سے گذشتہ

تیس سال سے واقف ہون - مین آپکو بحیثیت ایک ذاتی دوست کے بھی جانتا ہون مین آپکی سرکاری اور غیر سرکاری دونون حیثیتون مین آپسے ملا ہون - مینے آپکو پبلک اسٹیج پر دیکھا ہے مین آپسے گرین روم مین ملا ہون اور مین کہہ سکتا ہون کہ زندگی بھر آپکا خاص اصول باشندگان ہند کی خدمت کرنے کا رہا - (زور سے چیرز) اور آپکی دلی خواہش ہمیشہ یہ رہی کہ سلطنت انگلستان کو باشندگان ہند کی نظرون مین زیادہ مقبول بنادین - اور اس ذریعے سے مقبول بنادین کہ انگریزی حکومت کے ساتھ ذاتی ہمدردی کی بھی جھلک نظر آئے اور سب سے زیادہ یہ ہو کہ لوگون کے دلون اور عقیدون پر حکومت کا سکہ بیٹھ جائے - اسطور پر کہ حکومت مین ایسے تمام اصول عملی طور پر داخل کرلئے جائین جنسے کہ ملکی معاملات کے تکمیل تغیر مین آسانی پیدا ہونے کا خیال ہے - یعنی وہ تغیر جس کی بنا پر کبھی نہ کبھی حکومت کی یہ سختی کا سبب مروتی کا عدم ہمدردی اور خود سرانہ برتاؤ - ہمدردی اعتبار اتحاد اور حکومت خود اختیاری (سلف گورنمنٹ) سے بدل جائیگا یہ ہین وہ اعلےٰ مقاصد جو سر ہنری کاٹن کو پبلک لائف مین ہمیشہ پیش نظر رہے -

ایک سرکاری ملازم کے لئے ان مقاصد کو ہمیشہ اپنے دیدۂ دل کے سامنے رکھنا اور کبھی انکو ذہن سے نہ نکالنا اور ہمیشہ انپر عمل درآمد کرنا بلا خیال اس کے کہ انکی نسبت اچھی راے قایم کیجاے یا بری اور باوجود اسکے کہ یہ امر انکے افسرون اور ہمچشمون کے خلاف مزاج ہو جنسے کہ انکی ترقی کے مانع ہو - یہ میرے خیال مین اخلاقی جرارت کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ ہے جو ہر شخص کو ستایش پر مجبور کرتا ہے (سنو! سنو!) - اس موقع پر ہم یہ دیکھتے ہین کہ گورنمنٹ کا ایک افسر اعلےٰ مروجہ شان افسری معمولی حالت سے گذر کر اور تمام قیود کو توڑ کر ایک ایسی عالم مین پہونچگیا جو کہ شہدا اور صالحین اور اون برگزیدہ لوگون کے ساتھ مخصوص ہے جنھون نے اپنی زندگی مین ہر طرح کے مصایب برداشت کئے اور اپنے یقین کی قربانگاہ پر اپنے ذاتون کو قربان کر دیا (سنو! سنو!) اب آپ لوگون کو آسانی سے معلوم ہوجائیگا کہ باشندگان بنگال پر

سر ہنری کاٹن کے عجیب و غریب اثر کا کیا راز تھا۔ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے تہے اور انپر اعتبار کرتے تہے اور اس کے جواب مین لوگ نہایت جوش و خروش کے ساتھ شکر گذاری کا اظہار کرتے تہے۔ (چیرز)

جنابمن! اس مین ذرہ برابر مبالغہ نہ ہوگا اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ نسل کے زمانے مین بنگال سروس کے کسی فرد کو شہرت و مقبولیت کا وہ درجہ نہین حاصل ہوا جو سر ہنری کے ذات کے ساتھ مخصوص ہے۔ یعنی وہ مقبولیت جو انہین اپنی افسری کے زمانے مین حاصل تہی اور وہ جسنے کہ اب جناب ممدوح کے دل و دماغ کے شریفانہ صفات کی بنا پر دوامی محبت اور عالمگیر پسندیدگی کی صورت اختیار کر لی ہے۔

جنابمن! اگر گورنمنٹ کی کونسلون مین ہماری آواز کا کچھ بہی اثر ہوتا تو ہم سر ہنری کاٹن کو کبہی کا حکمران بنگالہ بنا چکے ہوتے (چیرز)۔ حکمرانی بنگال کے لئے ان سے بہتر اور کوئی شخص نہین ہو سکتا کیونکہ انکی ذات مین نہ صرف برٹش اقتدار و جبروت کا نمونہ نظر آتا ہے بلکہ عالی ظرفی۔ انصاف اور مراعاتِ خسروی کی شان بہی پائی جاتی ہے۔ وہ مظلوم اور بے زبان باشندگان ہند کے ایک نہایت قوی اور مستقل وکیل ہین۔ انہون نے افسری کی خواہش پر لات مار کر ہمیشہ اپنے فرض منصبی کو پیش نظر رکہہ کر ایک ایسا نشان انصاف بلند کیا ہے جو لارڈ کرزن کے نزدیک بہی شاہی حکومت کی بنیاد ہے اور جسنے کہ شاہی اقتدار کے قایم کرنے، مضبوط کرنے اور وسیع کرنے مین وہ کام کیا ہے جو کسی دوسری صورت سے نہ ہو سکتا تہا۔

مگر جناب یہ تقدیر ہی مین نہ تہا۔ سر ہنری جو لوگون سے بے حد محبت رکہتے تہے انہون نے قلبون کی نہایت خلوص کے ساتھ حمایت کی تہی۔ انکا یقین نہایت پختہ تہا۔ انکی رائین ایسی تغیر پذیر نہ تہین جنکا رنگ گرگٹ کی طرح بدلا کرتا اور اپنے افسرون کے توہمات سے موافق ہو جایا کرتین۔

ان سب باتون کے علاوہ انکے متفر اور معینہ اصول مین تبدیلی نہین واقع ہوسکتی تہی اور وہ انکے اظہار مین نہایت بیباک تھے اور ظاہر ہے کہ اعلیٰ افسری کے لئے یہ نقص نہایت سخت تھے اور اسلئے موقع انکے ہاتھ سے جاتا رہا۔ لیکن ساتھہ ہی ساتھہ انکی حکومت ہمارے دلونپر قائم ہوگئی اور جب کبھی ہم شکر گذاری کے ساتھہ انکو یاد کرتے ہین تو انکا نام ہندوستان کی بعض نہایت مشہور مدبر انگریزونکے ساتھہ لیتے ہین۔ جنابمن۔ مین آپکا زیادہ وقت نہین لینا چاہتا (کہے جاییے کہے جایئے) آپ عین وقت پر ہمین اس مشکل سے چہوڑا نے پہنچے ہین جبکہ ہم مین سے کم از کم بعض لوگ بالکل مایوس ہوجانے پر آمادہ ہین۔ آپ نے ہماری دلدہی اور ہمت افزائی کی ترقی کا سلسلہ ہر جگہہ جاری ہے۔ انگلستان مین بہی اور اس ملک مین بہی۔ ترقی معکوس بہی ترقی کا ایک لازمہ ہے اور جسطرح سے کہ عموماً شب دیجور کی سیاہی کے بعد صبح روشن کا نور نمایان ہوتا ہے۔ اس امر مین مطلق شبہ نہین ہے کہ ترقی معکوس کی قوت کا زور بہت جلد ختم ہوجائیگا اور اسکے بجائے ترقی کی قوت فتحمندانہ حیثیت سے قائم ہوجائیگی۔

جناب! یہ امر کہ ایک ایسے شخص نے جو کہ حال ہی مین ایک صوبے کا حکمران تہا کانگرس کی صدارت منظور کی ہے۔ نہایت فتیع امر ہے۔ اس شخص کی جانب سے جو کچھہ ہی روز پہلے حکومت کا معتمد رہ چکا ہو یہ علانیہ اظہار ہے اسبات کا کہ انکی رائے مین کانگرس کی تحریک نہ صرف ایک جائز تحریک ہے بلکہ ایک ایسی تحریک ہے جسکے اعلیٰ اغراض ومقاصد کے ساتھہ عملی ہمدردی کرنا انگریزونکا فرض ہے۔

سر ہنری کاٹن کی افسری کا زمانہ ختم ہوگیا ہے۔ لیکن انکو اس سے بہتر موقع میسر آیا ہے جس سے عظیم الشان نتائج کا ظہور ممکن ہے۔ اس زمانے مین ایک جماعت انگریز اہل الرائے کی مہم تبت کو بنظر ملامت دیکھتی ہے اور اس مہم کے اخراجات کا بار ہندوستان پر ڈالنے کو افسوسناک دنائت خیال کرتی ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ یہ سر ہنری کاٹن اور بعض دیگر ہمدردان ہند کی مسلسل کوششون کا نتیجہ ہے۔

ایسٹ ناٹنگھم کے لبرل ووٹ دینے والوں کے ہم ممنون ہیں جنھوں نے سر ہنری کاٹن کو پارلیمنٹ کا ممبر نامزد کیا ہے اور ہم کو امید ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ممبر مقرر ہو جائیں اور جب وہ ممبر مقرر ہو جائینگے تو وہ نہ صرف ناٹنگھم کی بلکہ تمام ہندوستان کی نیابت کرینگے۔ جناب من! ہیں لمحہ بھر کے لئے بھی سر هنری فاولر کے اس فضول قول کو قبول نہیں کر سکتا کہ ھاؤس آف کامنس کا ہر ممبر ہندوستان کی نیابت کرتا ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو اس ملک کی حالت اس وقت کی حالت سے بالکل مختلف ہوتی (سنو! سنو!) اور ہندوستان کے بجٹ پر مباحثہ خالی بنچوں کے سامنے اور پارلیمنٹ کے آخری زمانے میں نہ ہوا کرتا۔ لیکن سر هنری کاٹن کی حالت بالکل جداگانہ ہے۔ وہ ہندوستان سے بہت محبت کرتے ہیں وہ ہندوستان کے معاملات پر بہت کچھ توجہ کرینگے اور اس طرح ایسٹ ناٹنگھم کا ممبر تمام ہندوستان کا ممبر قرار پائیگا۔

حضرات! یہ ہیں استحقاق اُس مقتدر بزرگ کے جسکا نام میں نے انتخاب صدارت کیلئے پیش کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ اس انتخاب کی تائید باتفاق رائے نہایت جوش و خروش کیساتھ کرینگے۔

آنریبل سی سنکران۔ نیر۔ سی آئی۔ ای اور آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی کی تائید کے بعد یہ تجویز نہایت جوش و خروش کیساتھ منظور ہوئی اور سر ہنری کاٹن کے لئے۔ تین چیرز دیئے گئے۔

آنریبل سر فیروز شاہ مہتا نے سر ہنری کو ایک ریشمی و زرین ہار پہنایا جو اسی غرض سے جبلپور سے بنوا کر منگوایا تھا۔ سر ممدوح کا ایڈریس درج ذیل ہے۔

پریسیڈنٹ کا ایڈریس

انڈین نیشنل کانگرس کے ڈیلیگیٹ صاحبان۔ لیڈیز و حاضرین جلسہ۔

مجھسے پیشتر جو اصحاب اس کرسی صدارت پر متمکن ہو چکے ہین انمین سے ایک صاحب
نے کیا خوب بیان کیا تھا کہ انڈین نیشنل کانگرس کی میر مجلسی ایک ایسی عزت
عظیم تھی جو اہل ہند اپنے اہل وطن کو عطا کر سکتے ہین مین یہ محسوس کرتا ہون
کہ جس حالت مین یہ اعزاز ایسے شخص کو عطا ہوا ہے جو نہ آپکے ملک کا ہے
اور نہ آپکی قوم کا تو وہ عظیم تر ہے۔ مجھکو اس جگہہ کے لیے جسپر آج سہ پہر کو آپ
نے بٹھایا ہے فخر کرنے کی معقول وجہہ حاصل ہے گو مجھکو ہمیشہ اس امر سے
آگاہ رہنا چاہیے کہ اگر منجملہ آپکی جماعت کے کوئی شخص ہوتا تو وہ مزید خوبی
اور کمال کے ساتھہ اس عہدے کے فرائض ادا کرتا۔ اور مجھکو اس امر کا
احساس ہے کہ بمقابلہ انگریز کے کسی ہندوستانی کا انڈین نیشنل کانگرس
کے جلسے مین میر مجلس ہونا ضرور زیادہ موزون ہوتا۔ یہان آنے کی خاطر آپکی
دعوت میری انتہا درجے کی قدر افزائی تھی۔ اور مینے آپ کی دعوت نہ صرف
ذمہ داری کے خیالات کے ساتھہ منظور کی بلکہ احسانمندی کے ساتھہ بھی اور
اور مجھکو اس امر کا فخر ہے کہ میری وہ ناچیز خدمتین جو مین ہندوستان کے خاطر
انجام دینے کے قابل تھا ایسے اعزاز کے ساتھہ مقبول انام ہوئی ہین۔

"کانگرس کی ہیئت"

آج انڈین نیشنل کانگرس کا بیسوان سالانہ جلسہ ہے۔ یہ وہ جلسہ ہے
جو اپنے نام اور مقصد کے لحاظ سے بلا کسی حجت کے قومی جلسہ ہے ہم قومی
اغراض کو ترقی دینے اور انپر بحث کرنے کی خاطر یکجا ہوئے ہین۔ مین اپنے سامنے
ڈیلیگیٹ صاحبان کا شمار عظیم دیکھتا ہون جو ہر ایک جماعت۔ ہر ایک درجے
پیشے اور مذہب کی نیابت کرتا ہے۔ آج یہان تمام حصص ہند کے پولیٹکل معزز
یکجا ہوئے ہین۔ یہان آپ متفق ہوکر کام کرنے اور یقینی طور پر اون لکھو کھا
لوگون کی رائے عامہ بیان کرنے کے قابل ہین جن کے جانب سے آپ نیابت

کرنیکو آئے ہین - یہان آپکی حالت کچھہ کم قابل وقعت نہین ہے - یہان ملک کا
دماغ اور آواز دونون موجود ہین - میرے سامنے ایک عظیم الشان قوم کے منتخب
باشندے جمع ہین - آپکی حالت ایسی واقع ہوئی ہے کہ جسکو نہ تو آپکا اپنی تجاویز
مین ناکام ہونا اور نہ آپکے مشورون کا نظرانداز ہونا بے وقعت بنا سکتا ہے - آپ
لوگ جو یہان یکجا ہین - یعنی اعلٰے تربیت یافتہ پیروان مذہب زردشت - دولتمند
و سرگرم باشندگان کچھہ و گجرات - اِس نادر شہر کے باشندے جو تجارت اور
اور دماغی پیشیون مین اِس شہر کی قسمت ڈھالنے والے ہین - محب مرہٹے جو اپنے
آبا و اجداد و سلف کی شان پر ناز کرتے ہین - مدارس کے برہمن صاحبان
جنکی سرگرم طباعی اشتہور ہے - بنگال کے قابل و جوشیلے بابو جو ہنشا ورسے
لیکر چٹگام تک پبلک کی رائے پر اقتدار رکھتے ہین سربرآوردہ صاحبان پنجاب
صوبہ جات متحدہ - و صوبہ جات وسطی ہندہنو و جو سپاہی موجودہ ہندو مذہب کی
خوبی کے لحاظ سے وہ اثر ڈال رہے ہین جو بیان سے باہر ہے اور جو آپ کی
قومی ہستی کی روح و روان ہے - پیروان دین اسلام جو نسبتًا شمار مین کم ہین
لیکن وہ جوش و ہمت اور پاکبازی آپ مین موجود ہے جو ہمیشہ آپکی مذہبی تاریخ کا
خاصہ رہی ہے - ہم اِس عظیم الشان جلسے مین بدین غرض یکجا ہوئے ہین کہ پبلک اور
گورنمنٹ کے روبرو اپنی پالیسی کا ایک ایسا عملی پروگرام پیش کرین جسکے اندر مین
خیال کرتا ہون بہت سے اہم پولیٹکل و تمدنی مسائل مملکت ہند آجاتے ہین - ہم
اِس چار دیواری کے اندر کسی نئی پالیسی کے تیار کرنے کا دعوی نہین کرتے
ہین - پبلک کی رائے کو تربیت دینے کا کام سال بھر بلکہ سال بسال اخبارات
اور مقامی پولٹیکل جماعتون اور جلسون کی کارروائیون کے ذریعے سے جاری
رہتا ہے - اِس کام کو وہ منتخب اہل ہند اپنی تقریرون اور رائے کے ذریعے سے
جاری رکھتے ہین جنکو سرکاری کونسل مین اپنے ملک کی جانب سے زبان کھولنے
کا موقعہ ملتا رہتا ہے خواہ وہ موقعہ شاذ و نادر ہی کیون نہ ہو - اسطرح سے پبلک رائے

قرار باقی ہے۔ قومی پالیسی تیار ہوتی ہے اور مناسب وقت پر ایک قطعی صورت
مین اپنی جھلک دکھاتی ہے۔ انڈین نیشنل کانگرس کے سالانہ جلسون مین ہمارا کام
اس پبلک راے کو متفقہ اور مستند طور پر ظاہر کرنا ہے جس سے قبل اسکے بھی اس
ملک مین ہر شخص کو اتفاق ہوتا ہے۔ ہم آج اسی غرض سے یکجا ہوئے ہین اور اس
فرض منصبی کے ادا کرنے کے لئے اس کانگرس کے جلسے سے زیادہ اور
کوئی جلسہ موزون نہین ہوسکتا۔

"رہنما اور پیرو"

پس انڈین نیشنل کانگرس کے کچھ ذاتی فرائض ہین جن کی نسبت مین خود بحیثیت
ایک ایسے شخص کے جو اُسکی ابتدا سے اسے بغور دیکھ رہا ہو یہ کہتا ہون کہ اُسنے
اپنے فرائض قابل نظیر وفاداری دانشمندی اور اعتدال کے ساتھ انجام دئے ہین
آپکا زمانہ ماضی ممتاز رہا ہے۔ اگرچہ آپ گورنمنٹ کی پالیسی ڈھالنے مین زیادہ تر
کامیاب نہین ہوئے ہین تاہم آپنے اپنے ملک کی تاریخ اور اپنے اہل وطن کے
خصائل کی ترقی کے خاطر جید اثر ڈالا ہے۔ آپ اس سرزمین مین ایک قوت ہوگئے
ہین۔ اور آپکی آواز گویا تمام ہندوستان کے ایک گوشے سے لیکر دوسرے
گوشے تک گونجتی ہے۔ آپکے جلیل القدر سرغنون نے شہرت کے مندر مین
جگہہ پائی ہے اور ممنون و شکر گذار آیندہ نسلین اُنکی یاد ہر وقت قایم رکھینگی۔ منجملہ
ان مشاہیر کے مین سب سے پہلے آپکے معزز اور بوڑھے سابق پریسیڈنٹ مسٹر
دادابھائی نوروزجی کو جگہہ دونگا جو اب چراغ سحری ہین اور ۸۰ سال کی عمر مین آپکی
[illegible] سرگرمی اور قومی حمیت کے ساتھ کام کرتے ہین اور منجملہ ان اصحاب کے جو ہمسے
جدا ہو گئے ہین سب سے ممتاز مہادیو گوبند راناڈے تھے جنکے مشورے دانشمندی
سے مملو ہوتے تھے اور جنکی موت پر ہم جہانتک رنج کرین کم ہے۔ مین اس موقع پر
منموہن گھوش مرحوم کا بھی ذکر کرنا بھول نہ جاؤن گا۔ مرحوم نے ہمارے سامنے

عملی اور از سر نو کوشش کی واضح نظیر قایم کر دی ہے تاہم ہمارے ساتھہ استقبالی کمیٹی کے میر مجلس سر فیروز شاہ مہتا - مسٹر بنرجی - مسٹر جسٹس بدرالدین طیب جی - مسٹر جسٹس شنکرن نایر مسٹر رومیش چندر دت - بابو سرندرو ناتھہ بنرجی - مسٹر ڈنشا ایڈلجی واچا اور گوپال کرشن گوکہلے ایسے اصحاب موجود ہین مجکو اور زیادہ نام بیان کرنے کی حاجت نہین ہے - ان کے نام نامی نہ صرف اس کانگرس کے خیمے مین زبان زد خاص و عام ہو رہے ہین بلکہ ہر ایک ہال جہونپڑے مکان اور محل مین ہندوستان مین ان اصحاب کی سرگردہی مین انگلستان کی برٹش کمیٹی کانگرس اپنی قابلانہ کوششون کے ساتھہ اضافہ کرتی ہے - اور مسٹر ہیوم و سر ولیم ودڑبرن کے ایثار علے النفس کا ذکر الفاظ حسنہ مین بیان کرنا ناممکن ہے - مسٹر ہیوم کا نام نامی ہمیشہ کانگرس کی ابتدا و ترقی نمایان کامیابی اور ناکامی کے ساتھہ وابستہ رہیگا - اسوقت ممالک متحدہ مین ہندوستان کے متعلق سر ولیم ودڑبرن کی پولیٹیکل کارروائیون سے لاثانی واقفیت اور آپکا احاطہ بمبئی سے غیر معمولی طور پر واقف ہونا ہمارے لئے نہایت کار آمد ہے - مسٹر ولیم ڈگبی مرحوم برٹش کمیٹی کے ممبر نہ تہے لیکن آپ ایسے انگریز تہے جنکو غیر معمولی حد تک معاملات ہند سے دلچسپی تہی - مرحوم نے اپنی تمام عمر ہندوستان کی خاطر وقف کر دی تہی اور مین اس موقع پر مرحوم کی خدمات یاد دلانا اور انکے وفات سے ہندوستان کو جو نقصان عظیم پہونچا ہے اس کا اعتراف کرنا چاہتا ہون - صبر و استقلال - نیکنامی اور بدنامی دونون حالتون مین ثابت قدم رہنا - صدق دل سے کام کرنا - اپنے عہد پر قایم رہنا قومی تحریک کے سرغنون کے یہی اوصاف ہین - مین نہایت ادب کے ساتھہ کہتا ہون کہ یہی اوصاف آپکے سرغنون مین پائے جاتے ہین - آپکا انپر ناز کرنا بجا ہے لیکن صرف سرغنہ فتح حاصل نہین کر سکتے ہین - ان سرغنون کے تابعدار کرنیوالونکا کام ہے کہ اپنی وفاداری اور متفقہ اعانت سے اونکی حمایت کرین - آپ تمام صاحب سرغنہ نہین ہو سکتے ہین - کپتان اور جنرل شمار مین کم ہوتے ہین جہم کا نقشہ

تیار کرتے ہین - لیکن سپاہیون کی فرمانبرداری اور باقاعدگی سے کامیابی کا یقین کامل ہوجاتا ہے - مین اگر آپکو اس امر سے آگاہ کرون کہ جزوی اندرونی اختلافات سے آپکا کسقدر زیان ہوتا ہے تو مین یہ بات غیر دوستانہ خیال سے نہین کہتا ہون - آپکے اس جلسے کی اسی کمزوری کی مین گرفت کرتا ہون - آپکی تحریک کی روز افزون ترقی مین یہ علامات کمزوری قدرتی اور ناگزیر ہین لیکن یہ علامات جنکی موجودگی مین کلام نہین ہوسکتا ہے کچھ کم خطرناک نہین ہین اور بہمہ وجوہ آپ سب صاحبون کا جنکے دل قومی حمیت سے روشن ہین یہ فرض ہے کہ ان علامات کو رفع کیجئے اور انکی بیخکنی کیجئے -

"انگلستان اور ہندوستان"

یہ سچ ہے کہ جو اصلاحین ہم پیش کرتے ہین انکا انحصار زیادہ تر اس امر پر ہے کہ ولایت مین پبلک رائے ان کو قبول کرے - آئرلینڈ کی حالت یاد کیجئے - آئرلینڈ مین اندرونی ایجیٹیشن رفتار رسم کی پہلی منزل تھی لیکن بالذات اسنے نہایت ہی قلیل کار نمایان کیا - جب اہل آئرلینڈ کی جد و جہد سے انگلستان کے لبرل مدبرون پر سکہ جمایا اور عام رائے انگلستان مین آنکی معین و مددگار ہوگئی تب ہی آئرلینڈ کے ساتھ رعایتین ظہور مین آئین - اور یہی حالت ہندوستان کی ہے - ہر دو ممالک کے لئے تدبیر یکسان ہے - دلجمعی کے ساتھ حل مسائل کا موقعہ دونون ممالک کے حق مین رعایاے انگلستان کے ہاتھ مین ہے - اور یہ صرف انہین کے اختیار مین ہے کہ اپنے ملک مین پبلک رائے قایم کرکے گورنمنٹ کے خیالات مین معقول تغیر پیدا کردین - اسی باعث سے لندن مین آپکی برٹش کمیٹی قابل قدر ہے - شاید آپ ہمیشہ ان خدمات کو تسلیم

نہین کرتے ہین، جو ممبران کمیٹی اپنی ان نیک کوششون سے آپکے خاطر انجام دیرہے ہین ممبران کمیٹی مذکور، پارلیمنٹ اخبارات اور جلسون کے ذریعے سے معاملات ہند کے متعلق اہل ہند کی راے رعایاے برطانیہ کے سامنے متواتر پیش کرتے رہتے ہین اس کمیٹی کی کارگذاری مستحق اسکے ہے کہ آپ سابق سے زائد اسکی حمایت فرمائین۔ بدین وجوہات یہ امر نہایت ضروری ہے کہ پارلیمنٹ مین اُن اصحاب کا شمار زیادہ ہوجو معاملات ہند سے نہ صرف پورے طور پر واقف ہین، بلکہ رعایاے ہند کی شکایات اور مقاصد کے ساتھہ تہ دل سے ہمدردی رکھتے ہین۔ آپ اُن انریبل ممبرونکے بار احسان سے سبکدوش نہین ہوسکتے ہین جو ہمیشہ مسائل ہند کو ہوس آف کامنس مین پیش کرنے کو راضی رہتے ہین منجملہ اُن اصحاب کے مین خاص طور پر مسٹر شوان مسٹر رابرٹس و مسٹر کین (افسوس آپ چل بسے ہین) کا ذکر کرونگا۔ یہ امر محتاج بیان نہین ہے کہ موجودہ ہوس آف کامنس مین ایسے اصحاب کا شمار جو ہندوستان سے واقفیت رکھتے ہون اور نیز اسکے ہمدرد ہون اسقدر قلیل ہے کہ انگلیون پر انکا شمار ہوسکتا ہے۔ یاد رکھئے کہ ہوس آف کامنس ہی. وہ مقام ہے جہان تمام اہم مسائل جنپر ہندوستان کی قسمت کا دار و مدار ہے، آخر کار فیصل ہونگے۔

”ہندوستان کے لئے ممبرونکی ضرورت ہے“

ہمکو ہندوستان کے لئے ممبرون کی تعداد کثیر کی ضرورت ہے۔ بلاشک ضرورت ہے۔ لیکن یہ بہی یاد رکھئے کہ یہ فقرہ دہوکے مین ڈالنے والا ہے آپ اپنے کو اس دہوکے مین نہ ڈالئے اور زیادہ توقع نہ رکھئے ہماری یہ خواہش ہے کہ ہوس آف کامنس مین ہندوستان کا ذکر زیادہ سننے مین آوے۔ ہم ایسے ممبر چاہتے ہین جو ہندوستان کو مملکت برطانیہ کا جزو لاینفک سمجہکر اسکے کام مین

مشغول ہون اور یہ سمجھیں کہ مملکت برطانیہ کا وہ ایک ایسا حصہ ہے جسکی نیابت براہ راست نہین ہوتی ہے اور بدین وجہہ اسکی توجہ خاص کا محتاج ہے لیکن ہم ان ممبرون سے یہ توقع نہین کرسکتے ہین کہ وہ معاملات ہند مین ایسے متفق ہو کر جان لڑا دینگے جیسے کہ ہم اس ملک مین اپنے سرغنون کی جانب سے عادی ہو رہے ہین سر ہنری فاولر صاحب نے ایکبار بیان فرمایا تہا کہ تمام ممبران ہوس آف کامنس ہندوستان کے ممبر ہین لیکن یہ اونکی غیر مناسب رائے تہی جسوقت ہندوستان کے کسی مسئلے پر بحث ہوتی ہو اگر ہم ہوس آف کامنس کی گیلری مین جاکر دیکہین تو معلوم ہو جاوے گا کہ سر ہنری فاولر صاحب کا بیان صداقت سے کسقدر دور ہے۔ ہندوستان اپنی جانب سے پارلیمنٹ مین اپنا کوئی نائب نہین بہیجتا ہے اور نیز پارلیمنٹ کی ممبری کی امیدوارون مین سے وہ ممبر جو ہندوستان کے دوست ہون وہ بہی ہندوستان کے نیابت کی خاطر منتخب نہیں ہوتے ہین بلکہ اپنے صوبے کی نیابت کی خاطر۔ اگر اصلیت پر غور کیا جاوے تو وہ کسیطرح ہندوستان کے ممبر نہین ہو سکتے ہین۔ کیونکہ ہوس آف کامنس کے ممبر پر اولین استحقاق ہر ایک ممبر کے خاص منتخب کنندگان کا ہے اور ہمیشہ ہونا چاہیے۔

"فرائض پارلیمنٹ"

یہ بہی یاد رہے کہ امپیریل پارلیمنٹ و گورنمنٹ ہند کے مابین کون تعلقات پائے جاتے ہین۔ مسٹر گلیڈسٹون نے ایک قابل یادگار موقع پر بیان فرمایا تہا کہ "ہمارا یہ کام نہین ہے کہ یہ مشورہ دین کہ گورنمنٹ ہند کو کس قسم کے ذرائع سے کام لینا لازم ہے بلکہ ہمارا کام یہ ہے کہ ہندوستان مین

جو لوگ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے نائب ہون انکو ان امور سے پورے طور پر آگاہ کرتے رہین جنکو ہم مستحکم اصول گورنمنٹ سمجھتے ہین - نیز ہمارا کام اور ہمارا فرض یہ ہے کہ اگر کسی معاملے مین ہم یہ خیال کرین کہ افسران متعینہ ہند ان اصول پر کما حقہ عمل کرنے مین ناکام رہے ہین تو انپر اعتراض کرین لیکن اسمین شک نہین ہے کہ انکو اپنے اعلے فرائض نظم و نسق ادا کرنے یا اونکے ادا کرنے کے ذرائع پسند کرنے کے متعلق ہمکو اونکی مرضی پر چھوڑ دینا لازم ہے" یہ الفاظ بخوبی آگاہ کرتے ہین کہ انگلستان کا فرض ہندوستان کے متعلق یہ ہے کہ ایک ایسی پالیسی پر جو گورنمنٹ کی رہنما ہو اپنا اعتقاد قایم کرے اور اوسپر عملدرآمد کے لئے افسرون کو ترغیب دے، اونکی نگہداشت رکھے اور اونکی حمایت کرے اس سے یہ ظاہر نہین ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو عمدگی نظم و نسق ہند کی ذمہ داریون سے انکار ہے لیکن یہ الفاظ صاف طور پر ہمکو آگاہ کرتے ہین کہ پارلیمنٹ کا فرض یہ نہین ہے کہ براہ راست وہ ہندوستان پر اپنی حکومت قایم کرے مقامی افسر جو عامّہ نظم و نسق کے مجاز ہین جو ذاتی طور پر ان عام اصول کے عملدرآمد کے ذمہ دار ہین جو انکی رہنمائی کے لئے قایم کر دئے گئے ہین -

"انتخاب ممبران پارلیمنٹ مین کیا موقعے ملتے ہین"

پارلیمنٹ کے یہی تمام اوصاف ہین جنکو ہمین یاد رکھنا ضروری ہے لیکن ایک وصف عظیم باقی رہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ برطانیہ اعظم و رعایائے ہند کی پارلیمنٹ ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کرنے والی آخری پنچایت ہے - ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ انجام کار ہندوستان مین فیصل نہین ہوگا - وہ لوگ اند سے

بلکہ اس سے بدتر ہین جو اپنے انگریز احباب اور ان ڈیلیگیٹون کے کام کو نظر انداز
کرتے ہین یا بے وقعت سمجھتے ہین جنکو آپ ہندوستان کے متعلق انگلستان
مین پبلک رائے قایم کرنے اور اوس کو ترقی دینے کی غرض سے بھیجین - موجودہ
سال منجملہ ان نازک سالون کے ہے جو چند سال بعد ہر مرتبہ وقوع مین آیا کرتا ہے
کوئی شخص ٹھیک نہین بتا سکتا ہے کہ کب انتخاب ممبران پارلیمنٹ ہوگا
لیکن یہ بات ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اب اس کام مین زیادہ توقف نہ ہوگا - اور
قرینہ غالب یہ ہے کہ بیسوین اور اکیسوین کانگرس کے انعقاد کے درمیانی زمانے
مین وہ انقلاب عظیم نمودار ہونے والا ہے جس کے ہم لوگ ولایت مین پارٹی
پالیٹکس کے لحاظ سے منتظر ہین - موجودہ گورنمنٹ علیحدہ کی جاوے گی اور
اوس کی جگہہ دوسری گورنمنٹ قایم ہوگی - ہندوستان کے لیے لبرل سکرٹری
آف اسٹیٹ مقرر ہوگا اور وہ دور شروع ہوگا جسکے اندر یہ توقع مناسب ہوگی
کہ نہ صرف ان بہت سی غلطیون کی تلافی ہوگی جو معکوس کارروائیون کے
تاریک زمانے مین عمل مین آئی ہین بلکہ از سر نو تعمیر کے کام مین ایک حد تک
ترقی ہوگی -

ہم اپنے سامنے بڑی امید کے ساتھہ اس دور کو دیکھتے ہین جس کی جھلک
تک عرصہ دراز سے دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھی - لیکن اس دور سے مستفید
ہونے کے لئے بہت کچھہ کام کرنے کی ضرورت ہے سب سے زیادہ ضروری
بات یہ ہے کہ انڈین نیشنل کانگرس اپنی تجاویز و فصاحت اور زور شور کے ساتھہ
پیش کرے اُسے اپنی پوشیدہ قوتون کو با تربیت قایم کرنا اور ان مین تازہ
زندگی پیدا کرنا چاہیئے - غرض ایک دور آمد قایم کرنے والی مہم کے لئے
جمیع سامان بہم پہونچانا چاہئین -

"قومیت کے خیال کی ترقی"

آپکے سامنے کون سا پولیٹیکل مسئلہ درپیش ہے۔؟ آج جس تحریک نے یہان لاکر آپ سبکو یکجا کیا ہے اور آپکے خیالات اور کام مین جو آپکی ہمت بڑھائی ہے اُسکا اصلی مطلب کیا ہے؟ یہ وہ احساس ہے کہ آپکا یہ جلسہ قومی جلسہ ہے اور آپ سب یکسان خیالات حقوق اور قومی حمیت کے ساتھ ایک قومی تحریک کی ترکیب وہی کی خاطر ملکر کام کر رہے ہین۔ مختلف قومین آپکی جماعت مین شامل ہین۔ یہ خاص تعلیم کا نتیجہ ہے جو اُس ہتم بالشان پالیسی کے مطابق جو انگلستان نے ہندوستان مین قرار دی ہے ایک ایسا عطیہ ہے جسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہ تعلیم انگریزی طریقے اور مغربی تہذیب کے ڈہنگ کی تعلیم کی برکت ہے کہ آج آبادی ہند کی منتشر اور پوشیدہ قوتین یکجا نظر آتی ہین۔ زبان انگریزی ایک ایسی راہ ہے جسکے ذریعے سے آج آپ سب صاحبان ایک پلیٹ فارم پر یکجا ہو سکے ہین اور اپنے باہمی حقوق و مقاصد کا اظہار کر سکتے ہین۔ اسکے ساتھ ہی ریل جہاز ڈاکخانہ اور تاربرقی ان سب نے اس عمیق غار کے بند کرنے مین بہت کچھ مدد دی ہے جو مختلف صوبہ جات ہند کو باہم علیحدہ رکہتا تھا مجھکو یہ دیکھکر گونہ مسرت ہوتی ہے کہ آپکے اہل وطن اس عظیم الشان تحریک کو نظر مقبولیت سے دیکھتے ہین۔ یہ تحریک دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے قومیت کے خیال کی یقینی خواہش اخبارون مین نمودار ہوتی ہے جو آپکی پالیٹکس مین جزو اعظم ہو رہے ہین۔ مین نے اخبارون کی ترقی پر غور کیا ہے جو ایک پشت سے زاید عرصے کے اندر حالت گمنامی و کشمکش اور جد و جہد سے نکلکر تجاوز گورنمنٹ مین قابل تعریف آزادی اور جرأت کے ساتھ نکتہ چینی

کرنے اور ایگزیکیوٹو حکام کی ناجایز کارروائیان کے روکنے کا زبردست آلہ ہو گئے ہین۔ ہم ان کی کوتاہیون کی جانب سے غافل نہین ہون لیکن جس قابلیت و قومی حمیت کے ساتھہ اخبارات نکالے جاتے ہین اس کی تعریف نہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ اخبارات کا باہمی اتفاق اسیقدر قابل تعریف ہے جسقدر اس کے اثر کی ترقی ہے۔ انکا تمامی اثر قومیت کا خیال پیدا کرنے کی جانب رجوع ہے۔ ہر طرف سے ایک ہی صدا کانون مین آتی ہے۔ اب ہندوستان کے ہر ایک بڑے شہر مین اخبار شایع ہوتے ہین جنکے خیالات اور مقاصد یکسان ہین اور سب کا میلان طبع صرف ایک ہی پولیٹیکل خیال کی توسیع کی جانب ہے۔

قومیت کے خیال کی ترقی آپ کے اس عظیم الشان جلسے کی کسوٹی ہے انڈین نیشنل کانگرس کے ڈیلیگیٹ صاحبان کا یہ مجمع قومی تحریک کا قطعی ثبوت ہے۔ ہندوستانی قوم کی ترقی ایک عظیم پولیٹیکل انقلاب ہے جو ہمارے سامنے اپنا فعل دکھا رہا ہے۔ اسکی ہیئت۔ منشا اور مقاصد کی متعلق شک کرنے کی گنجایش باقی نہین ہے۔ یہ تحریک ہندوستان آیندہ کے حق مین کسی قسم کی بد امنی کا عنصر پیدا کرنے والی نہین ہے۔ ماضی سے قطع تعلق کرنے کی کوئی علامت نظر نہین آتی ہے۔ بلا شک ہم جانتے ہین کہ نظم و نسق برطانیہ کی موجودہ حالت دیرپا نہین ہو سکتی ہے۔ رائٹ آنریبل ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن نے جنکا ذکر خیر اسوقت تک اس احاطے مین قایم ہے جہان اب آٹھہ سال تک بہ حیثیت گورنر حکمران رہے ہین ۱۸۵۰ع مین تحریر فرمایا تھا کہ "مین خیال کرتا ہون کہ ایک عظیم الشان ملک کے تمامی صیغون کا انتظام ہمیشہ چند غیر ملکی نو واردون کے ہاتھہ مین ہونا جو بوجہہ اختلاف مذہب و خیالات

بالکل علیحدہ رہتے ہین اور جو انکو رعایا کے ساتہہ باہمی ربط وضبط پیدا کرنے سے باز رکہتے ہین ہرگز دیرپا خیال نہین جا سکتا ہے نیز مین خیال کرتا ہون کہ اس ملک کے باشندون مین ترقی تعلیم اس کی تدبیر کو غیر ممکن العمل بتاتی ہے اگرچہ وہ تدابیر تمام اعتراضات سے پاک ہی کیون نہ ہون گے ہر ایک صاحب غور و فکر کو یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ الفاظ صحیح ہین لیکن ہم یہ بہی جانتے ہین کہ ہندوستان و انگلستان کے مابین جو تعلقات نظر آتے ہین ہرگز قطع نہونگے ۔ زبان انگریزی جو ایکو یک جان و دو قالب ہونے کے قابل بنانے کا ذریعہ ہے وہ آپکو برطانیہ اعظم سے بہی وابستہ کرتی ہے ۔ ہندوستان کی آیندہ قسمت انگلستان کے ساتہہ وابستہ ہے اور جب کبہی ہندوستان کو ضرورت ہو تو رہنمائی، مدد اور تحفظ کے لئے انگلستان ہی جانب اس کی نظر اوٹہنا چاہیئے ۔

”ایک پیچیدہ مسئلہ“

ہمکو اس غیر معمولی وقت طلب اور پیچیدہ مسئلے کو حل کرنا ہے ۔ ہمارے سامنے ایک ایسا دور ترقی درپیش ہے جس نے خیالات کے تمام شعبون کی کایا پلٹ کردی ہے مختلف جماعتون کے مقاصد مین تازہ روح پہونک دی ہے اور قومیت کا خیال تمامی سلطنت ہند مین پیدا کردیا ہے ۔ ابہی مین ایک عاقل اور جلیل القدر اینگلو انڈین کے الفاظ پیش کرچکا ہون جو قریباً ۵۰ سال اسطرف بیان کئے گئے تہے ۔ مین ان الفاظ کے ساتہہ ایک ایسے شخص کی رائے کا اقتباس زیادہ کرونگا جسکو تمام دنیا برطانیہ کا نہایت جلیل القدر اور کامیاب پروکانسل مانتی ہے ۔ ۲۰ سال سے زاید گذرتے ہین کہ لارڈ کرومر نے فرمایا تہا کہ جو شخص علامات زمانہ کو ہندوستان مین

نظر اعتدال کے ساتھہ دیکھتا ہے اسکو اس امر مین کلام نہین ہوسکتا ہی کہ ہم دور تغیر سے دوچار ہو رہے ہین۔ توسیع تعلیم، روز افزون آزادیٔ اخبارات، ترقی ریل و تار برقی، یورپ کے ساتھہ ذرایع آمدرفت مین سہولیت پیدا ہونا اور یورپین خیالات کی بھرمار یہ باتین رعایا مین نمایان اثر پیدا کر رہی ہین۔ جدید خیالات پیدا ہو رہے ہین۔ جدید مقاصد پیش ہو رہے ہین اور پبلک رائے روز بروز قوت پکڑتی جاتی ہی۔ معاملات ہند کی یہ حالت ایسی ہے جسمین گورنمنٹ خصوصاً خود مختار گورنمنٹ کا کام کچھہ معمولی مشکلات سی معمور نظر نہین آتا ہی۔ اس موقع پر تیزی اختیار کرنا خطرناک ہی۔ لیکن پیچھے رکھنا اور بھی خطرناک ہی۔ مسئلہ حل طلب یہ ہے کہ نوز آئندہ خیالات ترقی کے ساتھہ بہت سی باتون میں ابھی خام اور سطحی واقع ہوئی ہین۔ کیونکہ پیش آنا لازم ہے تاکہ اونکو راہ راست پر لاوین اور اون سے وہ فوائد حاصل کرین جو آخر کار اس ملک کو پہونچ سکتے ہین اور اسکے ساتھہ ہی انکو بیہودہ لاپروائی یا دباؤ کی باعث سنگین پولیٹیکل خطرات کی شکل مین نمودار ہونے سے روکین یہ صرف وہی حالت ہی جسکی ہر ایک صاحب غور و فکر کو توقع ہونا چاہیئے کہ بعد ۵۰ سال کی آزادی اخبارات اور ۳۰ سال کی توسیع تعلیم نیز انگریزی خیالات کا ملک کی تمام جوانب مین موج زن ہونا اور قدیم ولیسی رسوم، عادات و تعصبات کا دور ہونا روشن ضمیر و تعلیم یافتہ اہل ملک کے خیالات، اغراض و مقاصد مین تغیر پیدا ہونا چیسے کسی دانشمند گورنمنٹ کو بے وقعت نہ سمجھنا چاہیئے اور جسکے موافق انکو بتدریج اپنا طرز نظم و نسق بنانا چاہیئے اگر وہ یہ دیکھنا نہین چاہتے ہین کہ وہی قوتین اسکو منہدم کر دین جنکی اس نے پرورش کی ہے۔ بلکہ خود اوس نے پیدا کیا ہے اور اب انکی رہنمائی اور انپر اپنا سکہ جمانے مین ناکام رہی ہے،،۔

،،معکوس کارروائیون کی قدر ری،،

یہ اقتباس طویل ہے لیکن دانشمندی سے مملو ہے یہ امر محتاج بیان نہین ہے کہ ۵۰-۶۰ سال کے اندر لارڈ کرزن صاحب کی بیان کی ہوئی حالتین تیز رفتاری کیساتھہ ترقی کر گئی ہین اس ترقی کی سیلاب کو روکنا کسی شخص کے امکان مین نہین ہی سوائے اسکی کہ معکوس کارروائی کی پالیسی سی برائے چندے ایسا ممکن ہو لارڈ رپن صاحب اور آپکے وزیر مال (یعنی لارڈ کرزن صاحب) کا عہد

ہندوستانی رفامرون کا سست ہنگ بیان کیا گیا ہی اور خوب بیان کیا گیا ہے۔ اس عہد مین
رعایا کی مقاصد کی حوصلہ افزائی کیگئی تہی تعلیم اور حکومت خود اختیاری کی پرورش ہوئی تہی اور ہندوستانی
قومیت کی خیال کی مستحکم بنیاد ڈالی گئی تہی افسران سرکاری کی رائی کا میلان بالطبع اس ترقی کی خلاف معکوس
کارروائیونکی شکل مین نمودار ہوا اور جو تقویت سابق مین حاصل ہوئی تہی اسکا انہون نے قلع قمع کر دیا۔
ہم سے کہا جاتا ہی کہ ہندوستان کی راہ نجات کی تلاش اسکی ترقی کی موجودہ حالت کی دیکہتے ہوئے
پولیٹکل میدان مین نہ ہونی چاہیے اور قطعہ پالٹیکس کے گرد بہت سے ایسے میدان موجود ہین جنسے استحکام
اور مقاصد کی صورت نکل سکتی ہے اور جب ان میدانون مین گنجایش باقی نہ رہیگی تو اصلی پولیٹکل زندگی کی
دروازے مین داخل ہونا امر آسان اور سلامتی کا باعث ہوگا۔ ہم اخبار ٹائمس کی کالمون مین پڑہتے
ہین کہ وہ ہمکو اپنے قدم پیچہے ہٹانا چاہتے ہین اور اپنی سرگرمی ہندوستانیون کی درستی خصائل مین صرف
کرنی چاہیے تب ہم انکو حکومت خود اختیاری کے دایرے مین لا سکتے ہین۔" سچ ہے ہمکو
اس کام کی خاطر اسقدر انتظار کرنا چاہیے کہ اصلی تعلیم یافتہ اہل ہند کی کئی نسلین پیدا ہون اور
چل بسین۔ ہمسے یہ بہی کہا جاتا ہی کہ نو تعلیم یافتہ اہل ہند کی قومون مین کمزوریان اور کوتاہیان اب
وضاحت کی ساتھہ نظر آ رہی ہین۔ اور ایشیائی پالٹیکس کی پیچیدگیان اب زیادہ تر صاف کہائی دیتی
ہین معکوس کارروائیون کی یہ معمولی باتین ہین لیکن ان بیہودہ باتون مین مصروف ہوکر ترقی کی
کارروائی رک نہین سکتی ہے۔ برک میکالی۔ برائٹ۔ رپن۔ کرومر و النفنسٹن کی بدگوئی کرنے سے
کیا فایدہ ہے۔ آپ زور شور کی طغیانی کو روک نہین سکتے ہین۔ معکوس کارروائیون کے
عارضی بند تیار ضرور ہوتی ہین لیکن اون کا حشر بہی وہی ہوتا ہی جو بالو کی قدیم کا ہوا کرتا ہے
ہمکو ترقی کی راہ سے پلٹنے والون پر رنج کرنیکی ضرورت نہین ہے۔ ان باتون کو دل بہت
جلد بہلا دیگا یہ آپ مین پست ہمتی کے علامات پائے ہین اور مجہکو یہ معلوم ہوا ہے کہ آپکا
رجحان خدا پر بہروسہ کرکے موجودہ نظم و نسق کی پالیسی پر شاکر رہنے کا ہے جو آپکی مقاصد
کی حوصلہ افزائی نہین کر سکتی ہے جبکہ یہ علامات دیکہکر حیرت نہین ہے لیکن یقین ہوتا ہے
کہ ایکو مایوسی کو دل مین جگہ دینے کی کوئی وجہہ نہین۔ کوئی انسانی کوشش زمانے کا رخ
نہین بدل سکتی ہے۔ معکوس کارروائیون کا انجام ہمیشہ یہی پیدا ہوا ہے کہ تازہ زندگی پیدا ہوتی ہے

پس آپ ہوشیار ہوجائیے اور امید پر قایم اور خوش و خرم رہئے آپکے چہرے سے بشاشی کے آثار ہویدا رہیں ۔ اپنی کوششون سے باز نرہئے کیونکہ ترقی کی موجین زور شور کے ساتھہ تعصبات کے بند پر تھپیڑے مار رہی ہین اور ابہی وہ روز روشن ہوا چاہتا ہے جس نسبت مکالے نے کہا ہی کہ وہ انگلستان کی تاریخ کا قابل فخر دن ہوگا۔

"ہندوستان کی آیندہ حالت کا آئیڈیل"

ہمکو اپنے تئین اون اعتقادات کا عادی بنانا چاہیے جو ہندوستان مین قومیت کے احساس کے لئے لازمی ہین موجودہ طرز انگریزی نظم و نسق اوس رجحان قومیت کے پورا کرنیکا جسکو خود برٹش گورنمنٹ نے پیدا کیا ہی قایم نہین رہ سکتا ہی لیکن ہندوستان اوسیطرح انگلستان سے وابستہ ہی جسطرح انگلستان ہندوستان سے ہی۔ انگلستان نے وہ ذمہ داریان لی ہین جنکا بار وہ بآسانی ہٹا نہین سکتا ہی اور بمقابلہ ہندوستان کی اپنی تاریخی روایات کو خیرباد کہنے کے ماضی کو خیرباد کہنا نہ چاہیے۔ ایک مستند شخص نے حال مین بیان کیا ہی کہ وہ کسی ایسے زمانیکا خیال نہین کرسکتا ہی جب یہ امر ممکن یا پسند خاطر ہوگا کہ برطانیہ اعظم ہندوستان سے اپنا ہاتھہ اوٹھالے۔ لیکن ہندوستان کی آیندہ حالت کی نسبت میرا عقیدہ نہین ہے اسمین شک نہین ہے کہ کوئی شخص اس امر کی صلاح نہ دیگا کہ بے تکان طریقے سے انگلستان یہان اپنا راستہ دیکھے آہستگی اور تدریجی ذرایع کے سوا اور کسیطرح ممکن نہین ہے لیکن یہ ایسی بالیسی ہے جو ہمین ہر وقت پیش نظر رکہنا چاہیے۔ ہندوستانی محب اپنے زمانہ ماضی پر جایز فخر کے ساتھہ نظر ڈالتے ہین اور وہ جانتے ہین کہ ہندوستان پہر مشرق مین اپنا منصب قایم کریگا وہ اسی آئیڈیل کے حصول مین کوشان ہین خواہ اس مطلب برآری مین دیر کیون نہو لیکن آخر کار اسکا حاصل ہونا ایک نہ ایک وقت مین یقینی ہے۔

انگلستان اور اوسکی عظیم الشان نوآبادیون کے باہین سچے تعلقات پیدا ہونے کی کنجی خودمختاری ہے پس یہ ہندوستان کی قسمت کی بہی کنجی ہے بلکہ تمام دنیا کی قسمت کی کنجی ہے۔ مہذب دنیا مین سلطنت کا رجحان اس جانب ہے کہ خودمختار ممالک ہون جو ایک دوسرے سے وابستہ رہین اور سب ایک قوت عظیم سے باہمی

اغراض اور فوایدکے لحاظ سے وابستہ ہین۔ اونکے یہان سردست مقامی کونسل وضع
قوانین موجود ہے جنمین ایک حد تک رعایائے ہند کو نیابت کا استحقاق عطا ہوا ہے
گو اسمعاملے مین قلیل رعایت ہوئی ہے۔ طریقہ نیابت کی تدریج اور مناسب
ترقی جو آخر کار حکومت خود اختیاری کا لازمہ ہین اونمین ہمکو ہندوستانی اغراض کی خاطر
قدرتی صلہ اور منزل مقصود نظر آویگا۔ جان برائیٹ نے بھی اسی بات کا خواب دیکھا کر تھے
اور آپنے یہ پیشنگوئی کی تہی کہ ہندوستان اپنے عمل ریوولیوشن کے ذریعے سے اپنی قسمت
بنا دیگا جسکے اندر سے وہ برطانیہ اعظم کی مملکت کا ایک متعلق حصہ بنکر نمودار ہوگا نہ کہ
بزور بازو وہ ایک آزاد ملک بنجاوے گا یا انگلستان کے دشمنوں سے جا ملیگا۔ ہندوستانی
محبِ ملک کا یہی آئیڈیل ہے کہ علیحدہ علیحدہ آزاد سلطنتین قایم ہون جو ممالک متحدہ ہندوستان
کے نام سے یا منسوب ہون ان کا دار و مدار حکومت خود اختیاری رکھنے والی نوآبادیون
کے برادرانہ اتحاد کی بنیاد پر ہو۔ ہر ایک خود مختار ہو اور سب ملکر زیر سایہ برطانیہ اعظم سر تسلیم
خم کرین۔ ہندوستان آیندہ کی یہی حالت نظر آتی ہے خواہ وہ کیسی ہی دور اور دھندلی کیون
نہ نظر آتی ہو لیکن بتدریج اس مقصد کا بر لانا گورنمنٹ کا فرض ہے اور اس کا حاصل کرنا
ہی رعایائے ہند کے اغراض۔ مقاصد اور امیدین ہین۔
ہندوستان کی آیندہ حالت کی نسبت یہی ہمارا آئیڈیل ہے خواہ تغیرات دیر مین نمودار
ہون لیکن ایسا ہونا ضروری ہے اور ہمکو تغیرات سے دو چار ہونے کے لئے مستعد
ہو جانا چاہئے۔ مدبری دور اندیشی کا نام ہے اور ہم سب اس دور اندیشی کے قایل ہین
پس اپنے کو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے مقاصد سے مانوس بنائیے جو روز بروز مستحکم
ہوتے جاتے ہین۔ اور پولیٹکل ترقی کے دایرے مین تمام دیگر مسایل عظیم گہرتے
جاتے ہین۔ مثلاً۔

"تمدنی مسئلہ"

آپکا تمدنی مسئلہ کیا ہے۔ وہ مسئلہ افلاس اہل ہند ہے۔ جو شخص ہندوستان کی تمدنی
حالت پر غور کریگا اوسکو اس امر مین کلام نہوگا کہ منجملہ دیگر خرابیون کے ایک خرابی

عظیم یہ واقع ہے کہ آبادی کی تعداد کثیر کا ذریعہ بسر اوقات کاشتکاری ہے۔ انگریزون نے
سرمایہ لگاکر جو عظیم الشان دستکاریان قایم کی ہین اون سے بہت ہی قلیل تلافی اون مختلف دیسی
دستکاریون کی ہوتی ہے جو کسی وقت مین تمام ملک مین پہیلی ہوئی تہین۔ ہندوستان جو انگلستان
کو تمام سامان بہم پہنچاوے وہ خود ہی اپنی ضروری دستکاریون کے لئے مغرب کا دست نگر ہے
یہ ایک ایسی حالت ہے جسکو دیکھکر کوئی محب ہند مطمئن نہین ہوسکتا ہے۔
مین اس موقع پر آپکے ممتاز والیسرائے صاحب کے الفاظ بیان کرون گا۔ آپ فرماتے ہین
کہ دو کوئی نظارہ مجکو اسقدر کم نہین بہاتا ہے جسقدر یہ واقعہ کہ انگریزون کے گروہ کے
گروہ ایک غیر ملک مین جاکر آباد ہون اور اوسکی وہ بہی چوس لین جس سے خود اوس ملک کی
رعایا کی پرورش ہونا چاہیئے تہی۔" ہندوستان ایک ایسا میدان ہے جسمین برٹش سرمایہ دار اپنا
روپیہ لگاتے مین لیکن جسقدر منافع حاصل ہوتا ہے سرمایہ دار کی جیب مین داخل ہوتا ہے
اور یہان سے لیکر وہ انگلستان چلدیتا ہے۔ یہی تمدنی نوچ کہسوٹ کا وہ حصہ ہے جسکی
نسبت طعن سے یہ کہا جاتا ہے کہ اقتصادی نظر کا خام خیالی ہے۔ اگر اس ملک مین پیدا
کی ہوئی دولت یہین صرف کیجائے تو کسکو اس بات سے انکار ہوسکتا ہے کہ وہ ہندوستان کے
حق مین نہایت مفید ثابت ہوگی۔ ہندوستان غریب ملک ہے اور یہان ایسے لوگ ہین جو
خیال کرتے ہین کہ بوجہ پولیٹکل وجوہات کے لحاظ سے وہ روز بروز مفلس ہوتا جاتا ہے۔ لیکن
اہل ہند کا یہ مقصد ہے کہ آیندہ دنیا کی پیداوار کی تقسیم مین وہ بہی دیگر اقوام کے ساتھہ اپنی جگہہ
حاصل کرین۔ غیر ملک والون کی نوچ کہسوٹ کی متعلق آپکا اختلاف اس اعتقاد پر مبنی ہے کہ یہ
نوچ کہسوٹ انکی ترقی کی اصلی مانع ہے اور مجھے آپکو اس امر کے یقین دلانے کی چندان حاجت
نہین ہے کہ آپکے ملک کی آسودہ حالی کا دار و مدار اس بات مین کی ہوسکے اور ویسی ذرائع
سے اسکے وسایل ترقی کی خاطر یہان موجود رہنے پر منحصر ہے۔ مین خوش ہون کہ اہل ہند مین
اپنی مدد آپ کرنے کا رجحان ترقی پر ہے۔ مسٹر ٹاٹا کی موت ایک ایسا نقصان عظیم ہے
جسکی تلافی ممکن نہین ہے مگر مرحوم کی نظیر سے یہان دیگر اصحاب نے حوصلہ دکہایا ہے
جو مرحوم کی جگہہ پانے کی کوشش کرینگے اس کانگریس کے سالانہ جلسہ کے ساتھہ صنعتی

نمایش کا تعلق ہونا اس رجحان کا قابل اطمینان ثبوت ہے جسکا ذکر میننے ابھی کیا ہے۔ مشکلین بہت ہین کیونکہ خاص دقت ہمیشہ اس بات مین پیش آتی ہے جسکی صداقت کا کوئی قائل نہو گا کہ ہندوستان کی دستکاریون کو اسوقت تک فروغ نہوگا جب تک چند انگریزی دستکاریان مفقود نہون لیکن ہندوستانی سرمایہ دارون نے ابتدائی کوشش شروع کی ہے۔ سرد ست آغاز نہایت مختصر ہے لیکن یہی ایک چھوٹے سے بادل کے ٹکڑے کی طرح بڑھتے بڑھتے پھیل جائیگی اور بہبودی کی امید دلائیگی۔ آپکا کام یہ ہے کہ آپ دیکھتے رہین کہ موجودہ ترغیب صرف زبانی دلخلے ہی تک نرہ جاوے۔

"مشرق پر مغربی اثر کا مسئلہ"

جاپان کی حالت دیکھئے۔ وہ پوشیدہ قوت جس نے جاپان کو اسدرجہ کمال پر پہونچایا ہے جس کا دارومدار قومی ہستی پر ہے اور جسکی قومی ہمت ہی اس قوت کا نتیجہ ہے۔ اس قوت کا دارومدار جد و جہد پر ہے جو صرف آزادی کا عطیہ ہو سکتا ہے۔ ان جزائر مشرق کے باشندون کی خصائل سے کیسی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ انہون نے محب قومی کی کون نظیر مشرق کی خاطر پیش نہین کی ہے ہندوستان کی حالت کے دیکھتے ہوئے اسکے جاننے یہ توقع نہین ہوتی ہے کہ اسقدر جلد بیدار ہوگا جیساکہ جاپان۔ لیکن آپکے مابین جو تغیرات نمودار ہو رہے ہین وہ اپنی سوشل اخلاقی اور مذہبی تعلقات کے لحاظ سے بھی ویسے ہی نمایان ہین جیسے کہ وہ اپنے پولٹیکل اور تمدنی حیثیت مین نظر آتی ہین۔ اور آپکا ہونہار عمل قومیت ایک ایسا مقناطیس ہے جو مغربی تہذیب کے ذرون کو جو مشرق کی سادہ سوسائٹی پر پھیلے پڑے ہوئے ہین کھینچکر یکجا کرتا ہے۔ ان قوتون کے فوری اثر سے آپکا قدیم نظام مبدل ہو رہا ہے اور آپ ایک ایسے طویل دور تغیرات سے دو چار ہو رہے ہین جو جدید نظام کی پہلی منزل ہے۔ انگریزی تعلیم کا یہ نتیجہ ثابت ہوا ہے کہ متواتر صدیون سے جو ایک حالت چلی آتی تھی اسکا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے۔ اور اب مسئلہ حل طلب یہ ہے کہ بلا کسی ہنگامہ و فساد کے بدنظمی کا زمانہ طے کر لیا جاوے۔ شروع مین سرکاری مداخلت ناگزیر تھی کیونکہ اور کسی طرح ابتدا ممکن نہ تھی۔ لیکن اب ہندوستان مین تعلیمی تحریک اس قسم کی ترغیب کی محتاج نہین ہے۔ بمقابلہ دیگر معاملات، اس ملک کی رعایا تعلیم کے باب مین حکومت خود اختیاری

کے لئے پختہ ہوگئی ہے - اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ گورنمنٹ اپنی تعلیمی عطیے اُن لوگون کے سپرد
کردے جو خود اس سے فیضیاب ہو چکے ہین - موجودہ طریقہ تعلیم یونیورسٹی انتخابی بنیاد پر ازسر نو
قایم ہونا چاہئے - وہ پالیسی جو سرکاری بندشون کو سابق سے زیادہ مستحکم بنانا تجویز کرتی ہے سراسر
پیچھے ہٹانے والی ہے - ہر ایک درجے کی پبلک راے نے ایسی پالیسی کو مذموم ثابت کیا ہے -
اور گو اس پالیسی کا عمل درآمد برائے چندے قایم رہے لیکن وہ جسقدر سکو رہے اسیقدر جلد
غائب ہوجانے والی ثابت ہوگی - آپکی جماعت کے صرف تعلیم یافتہ افراد کے وساطت ہی یہ ممکن
ہوگا کہ وہ آزادی کے ساتھہ آپکے اہل وطن کے رہنما بنین - تاکہ مغرب کے ساتھہ تعلقات
پیدا ہونے سے جو تغیرات نمودار ہورہے ہین ان سے بلا اندیشہ بلکہ خوبی کے ساتھہ فائدہ
اوٹھایا جاوے - یہ کام آپکے خاطر اوٹھا رکھا گیا ہے کہ آپ ماضی کو زمانہ موجودہ سے وابستہ کرین
اور سابق کی باتون کا لحاظ رکھکر آپ مناسب تغیر و تبدیل عمل مین لاوین - یہ مسئلہ کہ مغربی خیالات
کی قلم مشرقی پودے مین لگائی جاوے صرف ایک طرح سے اسکا حل ممکن ہے یعنی اہل ایشیا کی وساطت
سے جنہون نے مغربی تہذیب کی معلومات سے بہرہ ور ہوکر اپنی روایات سابقہ کو بھی نظر انداز
نہین کیا ہے -

"اصلاح نظم و نسق کی کنجی"

مین تغیرات نظم و نسق کے متعلق جنکی پیشخبری لارڈ کرزن صاحب نے بیس سال اُسطرف کی تھی اس
موقع پر بحث نہ کرون گا - آپ اسکے متعلق اُن تجاویز کی ضمن مین بحث کرین گے جسکا پیش کرنا کانگرس
کی منظوری کے لئے میرا فرض ہوگا - اُن تجاویز کو مین گورنمنٹ ہند کی خدمت مین برائے توجہ
روانہ کرون گا - ہم نہین کہ سکتے کہ وہان اُنکا کیا حشر ہوگا - ایک ایسی گورنمنٹ سے جو افسران
سرکاری کے گروہ سے بنی ہوئی ہو توقع نہین ہو سکتی ہے کہ وہ کسی اصلاح متعلقہ نظم و نسق کے
بیش قیمت ثابت کرنے مین جو وہ اپنے مرضی سے یا بوقت ضرورت رائج کرتی ہے کوتاہی کریگی
لیکن جب مجوزہ اصلاحین باہر سے پیش ہوتی ہین اور اس سے انکے ذاتی نظام مین فرق آتا ہے تو ہمکو
اسبات پر خوف کرنیکی حاجت نہین ہے کہ انکے قبول کرنے مین غیر معمولی جلدی یا غیر منصفانہ رجحان
سے کام لیا جاویگا - کم از کم ہمکو اس امر کا احساس ضرور ہے کہ ہمارے تجاویز قابل توجہ ہین کیونکہ

ہندوستانی پبلک رائے کی مہر اُنپر ثبت ہے اور چہار اطراف ہندوستان مین آپکی تعلیم یافتہ اہل ہند کے اخبارات انکی حمایت کرینگے۔

اصلاحات نظم ونسق کی کنجی یہ ہے کہ رفتہ رفتہ بجائے انگریز افسرون کے ہندوستانی افسر مقرر کئے جاوین یہی ایک غرض ہے جسکی خاطر آپ اپنی کوشش یکجا کر رہے ہین۔ اور اس دعوی کے ساتھہ رعایت ہونا آپکی معقول خواہشات کی بر لانے کا ذریعہ ہے۔ لارڈ رپن صاحب کا اپنی تجویز حکومت خود اختیاری کی نسبت ان الفاظ مین زور دینا بجا تہا کہ یہ تجویز پولیٹیکل تعلیم کا ذریعہ ہوگی اور یہ مقصد جائز طور پر یہہ بہی بیان کیا جاویگا کہ اگر ہم آخری درجے پر خود مختار گورنمنٹ قایم کرنا چاہتے ہین تو ہم اس کام کو صرف ایک طرح سے انجام دے سکتے ہین اور وہ یہ ہے کہ انتظامی صیغہ جات نظم ونسق کے اصول نیز فروعات سے واقف کرکے ہم رعایا کو اپنی ذات پر بہروسہ کرنیکی تعلیم دین۔ یہ کوئی غیر مناسب خواہش نہین ہے کہ جسکی تکمیل ہم نہ کرنے چاہتے ہین۔ ہم دست بدعا ہین کہ ہماری حکمرانون مین خدا اس کام کی تکمیل کی خواہش پیدا کرے۔ ہماری یہ خواہش انکی حق مین مہتم بالشان واقعہ اور مایہ ناز ہوگی کہ اُنہون نے بنی نوع انسان کی ایک تعداد کثیر کو قعر مذلت مین گرا ہوا پایا تہا اور انہیں اس خوبی کے ساتھہ حکمرانی کی کہ اب وہ اپنے حقوق حاصل کرنیکی خواہشمند ہے۔ لیکن سرکاری افسرون کے ذریعے سے خواہ گورنمنٹ کی سرگرمی اور مشقت کیسی ہی بڑہی ہوئی کیون نہ ہو اگر اسمین یہ کوتاہی ہے کہ وہ رعایا سے انکے کاروبار کا انصرام نہین کراتے ہین اُنکو اپنی استعداد دکہانیکے موقعے نہین دیتے ہین، اور اون کو تابع فرمان کی حالت سے اعلی ذمہ داریون کے انجام دہی کے قابل نہین بناتے ہین تو انکی تمام کوششین بے سود خیال کیجاوینگی۔ اسی قوم کا نظم ونسق عمدہ سمجہا جاویگا جو اپنا کاروبار بلا اعانت گورنمنٹ انجام دیسکتی ہو۔ جو نظم ونسق رعایا کو اپنی ذات پر بہروسہ کرنے کے خیال کی بیخکنی کرتا ہے اور اون کے ان جائز مقاصد کا خون کرتا ہے ہرگز بنا منید نہین ہوسکتا ہے۔

"جدید نظام سولسروس وعلیحدگی جوڈیشل وانتظامی اختیارات"

اس غرض مین کامیاب ہونے کیلئے انڈین سولسروس کا نظام ازسرنو قایم ہونا ضروری ہے۔ یہ امر باعث حیرت ہے کہ ہندوستان کے نظم ونسق کے طریقون مین گذشتہ صدی کے اندر

کسقدر قلیل تغیرات واقع ہوئے ہین۔ سولسروس کی بابت قیاسی طور پر بدستور نظر آتی ہے۔
یہ ایک ایسا نفیس صیغہ ملازمت ہے جس کا ذکر مین عزت کے ساتھہ کرنا واجب سمجھتا ہون۔
اس صیغے مین ایسے ایسے اصحاب داخل ہوئے ہین جو انگلستان کا مایۂ ناز رہے ہین۔
اس نظم و نسق کو بعد ایک طویل مدت تک متہم بالشان کاروائیان انجام دینے کے ختم ہوجانا
ضروری ہے اور اسکی جگہہ اس سے زائد ہر دلعزیز طریقہ نظم و نسق قایم ہوگا جو قدیم نظم و نسق کی
خوبیون کو ہمیشہ تک قایم رکھیگا۔ اور نقائص کو دور کردیگا۔ گورنمنٹ کو اب اس قسم کا نظم و نسق
اختیار کرنا چاہیے جو مزید انتخابی پہلو لیے ہو اور جسمین بجاے معدودے چند اشخاص کی یکجائی اختیارات کم
ہوتے جاوین انتظام کے ان اصولون نے جنکی خاطر ہم لارڈ رپن صاحب کے ممنون تھے اس صلاح
کی راہ صاف کردی ہے۔ اور بجاے ایک مرکز پر جمع ہونے والی حکومت کے مقامی حکومت
خود اختیاری قایم ہوتی جاتی ہے۔ افسران متعلقہ نظم و نسق قدرتی رنگ کو دیکھتے ہوئے روز بروز
زیادہ تر ایک مقام کے مستقل باشندون کے شمار سے منتخب ہونے چاہئین ایسا ہونے پر آئے دن کا
تغیر و تبدل کا ضرر رسان دستور موقوف ہوجاوے گا۔ ہندوستانیون کو ہر ایک مقام پر ان کاموں کی
انجام دہی کی غرض سے مقرر کرنے مین جسکے لئے ہم آجکل غیر ملک والون کو یورپ سے بلاتے ہین اور
دوسرے صوبجات سے ایسے ہندوستانیون کو طلب کرتے ہین جو اوس صوبے کے باشندے نہین ہوتے ہین
خوبی نظم و نسق اور کفایت شعاری دونون مطالب حاصل ہوجاوینگے سرکاری ملازمت کے صیغہ
جوڈیشل مین جدید انتظام کی اشد ضرورت ہے۔ ممبران سولسروس کو عین اسوقت جبکہ وہ نوجوان
اور یہان کی زبان سے ناواقف ہوتے ہین مجسٹریٹی کے بیحد اختیارات دیدئے جاتے ہین حالانکہ
کسی مہذب گورنمنٹ کے ایسے افسرون کو اسقدر اختیارات کثیر نہین دیے جاتے ہین۔ اگر وہ
ایسی حالت مین بسا اوقات غلطیون کے مرتکب نہون اور اپنے اختیار کو بیجا طور پر کام مین لاوین
تو جاے حیرت ہے۔ ان باتون کے لئے تمام الزام طریقہ نظم و نسق پر عاید ہوسکتا ہے۔ اب
کوئی وجہہ نظر نہین آتی ہے کہ خاص خاص جوڈیشل فرائض کمسن اشخاص کیون انجام دین۔ امور
عدالت کے متعلق یہ اصلاح ضروری ہی ہے کہ صرف انہین اشخاص کو جوڈیشل اختیارات دئے جاوین
جنکی عمر۔ تعلیم۔ اور تجربہ اس امر کی ذمہ داری کرتا ہو کہ وہ اپنے اختیارات مناسب طور پر کام مین

لائینگے - صبر- قوت امتیاز- قانونی امور کی عزت - افواہوں اور بیرونی خبروں پر زیادہ دہیان نہ دینا یہ معدودی چند اوصاف منجملہ ان اوصاف کے ہین جو جوڈیشل افسر کے لئے لازمی ہین ایک سویلین کے سلسلۂ زندگی مین کوئی ایسا زمانہ نہین گذرتا ہے کہ جس مین اُسکو ان باتون کے حاصل کرنے کا موقعہ ملتا ہو - ہندوستان کے سویلین کی تمامی تعلیم و تربیت اوسکو جوڈیشل فرائض کے انجام دہی کے ناقابل بناتی ہے - اسکا علاج یہ ہے کہ جوڈیشل صیغہ ملازمت انتظامی صیغے سے کامل علیحدہ کردیا جاوے اور جوڈیشل صیغے کی اسامیان مانند دستور دیگر ممالک صرف قانونی پیشہ اشخاص کو دیجاوین جو اون عہدون کے متعلقہ فرائض انجام دینے کی تربیت حاصل کئے ہوئے ہوتے ہین کسی اور طرح دونو فرائض کی علیحدگی کامل علیحدگی نہ ہوگی اور نہ کسی اور طریقہ انتخاب کے ذریعے سے جوڈیشل فرائض کی انجام دہی خوبی کے ساتھ ممکن ہے -

"توسیع کونسل و وضع قوانین"

ہندوستان مین لارڈ رپن صاحب کے عہد سے جو بہتر بانشان اصلاحین متعلقہ نظم و نسق وقوع مین آئی ہین منجملہ اُنکے ایک قدر سے انتخابی بنیاد پر کونسل وضع قوانین کا از سر نو انتظام ہوناہے مین انڈین نیشنل کانگرس کو اس اصلاح مین کامیاب ہونے کے لئے مبارکباد دیتا ہون جسکو اُسکے لئے وہ بہت کچھ فخر کر سکتی ہے - ہندوستانی کونسلون کا ایکٹ جو سنہ ۱۸۹۲ع مین نافذ ہوا تھا اس کا عملدرآمد پبلک کی نظر مین قابل اطمینان ہوا ہے اور گورنمنٹ نے بھی اُس سے فائدہ اوٹھایا ہے لیکن وہ کامل تدبیر نہ تھی اور اُسمین وہ نقص موجود ہین جنکو صوبجات کے گورنرون اور منتخب شدہ ممبرون کی دانشمندی اور مسرت انگیز باہمی برتاؤ مٹا نہین سکتا ہے - جس صوبے مین لکھوکہا باشندے ہون اسکی کامل طور پر نیابت ایک ایسی کونسل مین ہونا ناممکن ہے جسمین صرف تین ممبر ہون - پس یہ امر ضروری ہے کہ کونسلون کی توسیع عمل مین آوے - نیز یہ ضروری ہے کہ اسمین ایسے شرفا جنکا درجہ اور اثر اس ملک مین انکو واضع قوانین تسلیم کئے جانے کا سزاوار بناتا ہے شریک کرکے کونسلون کو استحکام بخشا جاوے اور اونکی شان دوبالا کیجاوے - ہمین ہرگز اس واقعہ کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ ہندوستان باوجود تمام تغیرات کے ہمیشہ ایک رئیسانہ اور رکیسر کا فقیر ملک رہا ہے - اور ہندوستانی آئین مین جب کبھی جمہوری حیثیت پیدا کرنے کی کوشش کیجاویگی

اُس کا انجام ناکامی ہوگا۔ توسیع کونسل کی جو تجویز انتخابی بنیاد پر مبنی ہوگی صرف تعلیم یافتہ جماعت کی نظر مین قابل اطمینان نہ ہوگی بلکہ وہ شرفا کو تسلی بخشیگی اور اسکے ذریعے سے اُنکی تالیف قلوب ہوگی اور اونکو اپنے اپنے درجے کے مطابق نظم و نسق کے ذمہ وارلون مین حصہ ملنے کا یقین کامل دلاوے گی۔

"مالی اقتدار"

(تبت)

ان کونسلون کے اختیارات مین خصوصاً مالی معاملات کے متعلق اضافہ ہونا ضروری ہے۔ فی الحال کونسل کے روبرو بجٹ پیش کیا جاتا ہے اور کونسل کو اوسمین نکتہ چینی کرنیکا استحقاق حاصل ہے لیکن اُسکو رقوم مندرجہ بجٹ پر نہ کوئی اختیار حاصل ہے اور نہ اُسکو خلاف ووٹ دینے کی اجازت ہے۔ ہر سال رقوم خطیر ایسی اولوالعزمیون مین صرف کیجاتی ہین جس سے آپکا کوئی فائدہ متصور نہین ہوتا لیکن آپکی نیابت ان اخراجات کو روک نہین سکتی ہے اور چونکہ پارلیمنٹ مین بھی کوئی روکنے والا نہین ہے، پس یہ امر ضروری ہے کہ خود ہند وستان مین اسکا انتظام کیا جاوے۔ مین ایک خاص معاملے یعنی صرفہ مہم تبت پر بحث کرونگا۔ جب حال مین اس مسئلے پر ہوس آف کامنس مین مسٹر براڈرک صاحب کو چیلنج دیا گیا تھا تو آپنے جواب مین فرمایا تھا کہ وہ لوگ اس مہم کا صرفہ ادا کرین جنکی ذات سے اسکی نوبت آئی ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ ہم سب جانتے ہین کہ کس نے اس مہم کی توجہ دلائی تھی۔ کیا اس وسیع اور منتخب جلسے مین ایک متنفس بھی ایسا ہوگا جو اس مہم کی سفارش کرنیکا قدرتے قلیل ذمہ وار ہو۔ یہان مجھکو ایک شخص بھی ایسا نظر نہین آتا ہے۔ رعایائے ہند یک زبان ہوکر اس مہم کے خلاف تھی اور اب بھی ہے۔ آپ مین سے ایک صاحب بھی ایسے نہ ہونگے جو بلا کسی لحاظ کے اس بے ننگ حملے اور زبردستی پر نفرین نہ کرتے ہون اور جو اس امر پر افسوس نہ کرتے ہون کہ سادہ مزاج گلہ بان اور ناکافی طور پر مسلح گوشہ نشین بلاکسی امتیاز کے قتل ہوئے ہین جنکی ہڈیان پہاڑون کی برف مین دبی پڑی ہین۔ اور جنکے صرف یہ جرم سرزد ہوا تھا کہ اونہون نے اس حملے کو روکا تھا باینہمہ باوجودیکہ تمام دنیا خلاف تھی لیکن تمام صرفہ جو برطانیہ کی تجارت کے فروغ اور وسطی ایشیا مین شاہنشاہی عظمت قایم کرنیکی غرض سے صرف ہوا تھا مفلوک، قلاش اور بارگران سے مضمحل رعایائے

ہند پر ڈالدیا گیا ہے مین اس مالی ناانصافی کی بہت سی مثالین یاد دلا سکتا ہون جو انگلستان کے فایدے کی غرض سے ہندوستانیون کے ساتھ عمل مین آئی ہین اور جو ایسی ہین کہ اگر کونسل کا انتظام عمدہ ہوتا تو نہ انکی حمایت ہوسکتی اور نہ اونکو جائز ثابت کرنا ممکن ہوتا۔

"مجوزہ تقسیم صوبہ بنگالہ"

مین اس مسئلے پر جو اس درجہ واجبی طور پر میرے قدیم احباب بنگال کی پریشانی کا باعث ہورہا ہے کچھ بیان کرنا چاہتا ہون۔ اور میرا حوالہ مجوزہ تقسیم صوبہ بنگالہ کی جانب ہے۔ ہم اس امر کو تسلیم کرینگے کہ یہ معاملہ مقامی فوائد کے خیال سے بڑھا ہوا ہے لجبکہ ہم اس امر پر غور کرتے ہین کہ اس تجویز کا بدقسمت پہلو یہ ہے کہ اگر ممکن ہوسکے تو باہمی اتحاد کو توڑ دیجیے اور سلطنت ہند کی ایک قومی شاخ کی افراد مین خوش قسمتی سے جو استحکام پایا جاتا ہے اسکا قلع و قمع کر دیجیے۔ صوبہ بنگال کے ایک نہایت ہی آباد اور دولتمند حصے کی جدائی اور بے قاعدہ حصون مین اوسکی رعایا کی تقسیم کے خیال سے بنگالی قوم کو صدمہ عظیم پہونچایا ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو کوئی ایسا واقعہ یاد نہین ہے کہ جسکے متعلق رعایا مین اسقدر جوش پیدا ہوا ہو جیساکہ دارالسلطنت صوبہ ہذا سے نصف حصے کی علیحدگی اور صوبہ آسام مین اسکے شمول کی تجویز نے پیدا کردیا ہے۔ تجویز ہوا ہے کہ ایک جدید عہدہ لفٹنٹ گورنر مع تمام لوازمات یعنی دفتر سکرٹریٹ و دیگر محکمہ جات صرف کثیر کے ساتھ قایم ہونا چاہیئے۔ یہ ایک ایسی تجویز ہے جو خود مختار گروہ افسران سرکاری کی مرادین بر لائیگی کیونکہ اُنکے لئے مزید عہدے پیدا ہونے اور معقول تنخواہین ملنے کی امید قایم ہوتی ہے۔ لیکن جس ملک کو اس تجویز سے تعلق ہے اُسکے باشندے حد درجہ ناراض ہین۔ وہ اس صوبے سے علیحدہ کئے جانے کے خیال کے مخالف ہین جس سے اونکو تاریخی۔ مالی سوشل امور و تبادلہ خیالات کے لحاظ سے قریبی تعلق ہوگیا ہے۔ مین اس امر کا مقر ہون کہ لفٹنٹ گورنر صاحب بنگال کو بعض ذمہ داریون سے جو انکے ذمے ہین مخلصی دینا منظور ہے لیکن یہ مطلب دیگر ذرائع سے بآسانی حاصل ہوسکتا ہے۔ یا تو ایک انتظامی کونسل قایم کی جاوے یا سب سے بہتر تجویز تو یہ ہوگی کہ بہار علیحدہ کر دیا جاوے جس مین بنگالی آباد نہین ہین اور قریباً ۲ کروڑ نفوس کی آبادی کا ایک علیحدہ صوبہ قرار دیا جاوے

اور اوس کا نظم و نسق ایک چیف کمشنر کے سپرد کیا جاوے یہ ایک آسان تجویز ہوگی جس کو رعایا یک زبان ہوکر منظور کرے گی - لیکن ایک ایسی تجویز پر زور دینا جیسی کہ در پیش ہے یعنی بنگال کے دو حصے کر دینا اور اہل بنگال کے خیالات و اغراض کے خلاف ایسا کرنا انتہا درجے کی بے قاعدہ، خود غرضانہ اور غیر ذمہ دارانہ تدبیر کا ثبوت ہے - مجکو یقین واثق ہے کہ برل سکرٹری آف اسٹیٹ صاحب ہرگز اس تجویز کو منظور نہ فرماوینگے اور بعض اوقات مین یہ بہی اعتماد کرتا ہون کہ گورنمنٹ ہند اپنی نیکنیتی اور بہترین خیالات سے کام لیکر ایک ایسی تجویز کو منسوخ کرنے سے گریز نہ کریگی جسکو تمام دنیا مذموم بیان کر رہی ہے -

"ٹرنسوال مین اہل ہند"

مین ٹرنسوال مین سکونت پذیر ہندوستانیون کے مسئلے کے متعلق بہی اعتراضات پیش کرونگا ہم اس واقعے کو بہولے نہین ہین کہ بوئرون سے جنگ چہڑنے کے قبل لارڈ لینسڈون صاحب نے بہ حیثیت سکرٹری آف اسٹیٹ صیغہ جنگ و سابق وائسراے ہند شفیلڈ مین ایک جلسے مین سامعین کو اس امر کا یقین دلایا تہا کہ منجملہ بوئرون کی بدکرداریون کے کسی پر آپکو اسقدر غصہ نہین ہے جسقدر کہ برطانیہ اعظم کی ہندوستانیون کے ساتہہ اونکی بدسلوکیون پر آتا ہے - آپ نے اس موقع پر ان پولیٹکل خرابیون کا خاکہ بہی کہینچدیا تہا جنکے وقوع مین آپکا گمان ہندوستان کی جانب سے تہا - اور اسی بنا پر رعایاے برطانیہ کے سامنے جنگ کا چہیڑنا واجبی ثابت کیا گیا تہا اور ہمکو یہ امید دلائی گئی تہی کہ بعد اختتام جنگ ہندوستانیون کے حق مین بوئرون نے جو ضرر رسان پالیسی اختیار کی ہے ضرور بدل جاوے گی - لیکن کیا وہ پالیسی تبدیل ہوئی ؟ ہرگز نہین صلح ہوتے دیر نہ ہوئی تہی کہ ٹرنسوال کے انگریز حکمرانون نے بوئرون کا قانون رائج کرنیکی کارروائیان انگریزی سرگرمی اور خصوصیت کے ساتہہ شروع کر دین - ہندوستانیون کے حق مین انگریزون کی چہوٹی انگلی ہنٹر کروگر کی کمر سے بہی زیادہ موٹی ثابت ہوئی ہے - اگر کروگر کوڑے سے پیش آتا تہا تو انگریزون نے بچہوون سے کام لیا - خوش قسمتی سے آپکے اہل وطن ان کارروائیون سے متوحش نہین ہوے انہون نے اپنے حقوق ثابت کرنے مین تساہل نہین کیا - اور آخر کار عدالت کے تصفیے سے

اور نکی کوششون کا صلہ عنایت ہوا جسنے ٹرانسوال کے ہر ایک حصے مین تجارت کرنے کیلیے
انکا دعوی جائز قرار دیا۔ اسکے جواب مین افسران انگریزی نے شور وغوغا مچایا کہ کسیطرح قانون
کے ذریعے سے اس تصفیے کو منسوخ کرائین اور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے نام ایک مراسلت
کے ضمن مین لارڈ ملنر صاحب تحریر فرماتے ہین "مین خیال کرتا ہون کہ کالے آدمیون کو
جنوبی افریقہ مین گورون کے ہم پلہ بنانے کی کوشش ہر امر نا ممکن العمل ہے۔ اور مزید بران
اصولاً یہ ایک غلطی ہے۔" ان الفاظ سے کیسی مایوسی پیدا ہوتی ہے قبل جنگ اہل ہند کو
اس ملک مین داخل ہونے کی آزادی حاصل تھی نہ کوئی پابندی تھی، نہ اپنا نام درج رجسٹر
کرانا پڑتا تھا نہ فیس ادا کرنی ہوتی تھی۔ ہر حصہ سلطنت جمہوری مین انکو آباد ہونے کی اجازت
تھی۔ اور مسافرون کی سی آزادیان انکو حاصل تھین۔ انگریزی حکومت مین تارک الوطن کو
داخل ہونے کی اجازت نہین ہے اور اگر اجازت ہے بھی تو اسکے ساتھ سخت پابندیان
ہین تین پونڈ سالانہ فیس رجسٹری دینا پڑتی ہے۔ تمام ہندوستانی سوا انکے جو اپنی مادری
زبان کے علاوہ دوسری زبان کے امتحان مین بھی کامیاب ہون، ایک خاص مقام پر
رہنے کے لئے مجبور ہین اور ایک یہ عجیب طریقہ ایجاد ہوا ہے کہ ہر ایک ہندوستانی کی تصویر
لیجاتی ہے اور وہی اسکا پاس ہوتا ہے حالانکہ قانون مین کہین اس طریقے کی اجازت نہین ہے
بوئیرون کے وہ قوانین جنپر عمل نہ ہوا تھا آجکل رائج کئے گئے ہین اور ایگزیکیوٹو احکامات کی
وساطت سے اور زیادہ سخت کر دیے گئے ہین۔ اور برطانیہ اعظم کی ہندوستانی رعایا
کو قانون مین آئوٹ لانڈٹ کا خطاب دیا گیا ہے۔ ہماری شکایتین یہی ہین اور مین نہایت مسرت
کے ساتھ خیال کرتا ہون کہ ایک رزولیوشن اسکے متعلق اس کانگرس مین پیش ہوگا جسکی
نسبت مین امید ظاہر کرنیکی جرات کرتا ہون کہ آیندہ ایسی غلطیان سرزد نہونیکا انتظام
کرنے کے لئے گورنمنٹ کو استحکام بخشیگا۔

"اختتام"

اب مین اپنے ریمارک ختم کرتا ہون۔ ہمکو امید قایم رکھنے کے معقول وجوہات حاصل ہین
آیندہ کے لئے بنیاد پڑ گئی ہے۔ اور اسپر عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔ سلیقہ۔ ہوشیاری

اور دور اندیشی درکار ہے - اس عمارت کی تعمیر مین دانشمندی کے ساتھ سرگرمی کی ضرورت ہے فیاضی اور فراخ اعتقادات اسکی بناوٹ کے لئے درکار ہین - آپ اس تحریک کا لب لباب ہین جسکی قوت روز بروز بڑہ رہی ہے اور جو اون مختلف قوتون مین، جنپر ہندوستان کی آیندہ قسمت کا دارومدار ہے تازہ روح پھونکنے اور اونکو باقاعدہ اور باترتیب بنانے کی زبردست تحریک کا سامان مہیا کر رہی ہے - تمام عمر میری یہ کوشش رہی ہے کہ حاکم و محکوم کے باہم یگانگی کے تعلقات پیدا کرون - رکاوٹ کو مٹاؤن اور ہمدردی کے وساطت سے باہمی اعتماد اور اعزاز کو ابھارون - آپکے درمیان آج میری موجودگی اس امر کا ثبوت ہے کہ مین ان حالتون مین سراسر ناکام نہین رہا ہون - مینے ان لوگون کو راہ راست دکھادی ہے جو میرے بعد تکمیل تک لاوینگے - مین کبھی موجودہ حالت کے دیکھتے ہوئے مایوس نہین ہوا ہون اور نہ کبھی مجکو اس کامیابی کی نسبت شکوک پیدا ہوئے ہین جو آخر کار یقینی طور پر آپکی کوششون کی سرتاج ہوگی - لیکن یہ آپکا کام ہے کہ ان تجاویز کی ابتدا اور ترقی کے لئے جنکا انحصار ان مقامی ذرائع پر ہے جہان سے انکا نمود ہوا ہے، آپ اپنی ذات پر بھروسہ رکھین - آپ مین اس کار عظیم کے خاطر جو آپکے سامنے پیش ہے بدل و جان مشترکہ جد و جہد کرنے کا حوصلہ موجود ہے جو لوگ چل بسے ہین انکی یاد اسوقت تک ہمارے دلپر نقش ہے خدا کرے کہ رام موہن رائے اور دیانند کی یاد - کرسٹوداس پال - تلانگ ورانا ڈے کی سرگرم کوششین، جنکے نام نامی سے مینے عزت بھری الفت کے ساتھ محبان ہند کی فہرست مین درج کئے ہین، آپ کے دلون مین جوش اور تقویت بخشین تاکہ آپ اپنی عمر اپنے ملک کی خدمت مین گذار دین آپ متواتر اپنے کو اس کام کے شایان ثابت کرنے کی کوشش کئے جائے - آپ نے عظیم ذمہ داریون کا بار اوٹھایا ہے - ان ذمہ داریون کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے کی کوشش سے ہرگز گریز نہ کیجئے اور اپنے اپنے دائرے مین کوشش کئے جائیے -

یہ آپکا فرض ہے کہ اس کار عظیم کو اپنی کوششون سے بالاتر اور بہتر بنا کر اپنے جانشینون کو سپرد کرین - سب کے ساتھ تحمل سے پیش آئیے - خصوصاً ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ خیالات سے اور اپنے سرغنون کی جانب اعزاز اور ممنونیت کے خیال سے پیش آنے کی

ضرورت کو ذہن نشین رکھیئے یاد رکھیئے کہ صرف اخلاقی ترقی، اصلی اتحاد و توقیر اور راحت کا ذریعہ ہے۔ فقط۔

"انڈین نیشنل کانگرس"

دوسرے دن (۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء) کی کارروائی

آجکی کارروائی بھی پہلے دنکی طرح اُس مقدس اور پرجوش نغمے سے شروع ہوئی جس کو ہندو اور پارسی خاتونوں نے مردوں کی آواز کے ساتھ ساتھ ملکے گایا۔ جسکا ایک ٹکڑا یہ ہے۔ ترجمہ "اے بہادروں اور نامور آدمیوں کی سرزمین۔ اے نامی اور زبردست آدمیوں کی پیدا کرنیوالی زمین۔ آجکل تجھپر تاریک شب اپنا سایہ کئے ہے۔ (مگر) پھر تو منور اور روشن ہوگی"

سب سے پہلے بنگال کے مشہور جادو بیان اور ہندوستان کے مایۂ ناز سرندر ناتھ بنرجی نے اپنا رزولیوشن پیش کیا حسب معمول آپکی تقریر فصاحت اور بلاغت سے آراستہ تہی ہر لفظ سے ملکی جوش اور ہر فقرے سے عالمانہ مضمون کی خوبی ظاہر تہی۔ آپنے آدہ گہنٹے سے کچھہ زیادہ تقریر کی۔ آپکی تمام تقریر، یہ معلوم ہوتا تہا کہ فصاحت اور پرجوش خیالات کا ایک چشمہ ہے جو نہایت زور شور سے موجزن ہے۔ لیکن یہ بے موقعہ نہیں ہے اگر اسکا خاص طور سے ذکر کیا جائے کہ بردوان کے لائق فائق مسلمان جی ابو القاسم صاحب کی خوش بیانی نے بہت اثر پیدا کیا جنکی نکتہ رس طبیعت کا بیّن ثبوت انکی ہر بات سے مل رہا تہا اور یہ ظاہر ہوتا تہا کہ اس شخص نے اپنی توم کے تمام مردانہ اور یادگار زمانہ حالات کو بہت غور سے دیکہا اور پڑہا ہے اور یہ چُست فقرے۔ عملی خیالات اور اعلیٰ خیالات اُسی غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔ اسی طرح کا نہایت عمدہ اثر ہم لوگوں پر اور دیگر حاضرین پر بہی اُن چند ہونہار، نوجوان مگر زبردست مقرروں کی تقریر کا ہوا جو ایک طرف تو الہ آباد سے آئے تہے اور دوسری طرف مدراس سے حاضر ہوئی تہی۔ یہ مسٹر سی وائی چنتامنی (الہ آباد) اور جی اے نیٹسن (مدراس) تہے۔ ان لوگوں کی تقریر نہایت صاف اور بہت پراثر تہی۔

ڈاکٹر ایچ ایس گور صاحب ممالک متوسط کے نہایت قابل اور ہونہار نوجوان ہیں اُن کی بھی پرمغز تقریر نے بہت اثر ڈالا۔

پریسیڈنٹ صاحب نے آنریبل مسٹر سرندرو ناتھ بنرجی کو یاد کیا کہ وہ پہلے رزولیوشن کو پیش کریں۔

پبلک سروس (یا عہدہای جلیلہ پر) ہندوستانیوں کا تقرر

آنریبل مسٹر بنرجی جب آگے بڑھے تو چاروں طرف سے مرحبا اور تحسین کے نعرے بلند ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ پریسیڈنٹ صاحب۔ برادران ڈیلیگیٹ۔ معزز خواتین اور حاضرین۔ یہ وہ وقت ہے کہ آج انگریزی راج کو ہندوستان میں آئے ہوئے ڈیڑھ سو برس ہوئے اور دوسرے اب وہ زمانہ آرہا ہے اور ہے کہ مشرق اور مغرب ایکدوسرے کے قریب ہو رہے ہیں اور دنیا کے تمام علوم وفنون اور ہر طرح کے علمی مذاق اور تلاشں کی باتیں سیلاب کی صورت میں موجیں مار رہی ہیں۔ اور مشرق اپنی قابلیتوں کو میدان جنگ اور میدان صلح دونوں میں زور شور سے ظاہر کر رہا ہے۔ ایسی حالت میں واقعی یہ بہت ہی تعجب خیز بات ہے کہ ایک طرف تو ایسی دل خوش کن امیدیں اور آثار نمایاں ہیں اور دوسری طرف ہم لوگ ایک نہایت ہی تکلیف دہ اصول اور طرز عمل کے خلاف رائے زنی کرنیکے آمادہ ہو رہے ہیں یعنی وہ اصول جس سے ہم قومی دوڑ میں خواہ مخواہ سب سے پیچھے رہجائیں۔ ایسی حالت میں کہ ہم لوگ اس کے نقصان کو صریحاً اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں، واقعی یہ بہت ہی تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ ایسے اچھے آثار کے ہوتے ہوئے بھی آج ہم کو ایک ایسی تکلیف دہ ضرورت نے آگھیرا ہے کہ جس کے خلاف ہم کو قومی کوشش کرنا ضروری ہے۔

اور وہ ضرورت یا مسئلہ ایسا ہے جس سے صرف ہم ہی کو نقصان نہیں پہنچیگا بلکہ حقیقت میں وہ انگریزی انصاف اور ان کے عظیم الشان کارناموں کے بھی خلاف ہے۔

لیکن جناب من ہمارے دن کچھ اچھے نہیں نظر آتے ہمارے چاروں طرف مشکلات نے

حلقہ کر رکھا ہے۔ البتہ ترقی معکوس کا زور بہت بڑھا چڑھا ہوا ہے۔ ممکن ہے ہماری یہ آوازیں محض ایسی آوازیں ہوں جو کسی لق و دق صحرا میں دی جا رہی ہوں اور کوئی آس پاس ایسا نظر نہ آتا ہو جو ہمارے درد دل کو سنے اور ہمارا خیال کرے۔

پھر بھی ہمارا صاف اور نہایت واضح فرض یہ ہے کہ ہم اپنی آواز کو بلند کریں اور جہانتک ممکن ہو برابر چلاتے رہیں اور یہانتک کہ تمام کرۂ باد ہمارے درد اور ہماری آواز سے بھر جائے اور انگلستان والوں کے گوش دل سنیں اور اون کی حمیت جوش میں آئے اور وہ اپنی اس ماتحت ملک کے فرائض اور ذمہ واریوں کا خیال کریں۔

گورنمنٹ کا رزولیوشن یہ بتاتا ہے کہ سرکار کی پالیسی (حکمت عملی) جو اسنے ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء کے قانون میں اختیار کی ہے وہ سابق کے شاہی فرمان اور شاہی اعلان کے بالکل مطابق اور اُسی بنیاد پر ہے۔

یہانتک تو خیر پارلیمنٹ کے قانون۔ شاہی وعدوں اور شاہی اعلان کا ذکر ہے لیکن صاف صاف ان ہی چیزوں کی مخالفت کی گئی ہے اور انکو بالکل نظر انداز کر دیا ہے "خوب خوب" خدا کی خدائی میں ایسا قانون نہیں ہے کہ دنیا میں کوئی سی بھی چیز اپنی ایک حالت پر قائم اور دائم رہے اور حرکت نہ کرے حرکت اور تحریک ایک لازوال قدرتی مسئلہ اور قانون ہے اور ہندوستانی گورنمنٹ بھی اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس قانون کا حکم بجا لاتی ہے لارڈ کرزن صاحب بہادر کا قول ہے کہ سرکار انگریزی ایک دن بھی خاموش اور سست نہیں رہتی۔ ہم لوگ اسکو پورے طور سے مانتے ہیں۔

یعنی ہم اس کو مانتے ہیں کہ گورنمنٹ قدم بڑھاتی ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی سے غلط راستے پر جاتی ہے (قہقہہ) یہ پیچھے کو قدم بڑھاتی ہے (دوبارہ قہقہہ)

جسکو لارڈ کرزن (معلے القاب) ترقی کہتے ہیں ہم اسکو سمجھتے ہیں کہ وہ الٹی ترقی ہے

(سنو سنو)

۲۴ رمئی ۱۹۰۴ءکو جو رزولیوشن پاس ہوا ہے اس کی بنیاد کیا ہے۔ اس رزولیوشن کے پاس ہونیکی تاریخ یاد رکھیئے۔ یہ ۲۴ رمئی ۱۹۰۴ء تھی قسمت کی برگشتگی کو دیکھیئے کہ یہ تاریخ ملکہ معظمہ مرحومہ کی تاریخ ولادت ہے اور آج کے دن چاہیئے تھا تمام قلمرو مین خوشی اور مسرت کا گیت گایا جاتا اور تعطیل منائی جاتی ہے۔ وہی تاریخ تجویز کی گئی اور اسی دن اس مقدس اور نامور ملکہ کی یادگاری فرمان شاہی اور اعلان حقوق بخشی کی پوری طور سے حکم عدولی کی گئی۔ (شرم شرم افسوس افسوس کے نعرے) مین اس موقعہ پہ اور زیادہ نہین کہنا چاہتا ہان یہ بات ضرور ہے کہ تمام ہندو مسلمانون کو یہ جذبات جو ایسی ہر دلعزیز اور نامور ملکہ کے حکم کے خلاف کی گئی بہت بڑی معلوم ہوئی اور ایک حد تک اوس یاد اور محبت کے خلاف اور بالکل خلاف عمل مین آئی جو وہ لوگ ملکہ معظمہ مرحومہ کی طرف سے دلین رکھتے ہین۔

اچھا جناب اس جدید رزولیوشن کے کیا خاص اغراض مین اس کے دو بڑے اصول ہین۔

اول تو امپیریل سیول سروس جسکو مجھ سے پہلے اسپیچ کے لوگ گورنمنٹ سیول سروس کہتے ہین لیکن آجکل تو ہر چیز امپیریل ہے (قہقہہ)

امپیریل پارٹی۔ امپیریل لبرل (قہقہہ)

امپیریل سروس اور ہم لوگ بھی امپیریل اینگلو انڈین ہین۔

جناب من اول اصول تو یہ ہے کہ امپیریل سروس تو اس جدید قانون کے مطابق صرف یورپین کے لئے ہوگی۔ دوسری بات یہ ہے کہ امپیریل سروس کے بعد بڑی بڑی جگہین یوروپین اور یوریشین کو خاص طور سے دیجائینگی۔ کیونکہ شاید یہ بات پہلے سمجھی جاتی کہ ان لوگون کی قابلیتن اعلےٰ اور انکے وسائل اچھے ہین۔ اور یہ سب خوبیان یورپین قوم کے لئے مخصوص ہین۔

اس لئے فی الحال اس نئی حکمت عملی کی خوبیاں میں بیان کرنا نہیں چاہتا مجھکو تو دکھانا ہے کہ یہ پالیسی شاہی اعلان اور چارٹر ایکٹ کے خلاف بلکہ بالکل برعکس ہے۔

اس نئے قانون کے مطابق، قومیت کی خصوصیت، قابلیت خوبی کی نشانی ہے

پُرانے اصُول کے موافق حقیقی خوبی اور ذاتی کمال جوہر اور صفات کے جانچنے کا آلہ تھا۔

جناب من چارٹر ایکٹ اور شاہی اعلان اسی قومی تفریق اور خصوصیت کے مٹانے کے لئے دیا گیا تھا۔ چارٹر ایکٹ نے اس قومی فوقیت اور خصوصیت کو اُٹھایا۔ ہندوستانیوں کو بڑے عہدے دئے جانیکا مستحق گردانا اور شاہی اعلان نے اسکی اور بھی تائید کی۔

چارٹر ایکٹ نے ہماری قومی پستی اور تفریق کو اُٹھایا۔ اور اعلان نے یہ بتایا اور مانا کہ ذاتی کمال بغیر کسی رنگت یا قومیت کے خیال کے واجب القدر ہے (سُنو سُنو)

اعلان نے چارٹر ایکٹ کے بانیوں کے دلی مقاصد کا اظہار کر دیا۔ جو قانون کی بندش میں نہیں ادا ہو سکتے تھے۔ دفعہ ۸۷ چارٹر ایکٹ کی یہ ہے کہ کوئی باشندہ ہند۔ یا رعایائے سرکار۔ جو یہاں پیدا ہوا ہو مذہب۔ قومیت۔ ذات۔ رنگت کے مختلف ہونیکی وجہ سے کمپنی کی ملازمت سے محروم نہیں کیا جائیگا۔ چارٹر ایکٹ نے یہ کیا کہ جارج سوم کی پُرانے قانون کی ایسی بندشوں اور قیدوں کو اُٹھا دیا۔

لارڈ لینڈڈون نے جو اسوقت بیت امراء (اوس آف لارڈس) میں تھے یہ کہا تھا۔ کہ اے معزز لارڈ صاحبان اگر آپ لوگ ہندوستان والوں کو دماغی اور ہر طرح کی ترقی کا موقعہ نہ دینگے تو آپ اسکو خوب سمجھئے کہ آپ انصاف کا خون کرینگے اور جو فرائض اُن سے وابستہ ہیں وہ ہرگز پورے نہیں ہونگے۔ کمپنی کے ڈائرکٹروں نے اپنے ماتحتوں کو جو ہندوستان میں تھے بہت زور دیکر لکھا اور لارڈ لینڈڈون سے مدبر نے بہت پُر زور الفاظ میں یہ کہا کہ "ہماری غرض یہ ہے کہ مذہب اور قومیت کا ذرا خیال نہو بلکہ علمی قابلیت اور دیانت وامانت کے لحاظ سے ہر ایک کو عہدے دئے جائیں" اعلان نے

چارٹر کی ان الفاظ کو اور بھی واضح طور سے بیان کر دیا اور جناب بغیر کسی خوف کے میں اسکو صاف صاف کہتا ہوں کہ اس شاہی اعلان نے سب سے زیادہ ہندوستانیوں کو سرکار انگریزی کا مشکور و ممنون بنایا ہے اور اس کی وجہ سے یہاں کی عام خلقت اسکو عزیز رکھتی ہے۔

یہ شاہی اعلان یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو دیا گیا۔ جو ہماری تاریخ اور ہمارے کارنامے میں بہت نمایاں دن ہے۔ یہ شاہی اعلان کوئی فوری کارروائی نہیں تھی۔ اسکو سلطنت برطانیہ نے غور و فکر کے بعد ہم لوگوں کو دیا تھا اور لائق وائسراؤں نے اسکو دل سے پسند کیا تھا ہمارے بادشاہ یعنی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے جب عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو دہلی دربار کے موقع پر اسکو ایک دفعہ اور تازہ کیا۔ اور بڑے حکام نے اسکی پوری پوری پیروی کی۔ لارڈ رپن کے قول کے مطابق "یہ اعلان کوئی عہدنامہ نہیں ہے یا محض حکمت عملی کے خیال سے نہیں دیا گیا ہے یہ تو جن لوگوں کو عطا ہوا ہے اُنکے ساتھ حقیقت میں ایسا سلوک اور ایسی رعائت فرض اور لازمی بات تھی"

اب یہ تجویز ہوئی ہے کہ ایسے اعلان سے بے پروائی کی جائے۔ نہیں نہیں۔ میری خیال میں اس کے اصول اور اسکے حقیقی معنوں کی بھی مخالفت کیجائیگی۔

جنابمن میں اس بات کے کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ سرکار کے منتظمین کے اعلےٰ طبقے میں اس قسم کی ایک ایسی جماعت پائی گئی ہے اور ایسا خیال قائم رہا ہے کہ اس شاہی اعلان کی بنیاد رفتہ رفتہ کمزور کر دیجائے۔ میں جانتا ہوں کہ سرکار پر یہ بڑا الزام ہے لیکن ہم لوگ یہاں حق اور ایمان کے معبد گاہ میں موجود ہیں۔ (سُنو سُنو)

ہاں میں تیار ہوں کہ اس الزام کو پورے طور سے ثابت کر دکھاؤں۔

لارڈ لٹن نے کلکتہ یونیورسٹی کے چانسلر کی حیثیت سے ایک موقع پر یہ کہا تھا کہ جو وعدے یہاں کی رعایا کے لئے کئے گئے تھے وہ کافی طور سے پورے نہیں کئے گئے۔

(دیکھو صفحہ ۹۲)

اور یہہ ہی ایک پوشیدہ یادداشت مین کہا تہا جواب سب کو معلوم ہے کہ ہم لوگون نے
جو امید دلائی تہی اور جو قول و قرار کیا تہا وہ توڑ ڈالا اور وہ امید پوری نہین ہوئی لیکن اب تو
یہ پہلا موقعہ سمجہنا چاہیے کہ ایسی گہری کوشش اس فرمان اور اس اعلان سے بے پروائی برتنے
کے لئے کی جارہی ہے -
لارڈ کرزن نے تو ہم لوگون سے یہ کہا کہ یہ فرمان میرے اصول حکومت کی جان ہے -
جناب مین اس کا اقرار کرتا ہون کہ مین اسوقت ایک گونہ پریشان ہون اور میری
سمجہہ مین نہین آتا کہ مین لارڈ کرزن کے اصول حکومت اور انکے قول و فعل کو کسطرح
ایک کر کے آپکے سامنے بیان کرون - مین پوچہتا ہون کہ اس جدید پالیسی مین جو انہون
نے اختیار کی ہے انکا وہ مقولہ کہ یہ اعلان میری حکومت کی جان ہے اور اسی کے
مطابق مین عمل کرتا ہون کہان گیا اور اس جدید پالیسی کے قائم کرنیکی کیا وجہہ ہے -
کیا اس پر کبہی غور کیا گیا ہے اور اس مین کوئی کمی پائی گئی ہے -
بہرصورت اسکو ہر شخص مانتا ہے کہ اس شاہی اعلان کے مطابق جو پالیسی برتی گئی ہے اس سے
بہت فائدہ ہوا اور پچاس برس کے کامل تجربے کے بعد اس سے غیر معمولی عمدہ نتیجے
ظاہر ہوئے - لارڈ کرزن نے کچہہ اعداد و شمار بہی اس رزولیوشن کے ساتہہ بیان
کئے تہے اور یہ بتایا تہا کہ قدیم پالیسی کی وجہہ سے ہمارے ملکی بہائیون کو زیادہ
سرکاری عہدے ملے ہین - واقعی ان کے حساب سے اگر ہمارے ملکی بہائیون کو زیادہ
عہدے مل رہے ہین تو پہر یہ سوال ہوتا ہے کہ اس پالیسی کے بدلنے کی کیا ضرورت
پڑی تہی مین اس بات کی جرأت کرتا ہون کہ لارڈ کرزن خود اپنے قول سے اپنی تردید
کرتے ہین - لیکن ہم لوگ دوسری معقول وجہہ بہی رکہتے ہین جسکی بنا پر ہم شکایت کرتے
ہین اور جسکو آپ لوگ پسند کرینگے اور اسکو غور کے ساتہہ ملاحظہ کرینگے -
ہم لوگ کیون سرکار کے بڑے عہدون سے محروم رکہے جاتے ہین کیون ہمارے لئے

ایسی بندشیں رکھی جاتی ہین - کیون ہماری قوم انگریزی راج مین اسکے فیض سے بالکل مایوس کی جاتی ہے -

کیا محض اس وجہ سے کہ ہم لوگ ایک پست قوم کے وکیل ہین ؟

لارڈ کرزن نے امپیریل کونسل مین بیان کیا ہے کہ ہم لوگ ایسے تعلیم یافتہ اور ایسے تربیت یافتہ نہین ہے کہ سرکاری بڑے عہدون کی ذمہ داری اٹھا سکین - مین پہر اس کے کہنے کی جرأت کرتا ہون کہ آج تک کسی شاہ کے نائب نے ایسی دلخراش بات نہین کی - یہ تو صاف صاف اعلان کی تردید ہے اور ہماری قوم اور ہمارے ملک پر الزام لگایا ہے - مین آج سب صاحبون کی طرف سے اس قومیت کے فرق اور خصوصیت سے اختلاف کرتا ہون - کیا ایشیائی لوگ یورپ والون سے کسی طرح کم ہین - اس کا جواب تو جاپان دیگا -

صاحبو کیا ہم لوگ ایک نالایق قوم کے وکیل ہین - ہان کیا ہم ہی ایسے ہین جنکے اباو اجداد اس زمانے مین تمدن اور روشنی کے قافلہ سالار تہے جب تمام یورپ مین اندہیرا تہا اور جہالت کی ظلمت چہائی تہی - کیا ہم ایک ذلیل قوم کی وکالت کر رہے ہین ؟ وہ قوم جس نے دنیا کے دو تہائی حصے کو اپنے زبردست واعظون اور جان نثارون کی بدولت اپنا گرویدہ بنا لیا تہا - صاحبو - یہ الزام ناقابلیت کا جو ہم لوگون پر لگایا ہے ایک دم کے لئے بہی صحیح نہین ثابت ہو سکتا - یہ بیشک قرین قیاس ہے کہ ہم اپنے گذشتہ ترقی سے پیچہے آ پڑے ہون لیکن اس زمانے مین بہی ہمارے ملک والے سرکار کے اہم فرائض کو اچہی طرح پورا کر چکے ہین - کیا موجودہ زمانے مین اور موجودہ تعلیم و تربیت سے حکومت اور انتظام کی قابلیت سلب ہو جاتی ہے ، (نہین نہین کی آواز) صاحبو اگر یہ قوت فوت ہو جاتی ہے تو اس سے سرکار انگریزی کے راج اور حکومت پر کچہہ غور کرنے کا موقعہ ملتا ہے - مگر نہین - ہمارے ملکی نامور بہائی سر مادہو راؤ - سر دنکر راؤ - سر سالار جنگ کے سے مدبرون نے موجودہ تاریخ کو اپنی قابلیت اور

غیرمعمولی فراست سے مزین کیا ہے بات یہ ہے کہ خود ہم لوگوں میں کوئی ناقابلیت تعلیم یا تربیت کی نہیں ہے۔ ہے تو یہ ہے کہ ہمارے فرمانرواؤں کے دل میں ایک خاص قسم کا شبہ ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر شاہی اعلان کی پوری پوری تعمیل کی گئی تو یقینی ایک قسم کی سیاسی قوت ہندوستانیوں کو ملجائیگی ان کا زور ہوجائے گا۔ حقیقت میں یہ بڑے شرم اور افسوس کی بات ہے۔ اس ناواجب شبہے کی وجہ سے سرکار کی حکمت عملی کو بہت نقصان پہنچا ہے اور انگلستان ہو یا ہندوستان۔ ان میں سے کسیکو بھی کچھ فائدہ نہیں پہنچا۔

جناب من۔ شاید آپ میری تقریر سے گھبرا رہے ہوں مگر مجھکو چند اعداد اور شمار کی باتیں بتانا اور باقی ہیں۔ ممکن ہے ہمارے دوست آنریبل مسٹر گوکھلے والیسرائے کے اجلاس میں ان کو پیش کریں (قہقہہ) خیر جو کچھ ہو میں ملک کے ایک لائق اور اعلیٰ مجمع کے سامنے گفتگو کر رہا ہوں اور لارڈ کرزن نے جو دعوی کیا ہی اسکی بابت مجھکو کچھ حساب کتاب کی باتیں سنانا ہیں۔ لارڈ کرزن نے جو حساب پیش کیا ہی اس کی بنا پر وہ یہ فرماتے ہیں کہ ہندوستانیوں کے ساتھ بہت زیادہ فیاضی کی گئی ہے۔ اور سرکاری عہدوں کے بارے میں انکے ساتھ غیرمعمولی رعایت کی گئی ہے۔ اسی کی بنا پر وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا ہمارا طریقہ حکومت یورپینوں کے لئے زیادہ مفید اور ہندوستانیوں کے لئے بہت تکلیف دہ ثابت ہوا ہے جس سے وہ شاکی ہیں۔ اب میں پھر دلیری سے چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ آپ کو ثابت ہو جائیگا۔ کہ سرکار انگریزی نے ہندوستانیوں کو اعلیٰ عہدے دینے میں بخل سے کام لیا ہے جو حساب آپکے سامنے پیش کرتا ہوں وہ ۱۸۶۷ء سے ۱۹۰۳ء تک ہے۔ گورنمنٹ انڈیا کے بیان کے موافق ۱۸۶۷ء میں ۷۵ روپیے اور اس سے زاید ماہواری کی ملازمتیں ۱۳۴۲۱ تھیں ان میں سے ہندو اور مسلمانوں کو ۷۲ فیصدی جگہیں ملیں اور یورپین اور یوروشین کو ۲۸ فیصدی۔

۱۹۰۳ء میں کل ملازمتوں کی تعداد ۲۵۳۷۰ یعنی قریب قریب دوگنی ہو گئی اور

اور ہماری ملازمتوں کا اوسط ۵۶ ہو گیا (افسوس افسوس) اور یورپین اور یوریشین کی عہدہ داری کا اوسط ۴۴ ہو رہا۔ یاد رکھئے ۱۸۶۷ء میں ہم لوگوں کو ۲۷ فیصدی کے حساب سے جگہ دی گئی اور ۱۸۹۷ء میں ۵۶ کے اوسط سے یعنی ادہر تو عہدہ داروں کی تعداد دگنی ہوئی اور ادہر ہماری اس حساب میں فرق آیا۔ یہ ہے مثال سرکار کے اس غیر معمولی فیض اور کرم کی۔

اگر ۱۸۶۷ء کا پڑتا لیا جائے تو اس حساب سے ۱۸۹۶ء میں ۵۶ کی جگہ ۹۲ فیصدی ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اور دیکھئے ۱۹۰۳ء میں ۸۷۶۲ جگہیں تھیں یعنی اگر ۱۸۹۷ء کا خیال کیا جائے اور موجودہ حساب کا تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ۳۰۰۰ اور ملازمتیں ادہر بڑہیں مگر ہمارے ساتھ وہی ۱۸۶۷ء کا اوسط رہا۔ بلکہ اگر خیال کریں اور مجموعی حالت پر غور کریں تو یہ یقین ہوگا کہ ہمارا اوسط پہلے سے کہیں زیادہ گھٹ گیا۔

اسلئے ہم بلا کسی پس و پیش کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس رفتار کے ساتھ ۱۸۶۷ء سے ۱۸۹۷ء تک اور پھر ۱۹۰۳ء تک ملازمتوں کی تعداد بڑہتی گئی اسی طرح ہمارے اوسط میں فرق آتا گیا جو غیر معمولی فیاضی کا ثبوت ہی جتنے ہی آپ اور آگے بڑہینگے اُتنا ہی ہندوستانیوں کی ملازمت کا اوسط کم ہوتا جائیگا ۱۹۰۳ء میں ہمارا اوسط ۵۰۰ روپے ماہواری اور زاید کی جگہوں کا ۵۶ رہا۔ اب لیجئے ان کا حساب جن کی ماہواری تنخواہ ۱۰۰۰ اور زاید ہے ۱۹۰۳ء میں ۴ فیصدی کا حساب تھا اور ان عہدوں میں جنکی تنخواہ ۵۰۰ اور زاید تھی ۷ فیصدی کا اوسط رہا۔

اب دیکھئے فوج میں ہندوستانیوں کو بڑے بڑے عہدے بالکل نہیں ملتے۔ فوج میں ہم صرف صوبہ داری اور رسالداری پاتے ہیں۔ اور انکو بھی ان لوگوں کا لفٹنٹ ہونا پڑتا ہی جو تازہ وارد ہوتے ہیں لارڈ کرزن تاریخ کا حوالہ دیتے ہیں میں بھی اسیکا ذکر کرتا ہوں۔ گبن اپنی مشہور تاریخ "ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر" (سلطنت روما کا زوال) میں لکھتا ہوں کہ جن بہادروں نے قیصر روم کی فوج کا مقابلہ کیا تھا انکی اولاد سلطنت روما میں بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز تھی اور اسمیں سے بعض صوبوں کی حاکم بھی مقرر ہوتے تھے ہندوستان میں شاہان مغلیہ کے زمانے میں جن لوگوں نے انکا مقابلہ کیا تھا اُن کی

اولادیں اور ان ہی کی نسلیں مغل پرچم اور نشان افغانستان کے دور دراز سرحد تک لی گئیں بتیں کہاں ہیں
ہماری وہ ہندوستانی بھائی جو گورنر ہوں - جنرل ہوں اور کرنل ہوں - ہاں یہ سچ ہو کہ آنریری کرنل
جنرل اور لفٹننٹ ضرور ہیں مگر یہ سب صرف دل خوش کن باتیں ہیں -

مسٹر جی سبرامینا آیر نے اس مضمون کی تائید کی اور یہ فرمایا کہ مضمون زیر بحث کئے دَوَر دیکھ چکا ہے - اور
۰۶ برس گزر چکے لیکن ۱۸۳۳ء کے مقابلے میں ہماری حالت آج نہایت خراب ہے - آج کل ہم لوگوں کو
جو آزادی کا پروانہ ملا تھا اسکی پوری پوری مخالفت اور تردید ہو رہی ہے - وقت آگیا ہے کہ ہم لوگ
زبان کھولیں اور اپنا جوش ظاہر کریں -

مسٹر جی ابوالقاسم نے جو بردوان سے آئے تھے رزولیوشن کی تائید کی اور کہا کہ اگرچہ مسلمان
تعلیم میں پیچھے رہے پھر بھی وہ اس سے اتفاق کرتے رہے کہ ہندوستان اور انگلستان دونوں جگہ ساتھ
ہی مقابلے کا امتحان ہو مسٹر حسین بدرالدین طیب جی (بمبئی) نے حسب ذیل تقریر کی :-

پریسیڈنٹ صاحب و دیگر حاضرین - میں اسکو محسوس کرتا ہوں کہ اس رزولیوشن کی بابت اگر میں کچھ کہہ
سکتا ہوں تو وہ اسکی تائید اور مطابقت میں ہوگا - نہ صرف اسوجہ سے کہ اس ہونہار جماعت کے پیشواؤں
کا ایسا خیال ہی بلکہ زیادہ تر اس خیال سے کہ ایسے معاملے میں جہانتک ہندوستان کے رہنے والوں کا تعلق
ہو انکو کسی صورت سے اس سے اختلاف ہو نہیں سکتا خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان

معزز حاضرین -

جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ملک کے رہنے والوں کو بڑے بڑے عہدے عطا کرے اور سرکاری
ملازمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دے اور جہانتک ہوسکے مقابلے کے امتحان کے بعد ہم لوگوں کو
اسکی آزادی ہو کہ بغیر کسی خیال کے پبلک سروس سے مستفید ہوں ہاں چند خاص خاص ذمہ داریوں کی عہدے
ہیں ان کو ہم لوگ خود واقعات کے لحاظ سے نہیں چاہتے -

لیکن محض چند ملکی اور سیاسی بنیادوں پر یوروپین لوگوں کی اتنی سرپرستی نہیں چاہئے -

جنابمن ہم چار برس سے برابر ہندوستان میں اسکے لئے چلا رہے ہیں کہ سرکار یوروپین لوگوں اور یوریشینوں
کے ساتھ خاص طور سے اپنی رعایت اور مہربانی کا اظہار کرتی ہے اور رعایا بیچاری تباہ ہو رہی ہے لیکن

چوتھی جون کے رزولیوشن میں گورنمنٹ یہ کہتی ہی کہ یہ الزام غلط ہی اور بالکل بے بنیاد ہی۔ کہا جاتا ہے کہ گورنمنٹ نے بیجا طور سے یوروپین اور یوروشین لوگوں کی رعایت نہیں کی۔ اسکی پالیسی ایسی رہی جس سے اس خاص معاملے میں کہ ہندوستانیوں کو بڑی بڑی جگہیں دیجائیں ترقی ہوتی رہی۔ اور کچھ ہندوستانی اور یوروپین اور یوروشین کی ملازمتوں کے حساب بھی پیش کئے ہیں۔ اس حساب سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہندوستان آسام اور برار میں ایک ہزار اور اس سی زاید ماہواری کی جگہ پر ۹۲ ہندوستانی اور ۱۲۷۰ یوروپین ہیں یعنی ہندوستانیوں کو ۶ ½ فیصدی کے حساب سے یہ عہدے ملے ہیں۔ احاطہ بمبئی کے ۱۶۹ جگہوں میں سی ۲۳ ہندوستانی اور ۱۴۶ یوروپین ہیں اور چھوٹی چھوٹی جگہیں بھی یوروپین لوگوں سے خالی نہیں یہ ہے حساب۔

ایک سو سے ۲ سو تک تنخواہ پر ۶۴ فیصدی ہندوستانی	فیصدی اضافہ ۱۸۶۷ء تا ۱۹۰۴ء
۲ سے ۳ تک پر ۶۰ ؍؍ ؍؍	۱۵ سے ۶۰ = ۹ فیصدی اضافہ
۳ سے ۴ تک پر ۴۳ ؍؍ ؍؍	۲۳ سے ۴۳ = ۲۰ ؍؍ ؍؍
۴ سے ۵ تک پر ۴۰ ؍؍ ؍؍	۲۱ سے ۴۰ = ۱۹ ؍؍ ؍؍
۵ سے ۶ تک پر ۲۵ ؍؍ ؍؍	۹ سے ۲۵ = ۱۴ ؍؍ ؍؍
۶ سے ۷ تک پر ۲۷ ؍؍ ؍؍	۱۵ سے ۲۷ = ۱۲ ؍؍ ؍؍
۷ سے ۸ تک پر ۱۳ ؍؍ ؍؍	۵ سے ۱۳ = ۸ ؍؍ ؍؍

اسلئے میں خیال کرتا ہوں کہ ترقی اور اضافے کی بہت گنجائش ہے۔

معزز حاضرین۔

مجکو یقین ہے کہ سرکار اسبات کا اعلان کرنا مناسب نہ سمجھیگی کہ ۱۵۰ برس کی حکومت کے بعد ۳۰۰ ملین کی آبادی سے اسکو ۱۲۰۰ آدمی بھی ایسے نہیں ملے جنکو اچھے عہدوں کی ذمہ داری دیجاتی اور وہ لوگ اعلی تعلیم یافتہ ہوتے۔ انکے اخلاق اعلی ہوتے اور انکا دل و دماغ ایسے اہم فرائض کے لئے موزوں ہوتا اسکے تو یہ معنی ہوتے کہ ۲۵۰۰۰ آدمیوں سے ایک آدمی بھی لائق نہیں نکلا۔

اور اسلئے اے حاضرین۔ یہ نتیجہ نکالنا اور کہنا ٹھیک ہے کہ اگر سرکار کو منظور ہو تو وہ ہندوستانیوں کو اچھے اچھے عہدے اور کافی طور سے جگہیں دینے کے مسئلے کو اچھی طرح عملی صورتیں لاسکتی ہی اور ان لوگوں کو کثرت سے

ملازمتیں لسکتی ہیں۔

معزز حاضرین۔ بعض اوقات ہندوستانیوں پر یہ الزام رکہاجاتاہے کہ اُن میں انتظام کی قابلیت ہی نہیں۔ وہ ذمہ داریوں کے فرائض ادا نہیں کرسکتے اور یوروپین لوگ ان کے مقابلے میں اچھے ہوتے ہیں۔ لیکن جب اسباب پر غور کیا جاتا ہے کہ ایک یوروپین اپنے محکمے ور عہدہ میں برابر ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور ایک ہندوستانی یوں ہی پڑا رہ جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ ایک یوروپین اپنی قوم اور ملت کی ہمدری اور رعایت سے فائدہ اٹہاتا ہے تو پہر یہ الزام جو ہندوستانیوں پر لگایا گیاہے یقینی دور ہوجائیگا ہاں مگر جب سرکار انکے ساتہہ سلوک کرے اور ان کو اور زیادہ جگہیں دے اور اس سے بڑے بڑے عہدے عطا کرے۔

معزز حاضرین۔ سرکار سے ایک شکوہ اور ہے وہ یہ کہ روز بروز وہ سخت ہوتی جاتی ہے اور بجائے ترقی کرنیکے پیچھے ہٹتی جاتی ہے بیشک ۱۸۶۷ء کے اعداد سے یہ معلوم ہوتاہے کہ پہلے سے زیادہ ہندوستانی سرکاری ملازمت کا فخر رکہتے ہیں۔ گو یہ لارڈ رپن اور لارڈ ڈفرن اور دیگر آزاد خیال گورنروں کی پالیسی کا ثمرہ ہے۔ اور آج جو ان کے اصولوں سے بے پروائی کی جارہی ہے۔ اسکا اثر دس برس بعد نکلیگا پہر معلوم ہوگا کہ ہندوستانیوں کا اوسط سرکاری ملازمت میں کتنا کم ہوگیا ہے۔؟

اور بہی کئی واقعات ایسے ہیں جن کا اظہار ضروری ہے انکے مطالعے سے معلوم ہورہیگا کہ سرکار کی اُلٹی ترقی کس حدتک صحیح ہے۔ دیکہئے اسٹیچوٹری سروس ( )

کا مسئلہ۔ یہ قانون اس غرض سے بنا تہا کہ انڈین سیول سروس کے عہدوں کی تعداد خواہ کتنی ہی ہو مگر انمیں سے ہندوستانیوں کو ضرور ۱۶ فیصدی کے حساب سے جگہیں دیجائیں۔ یہ تقرریاں انتخاب سے ہوتی تہیں ہندوستانیوں نے شکایت کی کہ یہ انتخاب قابل اطمینان نہیں ہوتا اس سے اس قانون کی غرض پوری نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پراونشیل سروس (صوبے کے متعلق عہدے۔) اور کچہہ خاص جگہیں ہندوستانیونکو کے لئے مخصوص کردی گئیں وہ قائم ہوئی۔ پہر بہی اس خصوصیت پر پراونشیل سروس کی طرف کوئی نہیں آیا اور اُوہر انڈین سیول سروس کے عہدوں کی تعداد دگنی ہوگئی۔ ادہر وہی حال رہا وہ بہی

مثال اُلٹی مہربانی کی یہ ہے کہ پہلے کوپرہل کالج میں ہندوستانیوں کو داخل ہونیکی عام اجازت تھی۔ پہر صرف دو کی اجازت رہگئی اور وہ بہی خاص مہربانی سے داخل ہوتے تہے نہ کسی خاص حق کی بناپر۔ اب یہ بالکل ہی اُٹھا دیا گیا حالانکہ یہ کالج (کوپرہل کالج) ہندوستان کے روپیہ سے قائم ہوا تہا۔

تیسری مثال سُنئے کہ کوپرہل والوں کی طرح انڈین سیول سروس سے دو آدمی منتخب ہوتے تہے اور پبلک سروس میں سے لئے جاتے تہے۔ اب ان لوگوں کو جو پہلے تنخواہ دیجاتی تہی وہ دو تہائی کردیگئی اور یہ کہا گیا کہ ماتحت افسروں میں سے لائق ہندوستانی لئے جائیں گے۔ مگر یہ سب جگہیں یوریشینوں کو دیدیگئیں

چوتہی مثال یہ ہے کہ کسٹم (چنگی) اور ریلوے حکام کو ہدایت کی گئی ہے کہ آیندہ سے وہ یوروپین اور یوروشین لوگوں کو زیادہ جگہیں دیں۔

اور سب سے آخری بات یہ ہے کہ علوم و فنون نے دن دونی رات چوگنی ترقی کی مگر ہندوستانیوں کو اچھے عہدے دینے اور اعزاز و افتخار بخشنے میں ترقی نہیں ہوئی۔

اور اسلئے اے معزز حاضرین مجہکو یہ بات بہت مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ہم لوگ سرکار سے اسبات کے لئے اصرار کریں کہ وہ ہندوستانیوں کا خیال کرے اور انکو اچہے اچہے عہدے عطا کرے اور ان کی پرورش کرے یہی چاہئے کہ ہم لوگوں کو نہایت آزاد اور مفید تعلیم عطا کرے اور پہر ایسی تعلیم سے جو مفید خیالات اور جذبات پیدا ہوں انکو پورے طور سے پورا کرے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ہماری التجا اور یہ ہماری درخواستیں کچہ بیجا نہیں ہیں ہم لوگ کوئی غیر ممکن اور نا قابل عمل چیز نہیں مانگتے۔ ہماری یہ آرزوئیں وفادار اور خیر خواہ دلوں سے نکلتی ہیں اور ہم کیوں نہ خیر خواہ ہونگے۔ ہم ہی سے سرکار کی امیدیں اور گورنمنٹ کی بنیادیں وابستہ ہیں اسلئے کہ یوروپین لوگ تو عزت اور نام پیدا کرنیکے بعد یہانسے چلتے پہرتے نظر آتے ہیں۔

یہ ایسی دعائیں ہیں اور یہ وہ درخواستیں ہیں جو ہم لوگ اپنے فرمانرواؤں سے کرتے ہیں جنکے عدل کا ہمکو بہروسہ ہے جن کی حقوق شناسی اور ایمانداری کا کامل یقین ہے کہ وہ یوروپین اور ہندوستانیوں کے حق کا فیصلہ اور انصاف کرینگے۔

جب ہماری یہ درخواستیں اور ہماری یہ آرزوئیں پوری ہوجائیں گی تو ہندوستانیوں میں جو پہلے

اور بے اطمینانی پھیلی ہے وہ دور ہو جائے گی اور سلطنت کی بنیادیں اور بھی مضبوط ہو جائیں گی -

اور اخیر میں یہ ہے کہ ہمارے حوصلے اور دعائیں اسلئے ہیں کہ انگریزی قوم کے دل ضرور بیدار ہونگے اور وہ ان عہدناموں کو پورا کریگی جن سے بے پروائی کی گئی ہے اگرچہ اُن پر صداقت اور یقین کی مُہر لگی ہوئی تھی .

رزولیوشن بابت تعلیم

مسٹر ڈی. جی پاؔدھیا نے اس رزولیوشن کو پیش کیا اور کہا :-

جس رزولیوشن کے پیش کرنیکا مجھکو اعزاز حاصل ہے اسمیں وہ تمام ضروری خوبیاں اور مفید باتیں پائی جاتی ہیں جنکے سلئے یہ جماعت سب میں مشہور ہے - اسمیں وہ خاص کیفیت بھی موجود ہے جسکی وجہ سے جب سرکار ہمارے ساتھ کوئی رعایت کرتی ہے تو ہم لوگ اسکا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں - اسمیں غریبوں کا بہت زیادہ خیال کیا گیا ہے اور صرف دل شکن اعتراضات نہیں ہیں اسمیں ایسے خیال ظاہر کئے ہیں جنسے مسئلہ زیر بحث کامل وابستہ ہے - معزز حاضرین آپ اسکو خود ملاحظہ کیجئے گا کہ کانگریس اس رزولیوشن کی پوری حقیقت دریافت کرنا چاہتی ہے اور اسکے ہر پہلو پر نظر ڈالنا چاہتی ہے کانگریس کی وہی رائے ہے اور وہی ہمدردی ہے جو ۱۸۵۴ع کے مشہور تعلیمی مراسلے میں صاف صاف نمایاں ہے اور جس کو اسمیں بہت زور دیکر بیان کیا ہے - اُسمیں یہ لکھا ہے کہ "جو تعلیم دیجائیگی اسکا یہ مقصد ہوگا کہ یورپ کی تمام ترقی پذیر اور جدید سائنس اور علم و فن فلسفہ اور علم ادب پورے پورے طور سے سکھایا اور پڑھایا جائے" مراسلے میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ "تعلیم کا دائرہ وسیع ہونا چاہئے اور تعلیم اس طریقے سے دیجائے کہ ہندوستان والوں کو زندگی کے ہر مرحلے میں اس سے پوری پوری مدد ملے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ وسعت تعلیم اور مطابقت آبادی ہند انہی دو باتوں پر اس پالیسی کی بنیاد قائم تھی -

ہم لوگ کانگریس کے حامی بھی اُسی اصول کو پسند کرتے ہیں جسپر ۱۸۵۴ع کے مراسلے کی بنیاد ہے اور اسکے تدبیروں سے اتفاق کرتے ہیں -

ہم لوگ تعلیم کے مسئلے کو بہت ضروری جانتے ہیں اور اس کوشش اور خیال کو ابتدائی تعلیم کا حصہ

الگ ہو اس کے بعد سیکنڈری (معمولی) پھر اسکے بعد اعلیٰ تعلیم ہو اور اس طریق سے تعلیم کے ٹکڑے ٹکڑے کرے جائیں کہ راجا ؤنکا طبقہ الگ رہے سرداروں اور امیروں کا اس سے علیحدہ غریبوں کا اس سے دور رہے اسکو بالکل فضول اور حد درجہ غیر مفید سمجھتے ہیں۔

اس لحاظ سے ہم سرکار کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے پرائمری ایجوکیشن (ابتدا تعلیم) کو اور مالی امداد دینے کا وعدہ کر لیا ہی اور پھر اسکے بعد ہی بہت سختی سے اسپر اعتراض کرتے ہیں کہ اسکی اعلیٰ تعلیم کی حکمت عملی یعنی انڈین یونیورسٹی ایکٹ بہت نقصان دہ ہے جسکے ساتھ لارڈ کرزن کا نام ہمیشہ یادگار رہیگا مگر ہمکو یقین ہی کہ زمانہ اسکی تلافی کر دیگا اور پھر اس ترقی کی رفتار قدیم اصول کو زندہ کر دیگی۔ میں مفصل طور سے اس مسئلے پر اعتراض کرنا نہیں چاہتا آپ لوگ اسکے نقصانات سے اچھی طرح واقف ہیں تاہم میں اتنا ضرور کہونگا کہ ہم لوگ اسکو اسلئے برا جانتے ہیں اور اسلئے اس سے اختلاف کرتے ہیں کہ اسکی وجہ سے ہماری یونیورسٹیاں محض سرکاری محکمے کی حیثیت اختیار کر لینگی۔ قدم قدم پر اور ہر معاملے میں سرکار کی مداخلت ہوگی اور تعلیم کا دائرہ بالکل تنگ ہو جائیگا کیونکہ ان لوگوں نے یہ خیال کیا ہی کہ بس دو چار عالم فاضل پیدا کرنا ہی یونیورسٹی کا فرض ہے۔

لیکن میرے خیال میں اس ایکٹ کا بڑا نقص یا جرم یہ ہے کہ اسکی رو سے تعلیم کا پورا اختیار ان لوگوں کو ملجائیگا جو اکسپرٹ (کسی فن میں خاص طور سے لیاقت رکھنے والے) کہلاتے ہیں اسلئے کہ یہ لوگ ہمارے کالجوں کے پروفیسر ہیں۔ یہ اکسپرٹ لوگ ایسے نہیں ہوتے کہ ان کی ذات سے اچھے نتیجے کی امید ہو سکے ہر شخص ڈاکٹر ورڈس ورتھ نہیں ہوتا۔ دوسرے ایسے لوگوں کو ایک ایسا کام سپرد نہیں کیا جا سکتا جسکو جمہور انسان سے تعلق ہو۔ مثلاً (آپ دیکھیئے گا) محض اعلیٰ درجہ کا ڈاکٹر یا حکیم کا ہونا اسکا ثبوت نہیں کہ وہ میونسپلٹی کا بھی عمدہ منتظم منتظم ہو سکتا ہے یونیورسٹی ایکٹ پر اعتراض کرتے ہوئے کانگرس چند باتوں کی سفارش بھی کرتی ہے۔

وہ اسبات کی التجا کرتی ہی کہ سرکار ابتدائی تعلیم کو اور وسیع کرے یعنی امیروں کے فائدہ کے لئے نہیں۔ پرلیشان بی۔ اے پاس۔ شدہ لوگوں کو کے لئے نہیں۔ بلکہ غریب لوگوں کے فائدہ کا خیال کرکے وہ ایسا کرے۔

گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ ہم غریب کے دوست ہیں ہاں اسکو یہ چاہیے کہ وہ ابتدائی تعلیم کو جبریہ اور

بالکل مرضی دی پھر معلوم ہو کہ وہ دوست ہے یا نہیں۔

ہم لوگ بھی خود اسکے لئے دست بدعا ہیں کہ ہمارے کالجوں اور اسکولوں کی حالت درست کیجائے اور انکا ساز و سامان ٹھیک ہو۔ مگر سب سے بڑھ کر آج کل اسکی ضرورت ہے کہ ایک صدر دارالعلوم قائم ہو اور اسکی شاخیں جا بجا ہر صوبے میں پھیلی ہوں اور اسمیں ہر طرح کی تعلیم دیجائے۔

ہم لوگ یہ بھی چاہتے ہیں کہ دستکاری کے ذرائع بھی بڑھائے جائیں اور اسکی بھی تعلیم ہو۔ یہ ہے تعلیم کی بابت موجودہ رائے اور امید ہے کہ گورنمنٹ اسکو اچھی طرح دل سے پسند کرکے اسکی ترقی اور کامیابی کے لئے کوشش کریگی۔ (چیرز)

"ہندوستان کی مالی حالت"

مسٹر آر۔ ان۔ ہلکر (امراوتی) نے ہندوستان کی مالی حالت رزولیوشن کو پیش کرتے وقت حسب ذیل تقریر کی

جناب صدر انجمن صاحب، برادران ڈیلیگیٹ۔ لیڈیز اور جنٹلمین۔ جس رزولیوشن کی تحریک کرنے کی مجھ سے فرمایش کی گئی ہے وہ ایک ایسے ... ن سے بحث رکھتا ہے جو ہمارے حق میں نہایت ہی وقیع ہے اور اس ملک کے باشندوں کی اصلی بہبودی بھی اسی مضمون کے باقاعدہ اور کماحقہ غور کئے جانے پر منحصر ہے میرا مطلب اس مضمون سے مسئلہ "حالت مالی ہے"۔

حضرات! ایک زمانہ وہ تھا کہ اس بات کا سر مجلس کہنا کہ ہندوستان کے لوگ بہت مفلس ہو گئے ہیں داخل بغاوت خیال کیا جاتا تھا اور انتظام حکومت میں کسی طرح کے نقص یا خرابی کا شبہ کرنے میں بھی اُن تمام فوائد کی طرف سے بدگمانی سمجھی جاتی تھی جو ہندوستان کو انگلستان سے پہنچے ہیں، تینتیس ۳۳ تینتیس برس (۳۳) کی بات ہے کہ مسٹر دادا بھائی نوروجی نے (چیرز) "افلاس ہند" پر ایک مضمون پڑھا تھا تو یہاں سے انگلو انڈین اخبارات اور انگلستان سے تھوڑی اخبارات کی جانب سے اُن پر نفرین و لعنت کی وہ بوچھار ہوئی تھی کہ اللہ دے اور بندہ لے اور سب سے زیادہ اشتعال مسٹر جے۔ ایم میکلین کو ہوا تھا جو فی الحال ہمارے

موافق ہیں۔ بعد میں جب کچھ توقعات ہوئے اور کچھ آفتیں نازل ہوئیں جیسی کہ سنہ ۷۷-۷۸-۹۷-۱۸۹۸ اور ۱۹۰۰ کے خطرناک قحط تب ایسے ایسے لوگوں کی بھی آنکھیں کھلیں جو ہر بات کو اپنے مفید مطلب سمجھتے تھے یا جو لوگ اپنے دلفریب خیالات میں مست تھے اور ان لوگوں نے مجبورًا اس بات کو تسلیم کر لیا کہ جو باتیں ہونا چاہئیں تھیں نہیں ہیں۔ ہمنے حال ہی میں ایک خاص اینگلو انڈین اخبار کو یہ تسلیم کرتے دیکھا کہ بے شمار لوگ افلاس میں مبتلا ہیں۔ گورنمنٹ کے افسروں کو مجبورًا ماننا پڑا ہے کہ اس ملک میں لکھوکہا آدمی ایسے ہیں جنکی عمریں گذر گئیں اور انہیں یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ پیٹ بھر روٹی کا کہانا کیسا ہوتا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان کے بڑے حصّے میں برٹش سلطنت آٹھارویں صدی کے آغاز میں قائم ہوئی اور ۱۸۵۷ء سے اب تک جو ۱۳۰ برس کا زمانہ گذرا ہے اسمیں ہم دیکھتے ہیں کہ ۴۴ قحط پڑ چکے ہیں اور آخری قحط کے بیشتر کے گذشتہ چالیس سال میں ۸ قحط واقع ہو چکے ہیں ان قحطوں میں باوجود ایک مہذب اور رحم دل گورنمنٹ کی کوششوں کے ایک کروڑ پچاس لاکھ آدمی ضایع ہو گئے۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ اگر بارش نہ ہو تو بجز مصیبت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہندوستان کے باشندے سنجیدگی۔ صلح پسندی اور کفایت شعاری میں کسی طرح کم نہیں ہیں انسے زیادہ جفاکش اور مطیع قانون کوئی قوم نہیں ہے۔ خود ملک پر خدا کا بڑا فضل رہتا ہے۔ یہاں کی آب و ہوا ہر طرح کی پیداوار کے موافق ہے۔ زمین زرخیز و مالا مال ہے پھر جو یہاں اسقدر افلاس رہتا ہے اسکی کیا وجہ ہے؟ یہ وہی ملک ہے جو کسی زمانہ میں ملک زرین خیال کیا جاتا تھا۔ یہ وہی ملک ہے جسکی کشش سکندر و محمود کو یہاں لائی۔ یہ وہی ملک ہے جسپر وقتًا فوقتًا ظالموں کی یورشیں ہوتی رہی ہیں پھر ایسے ملک میں افلاس کیوں ہو؟ اور اس ملک میں ایسی عالمگیر مفلسی کے چھا جانے کا سبب کیا ہے۔ ہندوستان کے افلاس کی یہ حالت ہے کہ اگر انگلستان سے اسکا مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ بمقابلہ وہاں کے فی کس ۴۲ پونڈ کی آمدنی کے یہاں کی فی کس آمدنی دادا بھائی نوروجی کے مطابق ۲۰ روپے سر ڈیوڈ باربر اور لارڈ کرامر کے مطابق ۲۷ روپے اور لارڈ کرزن کے مطابق ۳۰ روپے ہے اب اگر ہم سب سے بڑی تعداد کو لیں تو بھی ۳۰ روپے فی کس سالانہ کے معنی ہیں ڈیڑھ آنہ روزانہ۔ اس ۳۰ روپے سالانہ سے ۳ ½ روپیہ تو نکل گئے ٹیکس کے باقی بچے ۲۶ ½ اب بتائیے کہ اسمیں کیا وہ خود کھائے پہنے اور کیا وہ اپنے جورو بچوّں کی پرورش میں صرف کرے۔

حضرات! اب سے صرف ۱۳۰ یا ۱۴۰ برس پہلے یہاں سوائے بدنظمی اور طوائف الملوکی کے

اور کچھ نہ تہا۔ آج نادر شاہ آیا اور کل احمد شاہ ابدالی اور جسکے جو ہاتھ لگا لیکر چلتا ہوا غرضکہ ہر طرف ابتری اور پریشانی تہی مگر باینہمہ لوگوں کی مالی حالت بہمہ وجوہ درست تہی۔ اور وہ اپنی پرورش کرکے اپنی ضرورت کے موافق غلہ پیدا کرکے اور اپنی حوایج زندگی اور سامان آسایش کے لئے اہل حرفہ کو مسالا پہنچاکر بہی غیر ممالک کو بکثرت مال روانہ کرتے تہے۔ اس ملک کے سامانِ تجارت پر فرنچ ڈچ انگریز اور پرتگیز وغیرہ میں رقابت رہتی تہی اور یہ حالت اس بدامنی کے زمانے تک قایم رہی مگر اسکے کچھ ہی عرصہ کے بعد یعنی جب سے بنگال میں انگریزوں کا قدم جما اُسی وقت سے ساری کیفیت بدل گئی۔ سب سے پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنا حصہ بڑہانے کے لئے اور جو اجارہ ان حاصل تہا اُسکو زیادہ فایدہ مند کرنے کی غرض سے نمک کی تجارت میں مداخلت شروع کی اور کمپنی کے ملازم بہی یہی کرنے لگے چنانچہ سب سے پہلے اُنہوں نے اُن تاجروں اور بیوپاریوں کی معاملات میں دراندازی کی جو ان کی حدود ملکت میں رہتے تہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ بہی ویسی ہی خودغرضانہ اور ویسی ہی بیجا پالیسی کی پیروی کر رہی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو انگلستان کا اسباب تجارت ہندوستان میں بلا چنگی کے آنے پاتا ہے اور دوسری طرف یہاں کے سوتی اور ریشمی مال کا اکثر حصہ تو بعض حالتوں میں کہیں جانے ہی نہیں پاتا ہے اور اب کچھ عرصہ سے جو جانے بہی پاتا ہے تو اُس پر ۱۰ فیصدی، ۲۰ فیصدی، ۳۰ فیصدی، ۴۰ فیصدی، ۵۰ فیصدی، ۱۰۰ فیصدی اور ۲۰۰ فیصدی حتیٰ کہ ۵۰۰ فیصدی تک کی چنگی لگا دیجاتی ہے جسکی وجہ سے وہ کسی طرح نہیں جا سکتا۔ اس طرح پر پولیٹیکل ناانصافی سے کام لیکر انہوں نے ہماری تمام صنعت و حرفت کا خون کر دیا اور [illegible] ہماری تجارت کا وہ راستہ بند کر دیا جس سے ہم بیشتر مستفید ہوتے تہے۔ اس پولیٹیکل ناانصافی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روئی اور ریشم کی تجارت۔ سامانِ برنجی۔ گوٹا کناری وغیرہ جتنی اس ملک کی تجارت اور صنعت تہی سب پر زوال آنا شروع ہو گیا اور کچھ عرصہ میں سب کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ دیکھئے کہ سنہ ۱۸۱۳ع تک باوجود اسقدر سخت چنگی ہونیکے ہمارے یہاں سے انگلستان کو اس سے بہت زیادہ مال گیا جتنا وہاں سے یہاں آیا مگر بیس ہی برس بعد جو آپ دیکھئے تو معاملہ برعکس ہو گیا۔ اب ہندوستان میں انگلستان کا مال پہلے سے تیس گنا زیادہ آتا ہے اور یہاں سے وہاں تقریباً کچھ نہیں جاتا۔ اسکے بعد ہی میکینک کی ترقی ہوئی اور اسطرح دوہرا دباؤ پڑ جانے سے یہاں کی تمام صنعت شکستہ و برباد ہو گئی اور جو لوگ مختلف پیشے کرتے تہے، انکو ان تمام کاموں کو چھوڑ کر مجبوراً کاشتکاری اختیار کر لینا پڑی

نتیجہ یہ ہوا کہ زراعت ہی اُنکے ملک کا ایک پیشہ رہگئی۔ ۸۰ فیصدی بلکہ ایک حساب سے ۹۰ فیصدی آبادی کا دارو مدار کاشتکاری پر ہے۔ زمین کے بارہ میں گورنمنٹ نے وہ پالیسی اختیار کی ہے جس سے نہ تو اسپر کسی کو سرمایہ لگانیکا حوصلہ ہی ہوتا ہے اور نہ محنت کرنیکا۔ برٹش حکومت کی ابتدا میں محاصل اسقدر گراں رکھے گئے تھے کہ کاشتکاروں کو محنت تک کا اجر نہیں بچتا تھا۔ اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک میں آثار تباہی نمایاں ہوگئے اور آخرکار لوگ بربادی کا سامنا دیکھکر برافروختہ ہوگئے اسپر کسیقدر اصلاح کی گئی اور صوبجات مغربی وشمالی۔ بمبئی اور مدراس میں پیشتر سے بہتر طرز عمل اختیار کیا گیا اور تشخیص مالگذاری میں آسانی کردیگئی صوبہ بنگال میں لارڈ کارنوالس و سرجان شور کی دانشمندانہ پالیسی کی بدولت اُنیسویں صدی کے آغاز میں استمراری بندوبست ہوگیا۔ ملک کے دوسرے حصوں میں مذکورہ بالا غلطیوں کے سرزد ہونیکے بعد زیادہ روشن خیالی کی پالیسی عمل میں لائی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی حالت ترقی پزیر ہونے لگی لیکن یہ رعایت کافی نہ تھی۔

ایک نقص اس طریقے میں یہ تھا کہ اس امر کے معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ اور موقع نہ تھا کہ دوسری بار پیمائش کے موقع پر تشخیص مالگذاری میں زیادتی ہوگی یا نہ ہوگی اور اگر ہوگی تو کسطور پر ہوگی یہ سب معاملات افسر بندوبست کی رائے پر چھوڑدیئے جاتے تھے۔ ۱۸۵۸ء میں جبکہ غدر کا ہنگامہ فرو کیا جاتا تھا شمالی ہندوستان میں ایک بہت بڑا قحط پڑا جسکے بعد لارڈ کیننگ نے ایک کمشن مقرر کی۔ ان اسباب کے متعلق تحقیقات کرنے اور رپورٹ پیش کرنیکے لئے جنکے ذریعے سے ملک آیندہ قحط کی بلا سے نجات پاسکے کرنل بیرڈ صاحب مقرر کئے گئے تھے۔ جنہوں نے بڑی تحقیقات کے بعد اپنی یہ سفارشانہ رائے ظاہر کی کہ اگر بندوبست استمراری ملک کے جن حصوں میں موجود نہیں ہے وہاں بھی جاری کیا جائے تو البتہ قحط سالی کے باربار واقع ہونے سے نجات ملسکتی ہے۔ کمشنر صاحب کی یہ سفارش لفٹنٹ گورنر بہادر اور بورڈ کے ایک پرانے ممبر نے بھی منظور کی۔

یہ تجویز گورنمنٹ انڈیا کے پاس بھی بھیجی گئی اور گورنمنٹ نے جو وائسرائے اور ممبران کونسل پر مشتمل تھی، اسکو پسند کیا۔ سکرٹری آف اسٹیٹ اور اونکی کونسل نے بھی اظہار پسندیدگی فرمایا۔ ہندوستان میں صرف ایک گورنمنٹ بمبئی نے اسکی مخالفت کی تھی۔ گورنمنٹ مدراس نے بھی بندوبست استمراری کی اصول کو منظور کرلیا تھا۔

امید کیجاتی تہی کہ اس تجویز پر جسے ایک افسر اعلیٰ نے پیش کیا اور جسے لفٹننٹ سی لیکر وائسرائے اور سکرٹری آف اسٹیٹ مع کونسل نے منظور بہی کر لیا ضرور عمل کیا جائیگا لیکن ایسا ہونا مقدر میں نہ تہا۔

جو لوگ بندوبست استمراری کی خواہش نہیں رکھتے تہے انکے دلونمیں بعض شکوک جاگزیں ہو گئے اور انہوں نے بتایا کہ اس طریقے پر محاصلات گورنمنٹ میں کمی واقع ہوگی کیونکہ بہت سے نئے حصے ملک کے ایسے ہیں جو تہوڑے سے ہی زمانے میں زیر زراعت آجائینگے اور بعض دوسرے حصونمیں آبپاشی کے ذرائع جاری ہوجائینگے۔

اسکے بعد ۱۸۷۱ء و ۱۸۷۹ء کے مراسلات آتے ہیں جن کا مطلب یہ تہا کہ ان حصوں کو چہوڑ کر جہاں قابل زراعت زمین کا صرف ۸۰ فیصدی حصہ زیر کاشت ہو یا جہاں آیندہ بیس سال کے عرصے میں آبپاشی انہار کے ذریعے سی ۲۰ فیصدی سے زیادہ ترقی کی امید نہو، بندوبست استمراری کو وسعت دیدینا چاہئے۔

کچہ دلوں تک یہی حالت رہی لیکن بندوبست استمراری جسکا وعدہ اُس زمانے میں کیا گیا جبکہ جنگ سکہہ و غدر ۱۸۵۷ء کی واقعات دلوں میں تازہ تہے اب ان واقعات کی یاد دلوں سے محو ہوجانے پر ایک غیر ضروری کام سمجہا جانے لگا۔

بندوبست استمراری کے عطا کرنے کی نسبت دوسری وجہ یہ بیان کی گئی تہی کہ اس انتظام سے اہل ہند کی وفاداری میں ترقی ہوگی۔ لیکن اب کہ دس پندرہ بیس سال کے تجربے سے معلوم ہوگیا کہ اہل ہند یونہیں امن پسند اور وفادار ہیں تو ان کی اس طبعی وفاداری کا انعام یہ دیا گیا کہ جو وعدہ اُن سے کیا گیا تہا اسکی نسبت صرف یہی نہیں ہوا کہ وہ وفا نہیں کیا گیا بلکہ کچہ دنوں کے بعد وہ یکقلم منسوخ کردیا گیا۔ یعنی بندوبست استمراری کی تجویز باوجودیکہ سکرٹری آف اسٹیٹ بہی اسکی تائید میں تہی ۱۸۸۳ء میں خارج ہوگئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

یہ زمانہ لارڈ رپن کی حکومت کا تہا۔ لارڈ صاحب موصوف نے مصالحت کی ایک ایسی تجویز پیش کی تہی جو اگر منظور ہوجاتی تو گویا ایک حد تک ہمکو استمراری بندوبست کے فوائد حاصل ہوجاتے۔ آپ کی تجویز یہ تہی کہ بندوبست استمراری بجائے اسکے کہ زر نقد میں ہو، پیداوار میں مقرر کردیا جائے۔

اس تجویز کی ایک وقت میں تین سکرٹری آف اسٹیٹس نے تائید کی تہی لیکن آخرکار ۱۸۸۹ء

میں وہ بھی نامنظور ہوئی اور اسطور پر عامہ خلائق کی بہبود کی اس تجویز سے ملک محروم رہگیا۔

پس حضرات اس مہربان گورنمنٹ کے زیر سایہ ہماری جو حالت ہو وہ یہ ہے کہ ملکی صنعت و حرفت کا خاتمہ ہوگیا ہے یا اگر کہیں کچھ ہے بھی تو نزع کی حالت میں ہی۔ جب ہم لوگوں نے دیکھا کہ دوسری قومیں کسطور پر ترقی کررہی ہیں تو ہمنے بھی ان سے سبق حاصل کیا اور ان کی تقلید کرنا چاہی چنانچہ یہاں بمبئی میں اور کلکتہ میں بھی بہتسے کارخانے اور مل قائم کئے اور ایک نئے روزگار کی بنیاد ڈالی لیکن جو لوگ گورنمنٹ ہند پر دباؤ ڈال سکتے تہے اور جن کی بدولت ہماری پرانی دستکاریوں کا خاتمہ ہوچکا تہا وہ ہماری ان نئی کوششوں پر بہی خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے سکرٹری آف اسٹیٹ پر زور ڈالا۔ کون سکرٹری جنکی تنخواہ ہملوگوں کے ٹیکسوں سے اداکیجاتی ہے۔ اور اس زمانے کے سکرٹری یعنی لارڈ سالسبری نے لکہا کہ کچہ ایسی ترکیب کرنا چاہئے جس سے برٹش صنعت و حرفت کو ہندوستانی کاریگری کے مقابلے سے ضرر نہ پہونچے (شرم شرم)

حضرات جیساکہ ہرجگہہ قاعدہ ہی ہندوستان میں بہی باہر سے آنیوالی ہرشئے پر محصول لگایا جاتا تہا۔ لیکن جب منچسٹر کے کارخانہ داروں نے دیکہا کہ ہندوستان میں نیا روزگار ترقی کررہا ہے تو انہوں نے زور ڈالکر سکرٹری آف اسٹیٹ سے محصول درآمد معاف کرالیا۔ گورنمنٹ ہند اور ممبران کونسل نے براہ عنایت مخالفت بہی کی تہی لیکن سکرٹری آف اسٹیٹ کی رائے غالب رہی۔

معاملات کا یہیں پر خاتمہ نہیں ہوا۔ بلکہ رحم دلی کے پردے میں منچسٹر کے بیرحم کارخانہ داروں کے عورتوں اور بچوں کی خاطر ہماری صنعت و حرفت کے پائے ترقی میں ایک زنجیر گراں ڈالدی گئی اور منچسٹر والوں کے شور و فریاد پر "قانون کارخانجات ہند" پاس ہوگیا۔

صرف ایک صیغہ زراعت کا باقی رہگیا ہے اسمیں بہی ہمسے ایسا برتاؤ کیا جاتا ہے جیساکہ ناممکن ہے کہ کوئی دوسری ملکی حکومت کرتی۔

اسپر بہی خاتمہ نہیں ہوا ہے۔ بلکہ جیسا مسٹر دت نے بکرات ظاہر کیا ہے کہ کسی ملک کی دولتمندی صرف پیدائش دولت پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اسپر بہی کہ گورنمنٹ اس دولت کا مناسب اور دانشمندانہ طور پر استعمال کرے۔ اور اس لحاظ سے دیکھئے تو ہماری مالی حالت بیحد ناقابل اطمینان ہے۔

حضرات ہندوستان اگرچہ غریب ملک ہے لیکن ٹیکس جو یہاں لیا جاتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو انگلستان میں وصول کیا جاتا ہے بشرطیکہ ہم دونوں ملکوں کے ذرائع آمدنی کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ فی کس ۱۰ روپے سالانہ تخمینی آمدنی پر ہمکو ۳ روپے ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ ہمکو بہت گراں تنخواہ پر نوکر رکھنے پڑتے ہیں اور نوکر بھی کیسے جو دوسرے ملک سے آتے ہیں جو اپنی تمام بچت دوسرے ملک کو بھیجدیتے ہیں۔ اور جو اپنی پنشن بھی دوسرے ہی ملک میں لیتے ہیں۔ مالی حیثیت سے دیکھئے تو اس ملک کے انتظام کا یہ ایک بہت بڑا نقص ہے۔ اخلاقی نقصان کے علاوہ لوگوں کی مردانگی میں بھی خلل آجاتا ہے اور لوگوں کے اخلاق وعادات میں نمایاں خرابی واقع ہوتی جاتی ہے۔ علاوہ بریں مالی نقصان بھی اسقدر ہے کہ ۱۲۲۳۷۸ افسروں میں سے جنکی تنخواہ دس ہزار روپیہ سالانہ ہے صرف ساٹھ ہندوستانی ہیں اور ۱۵ ہندی عیسائی اور اسطرح ۴ کروڑ بیس لاکھ سالانہ غیر ملک کے لوگوں میں کھپ جاتا ہے آپ خیال کرسکتے ہیں کہ کسقدر کثیر روپیہ ملک سے نکلتا چلا جاتا ہے اور اسکے نکلنے کا صرف یہی ایک ذریعہ نہیں ہے جسکا ذکر میں نے اوپر کیا بلکہ ایک اور بھی ذریعہ ہے اور وہ ”قرضہ ہند“ ہے اور یہ قرضہ جیسا کہ آپکو معلوم ہوگا۔ ہندوستان کے اغراض کے لئے نہیں لیا گیا بلکہ اسکا ایک حصہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا سرمایہ ادا کرنیکے لئے لیا گیا اور باقی مختلف جنگوں کے اخراجات کی غرض سے لیا گیا۔ یہ لڑائیاں نہر سوئز سے اسطرف جہاں کہیں ہوئیں انکا خرچ بیجا طور پر ہندوستان ہی کے سر پڑا۔

ہندوستان کا قرضہ اسوقت ۲۲ کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ ہے جسوقت ملکہ معظمہ مرحومہ تخت نشین ہوئی تھیں اسوقت تین ملین یعنی تیس لاکھ پونڈ باہر جاتے تھے لیکن اب صرف ”ہوم چارجز“ یعنی اخراجات انگلستان کی مقدار ایک کروڑ ستر لاکھ پونڈ تک پہونچگئی ہے۔ اسکے علاوہ افسر لوگ جو روپیہ اپنے گھر بھیجتے ہیں اور یورپین کمپنیوں کو جو نفع ہوتا ہے اُسکا شمار نہیں۔

آپ کو معلوم ہوگا کہ درآمد وبرآمد کا فرق اسوقت دو کروڑ اسی لاکھ پونڈ کا ہے۔ پس یہ دولت جو اسطرح غیر ملک کو بھی چلی جاتی ہے اسکے روکنے کا اگر کوئی طریقہ ہے تو یہ ہے کہ اس ملک کے لوگ جتنے اسوقت تک رکھے جاتے ہیں اس سے زیادہ مقرر کئے جائیں (چیرز) اور اسکی صورت وہی ہے جسکا ذکر آنریبل مسٹر سریندر ناتھ بنرجی نے پہلے رزولیوشن کو پیش کرتے وقت کیا تھا۔

حضرات ان الفاظ کے ساتھ میں اس رزولیوشن کو آپ لوگوں کے سامنے منظور ہونیکے لئے پیش کرتا ہوں

اہل ہند جنوبی افریقہ میں

مسٹر مدن جیت ساکن جنوبی افریقہ نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے وقت کہا کہ:۔

یہ عظیم الشان قومی جلسہ ہر سال جنوبی افریقہ میں اہل ہند کی حالت کے متعلق رزولیوشن پاس کرتا رہا ہے لیکن اسوقت تک اس سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اہل ہند کی حالت روز بروز نازک ہوتی جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ اگر انکو اپنے دعوے کی راستی اور حفاظت حقوق کی نسبت اہل انگلستان کی رضامندی اور مدد کا اطمینان نہوتا تو وہ اس جھگڑے سے کبھی کے دست بردار ہوگئے ہوتے۔

جسوقت تک وہ گورے چمڑے والوں کے ماتحت رہتے ہیں اسوقت تک وہ ہر طرح اچھے سمجھے جاتے ہیں لیکن اگر وہ بذات خود کوئی کام کرنا چاہیں۔ مثلاً کسان یا تاجر یا دوکاندار کی حیثیت سے کام شروع کریں تو فوراً انکی موجودگی نامناسب سمجھی جانے لگتی ہے۔

۱۸۵۹ء کے قبل نیٹال دیوالیہ ہونے کے قریب تھا۔ نہ وہاں۔ چائے اور شکر کے قطعات تھے نہ وہاں کے ہوٹلوں اور پرائیویٹ مکانوں کے لئے معتبر باورچی اور نوکر دستیاب ہوسکتے تھے اور کافر زیادہ دنوں تک کام کرنے کی جانب راغب نہیں کئے جاسکتے تھے۔

ایسے نازک وقت پر اس نے ہندوستان سے درخواست کی اور حکومت ہند نے اپنی آبادی کے زائد از ضرورت حصے کے لئے کام مہیا کرنیکی غرض سے ہندوستانی قلیوں کی فراہمی منظور کرلی۔

آپ لوگوں کو یہ بات خصوصیت کے ساتھ ملحوظ رکھنا چاہیے حکومت ہند نے ہندوستانیوں کی روز افزوں آبادی کو دیکھکر اُن کے واسطے دوسرے ملک میں جگہہ نکالنے کے خیال سے مذکورہ بالا تجویز منظور کی تھی۔

پھر جسوقت یہ غرض فوت ہوجائے اور ہندوستانیوں کو وہاں رہنے کی جگہہ نہ ملے تو ہندوستانیوں کی روانگی بھی اُسوقت سے موقوف ہوجانا چاہئے۔

حضرات۔ اہل ہند کو نیٹال کی خوشحالی کا مرکز خیال کرنا چاہیے۔ نیٹال کے ایک کمشنر کا

قول ہو کہ "ہندوستانی کام کرنیوالوں کی مدد کے یقینی وعدے کا فوری اثر یہ ظاہر ہوا کہ محاصل ملک میں ترقی ہو گئی یہاں تک کہ چند ہی برسوں کے اندر محاصل پہلے کی بہ نسبت چوگنے ہو گئے اہل حرفہ کی مزدوری دو نے سے زیادہ ہو گئی۔ پھر جب کچھ دنوں کے بعد یہ خطرہ پیدا ہوا کہ ہندوستانی مدد موقوف ہو جائیگی تو اسی کے ساتھ محاصل اور اجرت میں بھی فوراً کمی پیدا ہو گئی۔"

اسکے بعد ایک بار پھر تغیر واقع ہوا اور کمشنر موصوف کے بیان کے مطابق "ہندوستانی کام کرنیوالوں کی روانگی کے نئے وعدے نے پھر اپنا اثر دکھلایا اور محاصل ملک اجرت اور تنخواہوں میں زیادتی نمایاں ہو گئی۔ اور تخفیف تنخواہ وغیرہ کا خیال ایک پرانا خیال سمجھا جانے لگا۔"

یہ معاہدہ پہلے تین سال کے لئے تھا لیکن بعد میں ۵ سال تک کر دیا گیا۔

یہ طریقہ بذاتہٖ ایسا ہے کہ اسمیں خرابیوں کا پیدا ہونا یقینی ہے۔ اور آزمائش نہایت سخت ہوتی ہے۔ لیکن باستثنائے چند اس امید میں نباہ لیجاتے ہیں کہ جسوقت وہ آزاد ہوں گے اُسوقت تو وہ اپنی بہبود کی صورت خود نکال لینگے۔

آزاد ہندوستانیوں کا ایک بڑا حصہ گانوؤں میں بحیثیت مزارعین رہتا ہے۔ کچھ لوگ خدمتگاروں باورچیوں اور مزدوروں کے طور پر شہر ہی میں رہنا پسند کرتے ہیں اور تھوڑے سے تعلیم یافتہ لوگ کلرک بھی ہیں۔

اس طور پر اس ۴۵ سال کے عرصے میں ہندوستانیوں کی ایک بڑی اور مستقل آبادی اس کالونی میں پیدا ہو گئی ہے۔ اور آج نیٹال کی جو کچھ سرسبزی ہے وہ انہی ہندیوں کی بدولت ہے۔ اُنہیں کی وجہ سے اسکو "باغ جنوبی افریقہ" کا خطاب ملا۔

ہندوستانی محنت کے بغیر نیٹال کا گذر نہیں ہو سکتا۔ ہر سال ہندوستانی قُلی کی مانگ بڑھتی ہی اور آج ہندوستانی تارکان وطن کے محافظ کے پاس، جسکی نسبت ہم آگے چلکر ذکر کرینگے ۱۸۰۰۰ قلیوں کے لئے درخواست موجود ہے درانحالیکہ وہ ۳۰۰۰ سے زیادہ قلی مہیا نہیں کر سکتا۔

حضرات نیٹال کو ہندوستانی قلیوں کی ضرورت ہے یعنی اپنے شکر اور چائے وغیرہ کے کارخانوں کے لئے نیز اپنے ہوٹلوں اور پرائیویٹ مکانوں اور کانوں کے لئے جہاں ان بیچاروں کو پانچ برس کے لئے ۔ آسے لیکر ۱۲ حتی کہ ۱۵ گھنٹے روزانہ تک جُتا رہنا پڑتا ہے اور پھر آیا ۱۵

شلنگ ماہوار کی قلیل تنخواہ پر اس کالونی کا ہندی مزدوروں کے بغیر کسی طرح کام نہیں چل سکتا لیکن طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اسپر بھی وہ ہندوستانیوں کی موجودگی سے قطعاً انکار کرتی ہے۔ وہاں ایک قانون پاس ہوا ہے جسکی رو سے معاہدے کی میعاد کے اختتام پر ہندوستانی قلیوں کے لئے ضروری ہے کہ یا تو وہ معاہدے کی تجدید کریں یا فوراً کالونی کو چھوڑ دیں۔ لیکن اگر وہ وہیں رہنا چاہیں تو انکو فی کس ۳ پونڈ سالانہ محصول ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن نیٹال اسطور پر ہندوستانیوں کی خون چوسنے پر بھی بس نہیں کرتا ہے۔ اس کالونی کے باشندے کچھ اس سے بھی زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ نیٹال گورنمنٹ نے دو کمشنر گورنمنٹ ہند کے پاس اس غرض روانہ کئے کہ وہ قلیوں سے ۵۔ ۱۰ یا ۱۵ سال تک کام کرنے کا معاہدہ اس شرط پر کریں کہ جب وہ تجدید معاہدہ سے انکار کرے یا کام نہ کر سکے تو قطعی طور پر ہندوستان واپس ہو جائے۔ گویا کہ اسکے معاہدے کو ہندوستان میں ختم ہونا چاہئے یا بالفاظ دیگر یہ کہ کوئی ہندوستانی قلی بحالت آزادی نیٹال کی پاک اور متبرک زمین پر قدم نہ رکھ سکے۔

ہندوستانیوں کی خوش قسمتی سے لارڈ کرزن نے ابھی تک اس نامعقول تجویز سے اتفاق نہیں ظاہر کیا ہے اور جو لوگ وہاں رہنا چاہیں انکو ہنوز وہاں رہنے کی اجازت ہے اگرچہ اُنکا بے خرخشہ رہنا مشکل ہے۔

ان کالونیوں میں ایک افسر "محافظ تارکان وطن ہند" کے نام سے رہتا ہے جسکا فرض اس امر کی نگرانی ہے کہ بدقسمت ہندیوں کے ساتھ انصاف کیا جائے وہ نیٹال گورنمنٹ کو جوابدہی کا ذمہ دار ہے لیکن نوکر ہے انڈین امیگریشن بورڈ کا جو وہاں کے مزارعین کے قائم مقاموں سے بنا ہے۔

اس افسر کی ترقی بلکہ اسکی جگہ بھی ان قائمقاموں کی مرضی پر منحصر ہے اور اس لئے یہ خیال محال ہے کہ اگر وہ چاہے بھی تو اپنے فرض منصبی کو بخوبی ادا کر سکتا ہو گا۔

اس امر کے بہت سے وجوہ ہیں کہ اس افسر پر گورنمنٹ ہند کی جوابدہی لازم کر دیجائے اور اگر ایسا ہو جائے تو آپ دیکھ لیں کہ بہت سی خرابیاں جنکی بابت موجودہ کسیکو خبر بھی نہیں ہوتی، یا تو بالکل دور ہو جائیں یا کم از کم تمام دنیا پر روشن ہو جائیں۔

غرضکہ یہ طریقہ بھی قابل اعتراض ہے اور اسکی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ بارہا ایسا ہوا ہے کہ معزز اور
اور خوشحال ہندوستانی ریل پر سے اُتار کر اسلئے حوالات میں دیدئے گئے ہیں کہ وہ بغیر پاس کے
سفر کر رہے تھے۔ اور ایسا بھی ہوا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے لئے دایہ کی تلاش میں نکلے اور اس بنا پر
پولیس اسٹیشن پر بند کر دئے گئے کہ وہ پاس نہ دکھا سکے اور صبح کو گھر واپس آئے پر انہوں نے گھر والوں
کو نازک حالت میں پایا۔

تمام نیٹال میں اس سال ۰۰ الیسنسوں کے تبدیل کرنے سے انکار کر دیا گیا اور مجھکو خوف ہے
کہ ماہ آیندہ میں اس فہرست میں اور بھی زیادتی ہوگی۔ سختی یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ اگر کوئی دوکان
ایک مقام سے دوسری جگہہ اُٹھ جائے تو بھی لیسنس تبدیل کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ ان واقعات نے
ہندوستانی دوکانداروں کا اعتبار بہت کم کر دیا ہے اور اگر صورت حال یہی قائم رہی تو خطرہ ہے کہ
اس حصہ دنیا سے ہندوستان کی تجارت بالکل نابود ہو جائے گی۔

آرینج کالونی میں بھی ہندیوں کی حالت خطرناک ہے۔ وہاں ہندوستانی صرف بحیثیت ملازم خانگی
رہ سکتا ہے اور وہ بھی کسی گورے چمڑے والے آقا کی گارنٹی میں۔ وہ بغیر کلونیل سکرٹری سے پاس
حاصل کئے ہوئے، ایک آقا کو چھوڑ دوسرے کی نوکری نہیں کر سکتا۔

پریسیڈنٹ برانڈ کے زمانے میں اس آزاد کالونی میں چند ہندوستانی تاجر تھے لیکن انکی دکانیں
زبردستی بند کر دی گئیں اور وہ غریب بلا کسی معاوضے کے ملک چھوڑ دینے پر مجبور کئے گئے اور اسوقت
تک، کہ وہ ملک انگریزی عملداری میں شامل ہو گیا ہے، پھر وہاں داخل نہ ہو سکے۔

روڈیشیا میں بھی ہندوستانیوں کو ایسی ہی کچھہ شکایتیں ہیں۔ لیکن چونکہ وہاں ہندی کم ہیں اور
انکی شکایتیں بھی عام قسم کی ہیں اسلئے میں انکو گنوانا نہیں چاہتا۔

ٹرانسوال اصلی کشمکش کا مقام ہے اور وہاں حالت سب سے زیادہ نازک ہے حقیقت یہ ہے
کہ اس بارے میں جو پالیسی ٹرانسوال کی ہوگی وہی تمام جنوبی افریقہ میں قائم ہو جائے گی۔ اور اسلئے
حضرات ضروری ہے کہ ہم اس جانب اپنی توجہ کو مائل کریں۔

وہاں نیا قانون بننے والا ہے اور اسلئے وہاں کی مخالف جماعتوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ کسی
طور پر ہندوستانیوں کے وجود کو ناممکن کر دیں۔ لارڈ ملنر اور سر آرتھر لالے اس قومی نفرت،

کے شعلہائے آتش سے متاثر ہو رہے ہیں - ایسی حالت میں اگر آپ حضرات، ہمارے اینگلو انڈین دوست اور گورنمنٹ ہند سب مل کر مدد کے لئے نہ پہونچینگے تو کامیابی کی اُمید کو خیرباد کہہ دینا چاہئے -

میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اُٹھیئے اور کچھ کیجئے ورنہ جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی حالت برہنہ وحشیوں کے مانند ہوجائیگی - ہمارے قابل عزت ہموطن مسٹر گاندھی تن تنہا مردانہ وار ایک جماعت کثیر کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ خود بھی کوشش کرے اور ہند کے تیس کروڑ باشندوں سے درخواست کرے کہ وہ اس موقع کو بچالیں -

حضرات - یہ مسئلہ جنوبی افریقہ کے ایک لاکھ تیس ہزار باشندوں ہی سے تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک نہایت اہم قومی مسئلہ ہے جسکے متعلق غفلت کرنے سے ہمارے تمام حقوق اور آزادی کا خون ہو جائیگا - اور ہمارا قومی وجود تقریباً نیست ہوجائیگا اور ہم وحشی اقوام کے برابر ہو جائینگے - رنگ، کا خبط آہستگی کے ساتھ لیکن یقینی طور پر ترقی پذیر ہے - اسٹریلیا والوں نے سیاہ رنگ والوں کے خلاف فیصلہ کر ہی دیا - سر چارلس الیٹ، جو خوش قسمتی سے اب گورنر لوگنڈا نہیں ہیں، اس صحت بخش حصۂ ملک کو گورے لوگوں کے لئے مخصوص کردینا چاہتے تھے اور کالے لوگوں خصوصاً ہم ہندیوں کو مشرقی افریقہ کے اُن حصوں میں بھگا دینا چاہتے تھے جہاں ہمیشہ ملیریا کا زور رہتا ہے - جزیرہ فیوجی میں بھی، جو صرف ہندوستانی نوآبادوں کی بدولت مشہور ہے، ہندوستانیوں سے ووٹ کا حق لے لیا گیا ہے -

حضرات یہ نوآبادیاں انگلستان کے زیر حکومت ہیں اور اگر ہمارے وہ حقوق، جو ملکہ مرحومہ اور ملک معظم نے عطا فرمائے ہیں، ہمکو ان نوآبادیوں میں بھی نہ ملے تو دوسرے ملکوں میں ہمکو کیا اُمید ہو سکتی ہے -

اس مسئلے کی بابت کہیں اختلاف رائے نہیں ہے - بس ضرورت صرف اس کی ہے کہ ایک باثر آواز بلند کیجائے -

حضرات - ہم لوگ جنوبی افریقہ میں اپنی مدد آپ بھی کرتے ہیں - لیکن بغیر اپنے مادری ملک ہند کی اعانت کے ہم بہت کم کام کر سکتے ہیں - ہم لوگ چونکہ ایک قلیل جزو ہیں اسلئے ہماری رائے منظور نہیں ہوتی - لیکن اگر جس کُل کے ہم جُزو ہیں اس کُل کی اعانت بھی

ہمکو حاصل ہو تو یقیناً ہماری رائے منظور کیجائے

حضرات - آخر میں ایک بار پھر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سمندر کے اُس پار اپنے ہندوستانی بھائیوں کی مدد کا قصد مصمم فرمایئے -

کاشتکاروں کی مقروضی

مسٹر ایچ - ایس - وکشت (بمبئی) نے اس رزولیوشن کو پیش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

مسٹر پریسیڈنٹ و حاضرین جلسہ -

مسٹر پریسیڈنٹ کے ارشاد کے بموجب یہ رزولیوشن اس سے پہلے رزولیوشن کا تتمہ ہے - یہ ایک ایسا رزولیوشن ہے جسکا انڈین فیمین یونین (کمیٹی قحط ہند) کے پاس کردہ رزولیوشن سے بالکل اتفاق ہے -

حضرات - آپ کو معلوم ہوگا کہ ۱۸۹۹ء کے قحط کے موقع پر ہمارے احباب نے انگلستان میں ایک کمیٹی بنام قحط ہند قائم کی تھی اور انہوں نے ایک ڈیپوٹیشن کے معرفت سکرٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں ایک میموریل پیش کرنیکے لئے تیاریاں کی تھیں لارڈ جارج ہملٹن وزیر ہند اولاً تو ڈیپوٹیشن سے ملنے کے لئے رضامند ہوگئے لیکن اُن وجوہ سے جنکا علم اُن ہی کو یا اُنکے مشیروں کو تھا وزیر ہند نے ڈیپوٹیشن سے ملنے کے لئے قطعی انکار کر دیا - مگر وزیر ہند صاحب نے میموریل قبول فرمالیا اور گورنمنٹ کی پاس روانہ کر دیا اُس سے جو کچھ نتیجہ برآمد ہوا وہ آپ سب پر روشن ہے - یہ وقت نہایت قیمتی ہے اور میں صرف چند الفاظ پر اکتفا کرنیوالا معمولی آدمی ہوں - اسلئے میں خیال کرتا ہوں کہ ان چند ریمارکس کے دوران میں جو میں کرنیوالا ہوں پریسیڈنٹ صاحب کو یہ موقع نہ دونگا کہ وہ مجھکو بٹھانیکے لئے گھنٹی بجا دیں - قحط کمیٹی کے رزولیوشن (جسکا میں نے حوالہ دیا ہے) اور اس رزولیوشن میں صرف الفاظ کے اولٹ پھیر کا تھوڑا سا فرق ہے دونوں کا منشا اور مطلب ایک ہی ہے وہ رزولیوشن یہ تھا کہ "یہ کانفرنس " قحط ہند کمیٹی " کی حمایت میں ہندوستان کے سے وسیع ملک میں متواتر قحط نمایاں ہونے ، رعایا کے بڑے حصے کے مستقل افلاس ، کاشتکاروں کی مقروضی

اور کاشتکاروں کی اس حالت کے اصلی اسباب کی تحقیقات کی طرف سے گورنمنٹ کی پہلو تہی پر افسوس
ظاہر کرتی ہے - اور اس کانفرنس کی یہ رائے ہے کہ اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ قحط زدہ گانوں کی مالی
حالت کی مفصل لوکل تحقیقات کیجاوے تاکہ واقعات کو جمع کر کے مختلف صوبوں کے مناسب
حال قحط کے روکنے اور اُسکا علاج کرنے کی تجویزیں سوچی جاویں،،

حضرات - آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ یہ رزولیوشن اس خیال پر مبنی ہے کہ ہندوستان میں
متواتر قحط پڑتے ہیں اور اُنکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ لاکھوں جانیں ضائع ہوتی ہیں - قحط کا متواتر
نمودار ہونا اور بہت سی جانوں کا ضائع جانا مسلم الثبوت واقعات ہیں جنمیں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا
ہی - ان کے علامات میں ہماری اور گورنمنٹ کی رائے ایک ہی ہے - فرض کیجئے کہ ہم اور گورنمنٹ
دونوں ایک شخص کو مریض جانتے ہیں تو اب فطرتاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسکو کیا بیماری ہے
اور اُسکا کیا علاج ہے - دوا استعمال کرنیسے پیشتر مرض معلوم کرنیکی ضرورت ہے - ہماری درخواست گورنمنٹ
سے صرف اسقدر ہے کہ وہ دوا مہیا کرے - ہمنے اپنی دوا تشخیص کر لی ہے - درحقیقت اس دوا کو ہمارے
محترم و مکرم مسٹر دادابھائی نوروزجی ڈکئی برس ہوئے تجویز کیا تھا اُن کی کتاب موسوم بہ ‘‘افلاس ہند’’
سے آپ سب خوب واقف ہیں - اس دوا کو سرکاری اور غیر سرکاری اصحاب نے وقتاً فوقتاً صحیح تسلیم
کر لیا ہے - میکڈانل قحط کمیشن نے بھی سنہ ۱۹۰۱ء میں وہی نتیجہ اپنی تحقیقات سے نکالا ہے - اس رپورٹ
سے چند فقرے نقل کر کے آپ کو سناتا ہوں کہ کمشنروں کی یہ رائے ہے کہ درحقیقت قحط غلے کا نہیں
ہے بلکہ روپیہ اور سرمایہ نہونیکا قحط ہے قحط زدہ قطعات کے علاوہ دوسری جگہہ غلہ موجود تھا - غلہ ملنے میں
کچھہ دقت نہ تھی بلکہ غلہ خریدنیکا سامان کرنے کی مصیبت تھی یہی وجہ تھی کہ لوگ مر گئے - اس کے متعلق
کمشنر کہتے ہیں کہ غلے کی قلت کبھی نہیں ہوئی ہے - مصیبت یہ ہے کہ اُسکے خریدنیکا بوتا ہی نہیں بہت غریب
کسان کو افلاس اور قرضداری کے باعث بسر اوقات کرنے سے زیادہ کسی رقم کے ملنے کی امید
نہیں ہوتی اور قحط میں وہ بھکاری ہو کر رہ جاتا ہے -

یہ مقولہ مشہور و معروف اشخاص کا ہے جنمیں سے ایک صاحب صوبہ متحدہ کی لفٹنٹ
گورنر تھے - ان حضرات نے بھی وہی علاج تجویز کیا ہے جو مسٹر دادابھائی نوروزجی وغیرہ نے کیا تھا
اس مسئلے کے متعلق دیگر حضرات کی رائیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں اور میرے نزدیک سب سے

آخری قول مسٹر اد - کانر کا ہے آپنے افلاس اور مالگذاری کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہو کہ ۲۵ سے ۳۰ فیصدی تک مالگذاری کم کر دیجاوے - یہ رائے دکن کے متعلق ہے اور اسپو جتنے میں سے حوالہ دیا ہے - لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مسٹر کانر اور سر انٹونی میکڈانل کی رائے دکن کے متعلق ایسی ہے جیسی کہ اُنکی رائے فلوریڈا یا جزیرہ کمسکاٹکا کے متعلق ہو اگر آپ غلطی کو معلوم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اُن اصحاب سے مشورہ کرنا چاہیئے جو غلطیاں گرفت کرلینے کے عادی ہیں جنہوں نے مختلف صوبوں کا انتظام کیا ہے - جنکا تعلق ملک کی مالگذاری کے طریقے سے رہا ہے - اگرچہ کسی خاص طریقے سے آپ کو سروکار نہیں - اسلئے ایسے ہی لوگ حکم قرار دیئے جا سکتے ہیں ان حضرات نے طریقہ مالگذاری سے سخت مخالفت نہیں کی ہے اسلئے یہ حضرات بہ نسبت اُن اصحاب کے جنہوں نے طریقہ مالگذاری پر کام کیا ہے، اور اُنکی مخالفت اور حمایت کی ہے بہتر حکم ہو سکتے ہیں آپ لوگ میری اس خیال کی ضرور تائید کرینگے کہ ایسے معاملات میں ہمکو آزاد لوگوں کی رائے پر زیادہ اعتماد کرنا چاہیئے اگر ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لوگ ایماندار حکم ہونے کے لائق ہیں - اسلئے میں تو ایماندار حکم ہونیکے لائق اصحاب کی رائے کو اُن اصحاب کی رائے پر زیادہ ترجیح دونگا جنہوں نے اسکے متعلق کام کیا ہے اور پیشتر سے اپنی رائے قائم کرلی ہے - اسلئے میں اسپر زیادہ زور دیتا ہوں کہ جو علاج ہمنے تجویز کیا ہے - اُسکو گورنمنٹ افیشل اور ایسے ایسے قابل حضرات نے صحیح تسلیم کرلیا ہے جنکے خلاف ایک حرف تک نہیں کہا جا سکتا ہے - ہماری گورنمنٹ سے یہی عرض ہے کہ وہ یا تو ہمارے مجوزہ علاج کو تسلیم کرے یا اگر وہ اسکے لئے طیار نہیں تو خود علاج دریافت کرے - ہم تو گورنمنٹ سے صرف یہی چاہتے ہیں کہ مرض کی علامتیں موجود ہے علاج کے متعلق ایک کمیٹی بیٹھا دی جاوے اور خاص خاص گانوں کی کے متعلق تحقیقات کرکے نتیجہ نکالا جاوے - لندن میں جنرل بوتھ اور ایک اور صاحب نے یہی طریقہ اختیار کیا تھا ہماری خواہش یہ ہے کہ اسی طرح تحقیقات کرائی جاوے -

ڈیلیگیٹوں کی انگلستان کو روانگی

اسکے بعد سر ولیم ویڈربرن نے آگے کو قدم بڑھایا اور نہایت جوش وخروش سے آپکا خیر مقدم کیا گیا

ساری مجلس نے کئی منٹ تک چیئرز دئے جسکے بعد آپنے حسب ذیل تقریر کی۔

"پندرہ سال ہوئے کہ مجھکو اس جلسے کا صدر نشین ہونے کی عزت حاصل ہوئی تھی اسوقت سے اب کچھ کم خیر مقدم آپنے نہیں کیا ہی۔ ہندوستان کے قدیم دوست خواہ اس ہال میں ہوں یا انگلستان کی گلیوں میں آپ اُن کو بھولتے نہیں (سنو۔سنو) میں بحیثیت انڈین نیشنل کانگرس کی برٹش کمیٹی کا ڈیلیگیٹ اور قائم مقام ہونے کے یہاں آیا ہوں (سنو۔سنو) میں آپکے دوستوں کے پیام آپکے نام لایا ہوں اور چند الفاظ اُس کام کے متعلق بھی کہوں گا جو کانگرس کے لئے انگلستان میں ہوا ہی۔ پہلا پیام آپکے مخدوم مکرم مسٹر دادابہائی کا ہے جسمیں امید اور ترغیب مرقوم ہے۔ وہ آپسے درخواست کرتے ہیں کہ آپ متفق۔ صابر اور مستقل مزاج رہیں یہ خاص اُن ہی کے الفاظ ہیں لیکن آپسے میں نہایت ضروری بات یہ کہتا ہوں کہ اس پیام سے کہیں زیادہ اُن کی روشن مثال ہی۔ جو کچھ اُنہوں نے اب تک کیا ہے اس رفاہ خلائق کے لئے ۵۰ سال کی ایثار نفسی اور سرگرمی معلوم ہوتی ہے۔

اسکے بعد مسٹر ایلن ہیوم اور مسٹر ڈبلیو۔ سی۔ بنرجی آپ کو دعا کہتے ہیں جو اس کانگرس کے بانی مبانی ہیں اُنہوں نے آپکے یہاں تشریف لانے کے لئے دعوت کو نہایت مسرت کے ساتھ منظور فرمایا تھا مگر افسوس ہے کہ کئی سال کی علالت نے اُنکو معذور و مجبور کر دیا۔ جناب ایک پیام مارکوئیس آف رپن (نعرۂ مسرت) کا ہے جسوقت میں انگلستان سے روانہ ہوا تو آپنے ایک صاحب کو یہ ارقام فرمایا۔ یہ الفاظ خاص اُن ہی کے ہیں کہ " کانگرس بمبئی کی کارروائی سے مجھکو بیحد دلچسپی ہوئی اور آپ کی واپسی پر اُسکی کارروائی سنکر مجھکو بیحد مسرت ہوگی۔ اگر آپ کو وہاں جانیکا موقع ملے تو میری جانب سے کہدیجئے گا کہ مجھکو ہندوستان سے ویسی ہی دلچسپی ہی اور وہاں کی ہر ایک کارروائی کو نہایت غور و تامل سے دیکھتا رہتا ہوں۔ اہل ہند نے میری نسبت جو خیالات ظاہر فرمائے ہیں اُن کا میں تہ دل سے ممنون ہوں (نعرہ مسرت)

اسکے بعد سر ولیم نے فرمایا کہ لارڈ رپن کے ساتھ ہی مجھکو ہندوستان کے ذی فہم اور سچے بہی خواہ لارڈ ہابہاؤس کا نام لینا بھی ضرور ہے جو افسوس کہ ہم سے مفارقت کر گئے جنہوں نے ہمکو آخری وصیت یہ کی تھی کہ انگلستان سے روانہ ہوکر اپنے مشن کو نہایت سرگرمی سے انجام دینا۔"

انگلستان میں کانگریس کے متعلق جو کچھ ہو رہا ہے اُسکی نسبت میں چند الفاظ اور کہنا چاہتا ہوں غالباً
آپ صاحبان نے میری مضمون "ہندوستان کا زرین موقع" پڑھا ہوگا - اب میں آپسے ملتجی ہوں کہ
اس زرین موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیجئے - ہم سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگلستان اور ہندوستان
دونوں نے گورنمنٹ کی جدید پالسی سے یکساں نقصان اُٹھایا لیکن اب نئی الیکشن سے اس پالسی
کا بہت جلد قلع قمع ہونیوالا ہے اور لبرل گورنمنٹ رعایا کے خیالات کی بہت کچھ حامی اور مددگار ہے
کنسرویٹو گورنمنٹ سے ہندوستان کو تو خاص کر مضرت پہونچی ہے اسلئے ہندوستان کو اس موقعے سے
فائدہ اُٹھانا چاہئے اور جنرل الیکشن کے موقعے پر سبسے پہلے اپنے دعوی اور حقوق کو برٹش نیشن
کے روبرو پیش کرنا چاہئے - خدائے سخن شیکسپیر کہتا ہے کہ "انسان کے کاموں میں ایک لہر ہوا
کرتی ہے" اور اسمیں ذرا بھی شبہ نہیں کہ برٹش رائے کی لہر تبدیل ہوگئی ہے اور نہایت زور سے
دوسری سمت کی طرف چلنے لگی ہے - اسلئے اب کام کرنیکا وقت آپہونچا ہے اس موقعے سے فائدہ
اُٹھانا چاہئے - اگرچہ مجھکو معلوم ہے کہ بہت بہت لوگوں کا خیال ہے کہ اس کوشش سے کوئی
نتیجہ برآمد نہوگا - لیکن آپ کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ آپ لوگ ۲۰ سال سے مخالف لہر کو کاٹ
رہے ہیں اب جبکہ اُسی لہر کی سمت تبدیل ہوگئی ہے تو کیا یہ سخت حماقت نہوگی کہ کشتی کو منجدھار میں
چھوڑ دیں اور کنارہ تک پہونچانیکے لئے تھوڑی سی تکلیف گوارا نہ کریں - کیا یہ وقت لنگر توڑ دینے
کا ہے؟ میرے نزدیک تو یہی وقت فائدہ اُٹھانیکا ہے اور موجودہ نسل کے لئے اس سے بہتر موقعہ
کبھی ہاتھ نہ آئیگا - اپنے اُسی مضمون کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ اگرچہ برٹش پبلک کی رائے براہ
راست قوانین مرتب نہیں کرتی اور نہ اعلیٰ عہدوں پر لوگوں کو مقرر کرتی ہے - لیکن درحقیقت رائے
دہندہ حضرات پر پبلک اوپینین کا بیحد اثر پڑتا ہے اور دراصل یہی سمجھنا چاہئے کہ پبلک اوپینین ہی کے
زور سے قوانین مرتب ہوتے ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر لوگوں کا تقرر ہوتا ہے - ہاؤس آف کامنس گورنمنٹ
کا مؤید ہوتا ہے اور یہی گورنمنٹ وائسرائے اور وزیر ہند کا تقرر کرتی ہے اسلئے اگر آپنے برٹش پبلک
اوپینین پر اپنا اثر ڈالدیا تو آپ کو قانون اور اپنے حکمرانوں کے تقرر میں زبردست کامیابی ہوجائے
گی اسلئے میں پھر وہی کہتا ہوں کہ برٹش نیشن کو بتا دیجئے کہ ہم ایسا قانون اور ایسا وزیر ہند چاہتے ہیں -
میرے نزدیک آپ کو یہ کہنا چاہئے کہ ہم سر ہنری فاؤلر کا سا وزیر ہند نہیں چاہتے بلکہ ہم لارڈ رپن کا سا

وزیر ہند چاہتے ہیں (سنو سنو)

مسٹر بال گنگا دہر تلک کی تقریر

حضرات یہ تجویز نہایت اہم ہے - آپ کو معلوم ہے کہ کانگریس کا اصلی مقصد پبلک اپینین کا ہر سال فوکس لینے کا ہے - یہ بھی یاد رکھئیے کہ ہم فوکس اپنے ہی ہاتھ جلانیکے لئے نہیں لیتے بلکہ ہم اس مقصد سے فوکس لیتے ہیں تاکہ حکامی گورنمنٹ کے دل و دماغ کو روشن کریں - اپنے مقصد کو دنیا میں مستند ثابت کر دکھائیں اور حتی الامکان برٹش پبلک کے تغافل کو دور کردیں - ہمکو اب اپنا ایجیٹیشن انگلستان کو منتقل کرنا چاہئیے - ہمارا خاص فرض منصبی انگلستان کے لئے ہی نہ یہاں کے واسطے - ہم اس سے قبل دو مرتبہ کوشش کر چکے ہیں اسلئے اب پہر کیوں نہ کریں - اس مرتبہ ہمکو کوشش کرکے انگلستان میں اپنا مستقل مشن قایم کردینا چاہئیے ہمکو امید ہے کہ ہمارے لیڈر دو ایک ماہ کے لئے انگلستان کو تشریف لیجاوینگے مگر ان کے بعد ایک اور جماعت کو بھی روانہ کرنا مناسب ہے - ہمارا مقصد انگلستان میں مستقل پولیٹیکل مشن قایم کرنے اور انگریزوں کی رائے کو درست کرنیکا ہے - مجھکو یقین ہے کہ بہت سے حضرات جو ابھی تک ہماری جانب سے لاپروائی کرتے ہیں ہماری مدد کرنے پر آمادہ ہو جاینگے - ہندوستان کو انگلستان کا ایک زندہ عضو بنانا چاہئیے - ابھی تو وہ مردہ عضو معطل ہے - ہماری آرزو ہے کہ اس عضو میں برٹش گورنمنٹ کی روح پھونک دیجاوے - ہمارا پروگرام یہ ہے کہ ہندوستان ایسا مردہ عضو نہ تصور کیا جاوے جسکو ڈاکٹر کاٹ کر پھینکدے بلکہ اسکو ایسا عضو ہونا چاہئیے جو شامل جسم ہوتا ہے - اسلئے یہ مشن تبت مشن کی طرح نہیں بلکہ عیسوی مشن کی طرح ایک ضروری مشن ہے ہندوستان میں وہاں سے عیسائی مشنری آکر نہایت جوش و خروش سے اپنے کام کو انجام دیتے ہیں اسی جوش و خروش سے ہمکو انگلستان میں اپنے کام کو کرنا چاہئیے - اور مجھے تو یقین کامل ہے کہ ہمکو زبردست کامیابی حاصل ہو جاوے گی -

(نعرہ مسرت)

محاصل ہند کی بجٹ

آنریبل مسٹر گوکھلے نے اس مضمون کے متعلق رزولیوشن پیش کرتے وقت حسب ذیل تقریر فرمائی۔

حضرات۔ گذشتہ ۷ سال سے اس ملک میں ایک نہایت غیر معمولی واقعہ ظاہر ہو رہا ہے یعنی یہ کہ گورنمنٹ کے حساب میں گذشتہ وزرائے خزانہ کے خواب وخیال سے بھی بڑھکر توفیر نظر آتی ہے۔ گذشتہ ۷ سال میں ۳۱ کرور توفیر ہوئی ہے۔ اگر اس سے پہلے ۷ سال کے حساب کو دیکھئے تو معلوم ہوجائیگا کہ ۳ کروڑ کی کمی تھی۔ مگر وہ حالت رفع ہوگئی۔ لیکن یہ معجزہ کس طرح ظاہر ہوا؟ آپ میں سے بعض حضرات فرماسکتے ہیں کہ حضور والیسرائے اس توفیر کے جوابدہ اور ذمہ دار ہوسکتے ہیں اس مسئلے کو ذرا غور سے دیکھنا چاہئے۔ میرے نزدیک تو جواب صاف ہے۔

گورنمنٹ ہمارے ساتھ زیادہ صاف دلی کا برتاؤ کرسکتی تھی۔ اگرچہ ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان اختلاف رائے ہو لیکن میں اس توفیر کی اصلیت آپ کو بتائے دیتا ہوں۔

ہندوستان کی حکومت کا زرین زمانہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوگیا۔ لارڈ رپن کے عہد حکومت میں سرحد کی جھگڑے رک گئے۔ لیکن ۱۸۸۵ء میں مسئلہ فوج حد سے بڑھ گیا۔ اور اسکے اخراجات نے بیحد ترقی کی اور اسی کے باعث سے تبادلے کی مصیبتیں پیدا ہوگئیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہندوستان کی آمدنی کا ایک حصہ انگلستان میں بھی صرف ہوتا ہے۔

اگر ہم گورنمنٹ ہند کے اخراجات کو ۷۴ کروڑ فرض کرلیں تو اسمیں سے سمجھ لو کہ ۲۴-۲۵ کروڑ انگلستان کے اصراف کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اسی روپے کی روانگی سے دقتیں پیدا ہوگئیں روپے کی قیمت بہ نسبت سونیکے کم ہونا شروع ہوئی حتی کہ وزیر خزانہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ دونو پلڑے کس طرح برابر کردیئے جاویں۔ انہوں نے ٹیکس کے متعلق تدبیریں شروع کیں۔ اور محصول۔ انکم ٹیکس محصول چنگی اور جاری کردیئے۔ گورنمنٹ نے چاندی کی ٹکسالوں کو بند کردیا اور چاندی کی قیمت کم ہوگئی بہرحال گورنمنٹ ہند نے کسی نہ کسی ڈھب سے ایسی پالیسی قایم کرلی کہ جسکے باعث سے سال کی آمدنی اور خرچ برابر ہوجایا کرے ۱۸۹۴-۹۵ء میں ایک روپے کی قیمت ۱۳ شلنگ کی برابر ہوگئی اور

اس کمی تبادلہ کے باعث ہے ۷۱ لاکھ روپیہ بذریعہ ٹیکس کے وصول کرنا پڑا - ٹکسال بند کرنیکا یہ اثر مرتب ہوا کہ دو تین سال میں روپے کی قیمت بڑہکر ہمیشہ کے لئے ۱۶ شلنگ ہوگئی - اسوقت سے گورنمنٹ کی خوشحالی کا زمانہ شروع ہوا اور جب ہی سے ۴ - ۵ بلکہ ۶ کروڑ تک کی توفیر ہوتی ہے - لیکن اس زمانے میں خوفناک قحط نمودار ہوئے تاہم کل توفیر ۳۱ کروڑ ہوگئی -

اب میں آپ صاحبوں کو حساب کا ایک سوال بتاتا ہوں - روپے کی قیمت ۱۲ شلنگ ہوجانیکے وقت گورنمنٹ ہند کو ایک کروڑ ۷ یا ۸۰ لاکھ پونڈ سالانہ انگلستان کو بھیجنا ہوتے تھے آخر اس سے کیا مطلب نکلتا ہے اسوقت ایک کروڑ ۷۰ لاکھ پونڈ کے بالعوض گورنمنٹ کو ۳۱ کڑور روپیہ دینا ہوتا تھا اور اسکے ۶ سال بعد جب روپیہ کی قیمت ۱۶ شلنگ ہوگئی تو اسی رقم کے بدلہ میں ۲۵ ½ کروڑ روپیہ دینا پڑا - اس طرح پر ۶ برس میں گورنمنٹ کو ۳۰ لاکھ کی بچپت رہی - اسی زمانے میں افیون کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوا - کیونکہ اس سے پیشتر ۱۰ کڑور سے کم ہوتے ہوتے صرف ۵ کڑور رہگئی تھی - لیکن گذشتہ ۶ سال میں افیون کی آمدنی میں ترقی ہوئی - اور اب ۵ کڑور سے ۷ کڑور ہوگئی ہے - اسی اضافے کے بدولت گورنمنٹ نے محصول نمک اور انکم ٹیکس میں کمی کردی - اس لئے توفیر سے رعایا کی خوشحالی کسی طرح ظاہر نہیں ہوتی - یہ تو روپے کی قیمت کی کمی و بیشی کے باعث ظہور میں آئی ہے -

لیکن گورنمنٹ اس توفیر کی نسبت کیا فرماتی ہے - وہ یہ تو کہتی نہیں کہ توفیر رعایا کی خوشحالی کے باعث ہے - البتہ اسقدر ضرور کہتی ہے کہ اس توفیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رعایا کی خوشحالی میں ترقی ہورہی ہے - اگر آپ گورنمنٹ کو چیلنج دیں تو وہ آپ کو آمدنی کا حال بتادیگی - گورنمنٹ کے فرمانے کے بموجب ادہر اُدہر تھوڑی سی افزائش ہوجانا خوشحالی کی علامت ہے - چنانچہ سر ایڈورڈ لا نے فرمایا تہا کہ محصول چنگی میں تھوڑی سی اور آبکاری (میں بہت سی) افزائش ہوئی ہے اس سے رعایا کی خوشحالی ثابت ہے "لیکن میرے نزدیک یہ دلیل ٹھیک نہیں ہمارے کرم مسٹر سیمول اسمتھ جو یہاں تشریف فرما ہیں آپ کو بتادینگے کہ اس سے تو مے نوشی اور فلاکت کی زیادتی ظاہر ہوتی ہے نہ کہ خوشحالی کا زیادہ ہونا - محصول چنگی میں افزائش ہوجانے سے یہ مطلب ہے کہ توسیع ریلوے نے یہاں کی صنعت کے جگہہ غیر ملک کا مال پہونچانے میں زیادہ سہولیت پیدا کردی ہے - آزمائش کے دو طریقے ہیں ایک تو گورنمنٹ نے پیش کیا دوسرا

طریقہ میں بتائے دیتا ہوں۔
مجھکو یقین کامل ہے کہ آپ میرے مجوزہ طریقے کو زیادہ قابل اطمینان تصور فرمائینگے۔ سارے ملک کے عام باشندوں کی خوشحالی دیکھنا چاہیئے۔ برٹش گورنمنٹ کے زیر حکومت اس ملک کے ۲۳۰ کروڑ ۲۳ لاکھ باشندے ہیں۔ اسمیں بہت سے غریب۔ اوسط درجے اور اعلیٰ طبقے کے لوگ شامل ہیں غرباسے مالگذاری وصول ہونکی حالت سے ہم اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ یہ فرقہ تو کسی طرح خوشحال نہیں انکم ٹیکس کی آمدنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوسط درجے اور طبقے کے لوگوں کی خوشحالی میں کچھ بھی ترقی نہیں میرے نزدیک تو یہ دونوں آزمایشیں بہ نسبت وزیر خزانہ کی محصول جنگی اور محصول اشیائے نشئی کے زیادہ قابل اطمینان ہیں۔ (چیرز)
اس لارڈ میر کی دعوت کے موقعے پر لارڈ کرزن نے ایک بات اور فرمائی تھی۔ آپنے ارشاد کیا تھا کہ "میرے ۶ سال کے دوران حکومت میں ہندوستان کی دولت بڑھگئی ہے" والیسرائے کے لئے یہ بیان کرنا نہایت بہادرانہ فعل ہے (چیرز) اس امر کی صحیح تحقیقات کر لینا کہ آپ کے ۶ سال کے دوران حکومت میں یہاں کی دولت کو ترقی ہوئی یا تنزل ایک نہایت مشکل کام ہے۔ کیونکہ آثار تو اسکے خلاف ثابت کرتے ہیں۔ مسٹر جسٹس راناڈے مرحوم کے سے مستند شخص نے تخمینہ کیا ہے کہ کل رعایا ۶ کروڑ سالانہ بچا لیتی ہے۔ مرحوم کے نام ہی سے آپ یقین فرمائیے کہ آپ کا تخمینہ کچھ کم نہیں بلکہ زیادہ ہی ہوگا۔ مرحوم نے لارڈ کرومر کے اس تخمینے کو تسلیم کر لیا تھا کہ ہندوستان میں فی شخص ۲۷ روپیہ سالانہ اوسط آمدنی ہے۔ لارڈ کرومر یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رعایا کا زیادہ تر حصہ قحط کے مزدوروں کی برابر اور جیلخانے کے قیدیوں سے کسیقدر زیادہ فارغ البالی کیساتھ بسر اوقات کرتا ہے۔ لارڈ کرزن ۱۰ کروڑ سالانہ بچت بتاتے ہیں۔ اس حساب سے ۶ سال میں یہانکے باشندوں نے ۶۰ کروڑ روپیہ بچایا ہوگا لیکن قحط کمیشن کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ قحط سالیوں میں آدمیوں، فصلوں اور مویشیوں کا تخمیناً ۹۰ کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔ اسلئے اب معلوم ہوا کہ رعایا نے ۶۰ کروڑ بچایا اور ۹۰ کروڑ ضائع کیا۔
اس رزولیوشن سے یہ مطلب ہے کہ اُن جماعتوں کے ساتھ رعایت کی جاوے جنہوں نے گورنمنٹ کی موجودہ واضعان قانون سے سخت تکالیف برداشت کئے ہیں کیونکہ ان ہی لوگوں

سے بجٹ کو ممکن کر دیا ہے۔ کاشتکاروں کے بڑے گروہ نے روپے کی سکے سے بڑا نقصان اٹھایا
ہے اور اسی وجہ سے ہماری درخواست ہے کہ ان کے ساتھ رعایت ہونی چاہئے۔ بچت کو اسی جماعت
کی فلاح کے لئے صرف کرنا چاہئے۔ ہمارے ملک کی بڑی تعداد زراعت پیشہ ہے اسلئے یہ رعایت
اُن کے حق میں دوامی بہتری کا باعث ہوگی۔ دکن۔ گجرات۔ اضلاع متوسط ہند۔ ممالک متحدہ
اور مدراس میں نہایت مصیبت ناک موسم ہوئے ہیں۔ ان مقامات پر مسلسل قحط سالی نمودار
ہوتی رہی ہے۔

ایک اینگلو انڈین افسر مسٹر کاٹر فرماتے ہیں کہ مالگذاری ۳۳ فیصدی کم کر دینا چاہئے۔ ہم تو اسقدر
بھی درخواست نہیں کرتے۔ ہماری تو التجا صرف اسقدر ہے کہ مالگذاری میں صرف اُن مقامات
پر کمی کر دیجاوے جہاں پر کہ متواتر قحط سالی نمودار ہو چکی ہے۔ ہماری دوسری درخواست یہ ہے
کہ روئی کا محصول اڑا دیا جاوے۔ اس محصول کی آمدنی صرف ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور اسکے
معاف کر دینے سے کچھ ہرج واقع نہ ہوگا۔ لیکن لنکاشائر گورنمنٹ ہندوستان کو یہ محصول معاف
کر دینے کی اجازت نہ دیگا۔ یہ محصول تجارت کی حفاظت کیلئے نہیں لگایا گیا اسلئے ہم اسکے معاف
ہو جانیکے لئے درخواست کرنیکے مجاز ہیں۔ ہمارے ہاں کے غربا موٹا کپڑا پہنتے ہیں جو ہماری
ہی کلوں میں طیار ہوتا ہے اسوجہ سے یہ محصول اُن ہی غریبوں کو دینا پڑتا ہے۔ درحقیقت
اس محصول کو ہماری کاشتکاروں کی وسیع جماعت ادا کرتی ہے۔ اگر گورنمنٹ ہند محصول نمک
اور محصول جنگی کو معاف کرنیکی درخواست منظور نہیں کرتی تو ہم دوسری درخواست کرتے ہیں۔
ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ روپیہ جو غریب کاشتکاروں سے بغیر کسی انصاف کے لیا جاتا ہے اُس کو
اُن ہی کے فلاح اور بہبودی کے واسطے صرف کیجئے۔

حضرات! میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ ۲ کروڑ روپیہ سالانہ کی بچت سے کیا مطلب
ہے۔ گورنمنٹ کے ہاتھ میں یہ بڑی رقم بچت کی پرخطر ہے۔ اس رقم نے گورنمنٹ کو لاپروا کر دیا ہے
اسکے باعث سے والیسرائے کسانوں اور پوجاریوں کے ملک میں خاص مشن بھیجنے کے قابل ہوئے
اسکے وجہ سے انہوں نے فوجی اخراجات میں اضافہ کر دیا۔ یہ سب کام بچت کی بڑی رقموں
کی وجہ سے ممکن ہو گئے۔ اسلئے ہمکو اس امر کے گذارش کرنیکا استحقاق حاصل ہے کہ بچت

کی رقمیں گورنمنٹ ہند کے راستے سی علیحدہ کردیجاویں کیونکہ اُن ہی کے باعث سے وایسرائے کو
رعایا کا روپیہ ایسی فضول کاموں میں برباد کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ اِس بچت سے انگلش پبلک کو
غلط رائے قائم کرنیکا موقع ملجاتا ہے۔ ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ وایسرائے کو یہاں پر پورے
اختیارات حاصل ہیں لیکن گورنمنٹ برطانیہ کی حکم کی مخالفت کرنے سے وہ قطعی معذور و مجبور ہیں۔
مالی معاملات کے لئے یہ ایک معمولی قانون ہے کہ ایک سال کے اخراجات اُسی سال کی آمدنی سی پوری ہوجاویں
لیکن جب بچت ہو تو اُسکو اس ملک کی رعایا کی فلاح کے لئے صرف کرنا چاہئے۔ میں نے اپنی اس خیال کو وکیل
کے روبرو پیش کیا تھا اور اُنہوں نے جو کچھ جواب مرحمت فرمایا وہ مجھکو اچھی طرح یاد ہے۔ اُنکے الفاظ ابھی
تک میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپنے فرمایا تھا "بہت ٹھیک۔ لیکن کیا۔ آنریبل ممبر یہ کہہ سکتے
ہیں کہ گورنمنٹ رعایا کا روپیہ خرچ کرتی ہے"

گویا کہ جو روپیہ گورنمنٹ کے قبضہ میں تھا وہ رعایا نے ادا نہیں کیا تھا (سُنو سُنو)
اگر بچت ہو تو اُسکو مہمات کے اصراف کے لئے جمع نہیں کرنا چاہئے بلکہ گورنمنٹ کو چاہئے کہ مفید
درسگاہوں کے قایم کرنے میں خرچ کرے جسطرح کہ مفید درسگاہ کے لئے مسٹر ٹاٹا نے کوشش کی
اور ناکامی کے باعث شکستہ دل ہوکر مرگئے۔
توفیر کو قرضہ ادا کرنے میں صرف کرنا چاہئے جو لوکل گورنمنٹ کی آمدنی کو کھائے جاتا ہے۔ طاعون کے
زمانہ میں گورنمنٹ جتنا چاہے روپیہ صرف کرڈالے ہم اُسکا بار برداشت کرنے کو موجود ہیں۔ لیکن
لوکل گورنمنٹ کے ساتھ اسمیں کچھ رعایت ہونا چاہئے۔ توفیر سے صفائی اور تندرستی کے لئے انتظامات
ہونا چاہئیں۔ توفیر قانوناً نہ کہ اخلاقاً گورنمنٹ کا روپیہ ہوتا ہے اسلئے اس رزولیوشن میں ہم گورنمنٹ
سی استدعا کرتے ہیں کہ ٹیکس کم کردیا جائے۔ ٹیکس کے باعث سے رعایا کی جیب سی رقم کثیر توفیر کی تعداد
بڑھانیکے لئے لیجاتی ہے۔ اس پالسی سے کانگرس کو ضرور مخالفت کرنا چاہئے۔ ہم گورنمنٹ سی التجا کرتے
ہیں کہ مالگذاری اور اخراجات کو ایک سطح پر رہنا چاہئے۔ ہمکو گورنمنٹ کی موجودہ پالسی سے مخالفت
کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس مخالفت کی کچھ پروا نہ کیجاوے لیکن مجھکو امید ہے کہ کسی نہ کسی دن ضرور
شنوائی ہوگی۔ تاہم اگر شنوائی نہ بھی ہو تو مخالفت نہ کرنیسے کرنا بہتر ہے۔ فقط

"تمت"

"ضمیمہ اوّل"

بعض ڈیلیگیٹوں کے نام

[بیسویں کانگرس کے ۱۰۱۰ ڈیلیگیٹوں میں سے بعض مشہور لوگوں کے نام رزولیوشنوں کی فہرست میں درج ہو چکے ہیں۔ ہم آخر میں چند نام بطور مشتے نمونہ از خروارے اور زیادہ کرتے ہیں]

۱۔ آنریبل مسٹر واچی اباجی کہرسے ۔ بمبئی
۲۔ مسٹر ان ۔ دی گوکھلے ۔ بی ۔ اے ۔ ال ۔ ال ۔ بی بمبئی
۳۔ داؤد بھائی موسیٰ بھائی سوداگر بمبئی ۔
۴۔ فضل بھائی کریم بھائی ممبر میونسپل کارپوریشن بمبئی
۵۔ محمد یوسف اسکویر " " " " بمبئی
۶۔ مسٹر حسین بدرالدین طیب جی اسکویر بیرسٹر ایٹ لا "
۷۔ فضل بھائی جا بھائی ممبر میونسپل کارپوریشن بمبئی
۸۔ نصراللہ بھائی عبداللہ لالجی مرچنٹ بمبئی ۔
۹۔ کرم علی عبداللہ الہ رکھیا " "
۱۰۔ رستم کے ۔ آر کاما ۔ بی ۔ اے ال ال بی "
۱۱۔ شرف علی اموجی اسکویر سوداگر آہن و ممبر میونسپل کارپوریشن بمبئی ۔
۱۱۔ سلیمان حاجی ابراہیم اسکویر ۔ مرچنٹ ۔ بمبئی
۱۲۔ ڈاکٹر خواجہ عبداللہ صاحب ۔ ال ۔ ایم ۔ ایس بمبئی
۱۳۔ کریم نینسی اسکویر سوداگر بمبئی ۔
۱۴۔ بندہ علی حاجی بھائی سوداگر بمبئی
۱۵۔ عیسیٰ حاجی سمار صاحب مرچنٹ بمبئی
۱۶۔ قاسم علی جعفر بھائی صاحب بمبئی
۱۷۔ غلام حسین کریم بھائی صاحب بمبئی
۱۸۔ حاجی شیخ حسین شیخ چاند بمبئی
۱۹۔ محمد حسین دیہ داہتی اسکویر بمبئی
۲۰۔ امیر الدین طیب جی اسکویر انریری سکرٹری بمبئی پریسیڈنسی اسوسی ایشن بمبئی
۲۱۔ ڈبلو ۔ اے ۔ چیمبرس اسکویر انجنیر بمبئی
۲۲۔ کیخسرو ۔ ایم ۔ منوچہر اسکویر ایڈیٹر بمبئی سماچار بمبئی
۲۳۔ آر ۔ ایس ۔ رستم جی اسکویر اڈیٹر اورینٹیل ریویو بمبئی
۲۴۔ ایم ۔ کے ۔ مقبہ اسکویر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بمبئی
۲۵۔ حسین بھائی عبداللہ بھائی ۔ لالجی ۔ بمبئی
۲۶۔ کریم بھائی لالجی سجن اسکویر تاجر پنج بمبئی
۲۷۔ نرسنگ چنتامن ۔ کلکر ۔ اڈیٹر مرہٹا ۔ پونہ
۲۸۔ بال گنگا دہر تلک اسکویر پونہ
۲۹۔ قاضی محمد سراج الدین بہار الدین صاحب میونسپل کمشنر
۳۰۔ وزیر محمد شیخ احمد تابے اسکویر ۔ کھمبایت
۳۱۔ نور محمد رضی محمد صاحب تاجر ۔ سورت
۳۲۔ آنریبل مسٹر جی کے ۔ پاریخ ۔ سورت
۳۳۔ ابراہیم سولوبان اسکویر (یہودی ۔) گجرات

۳۴ - دیوان بہادر امبالال شنکرلال دیسائی - ایم - اے ال - ال - بی سابق چیف جسٹس - بڑودہ

۳۵ - ٹھلرام کھیم چند اسکوئر - بی - اے - ال - ال - بی سی - آئی - ای پریسیڈنٹ میونسپلٹی - کراچی

۳۶ - ابراہیم حاجی سلیمان جی اسکوئر - پور بندر

۳۷ - ملا عبد القیوم صاحب - حیدرآباد دکن

۳۸ - راؤ بہادر - آر - این - مدہولکر - امراوتی

۳۹ - جی - این - کپارڈے اسکوئر - بی - اے ال - ال - بی فیلو الہ آباد یونیورسٹی - امراوتی

۴۰ - پنڈت موتی لال صاحب نہرو - الہ آباد

۴۱ - این - پی سین اسکوئر بیرسٹرایٹ لا

۴۲ - منشی فیاض علی صاحب رئیس و زمیندار شاہ آباد

۴۳ - نراین پرشاد صاحب استھانہ ایم - اے ال ال - بی وکیل آگرہ -

۴۴ - آر - کہرے اسکوئر (بودہ مذہب) بی - اے ال - ال - بی کانپور -

۴۵ - پنڈت تیج بہادر صاحب سپرو - ایم - اے ال - ال - ڈی - الہ آباد

۴۶ - ستیش چندر بنرجی صاحب - ایم - اے ال ال ڈی - الہ آباد

۴۷ - لالہ دوارکا داس اسکوئر - ایم - اے - لاہور

۴۸ - لالہ لاجپت رائے صاحب بانی پنجاب چیف کورٹ لاہور

۴۹ - مسٹر روشن لال بیرسٹرایٹ لا لاہور

۶۸ - ڈاکٹر منوہر لال صاحب علی گڈھ

۶۹ - بابو گنگا پرشاد صاحب اڈیٹر ایڈوکیٹ ہندوستان لکھنو

۷۰ - پنڈت گوکرن ناتھ صاحب مصر - ایم - اے - ال - ال - بی لکھنو

۷۱ - سید فضل الحسن صاحب بی - اے اڈیٹر اردوئے معلی علی گڈھ

۵۰ - گنپت رائے اسکوئر بیرسٹرایٹ لا لاہور

۵۱ - دنی چند اسکوئر بی - اے - ایچ - پی - ال ال انبالہ

۵۲ - مسٹر جے گھوشل کلکتہ

۵۳ - آنریبل مسٹر نالن بہاری سرکار سی - آئی - ای کلکتہ

۵۴ - آنریبل مسٹر جے - چودہری - ایم اے - کلکتہ

۵۵ - ڈاکٹر نیل رتن سرکار - ایم - اے - ایم ڈی - کلکتہ

۵۶ - مسٹر پرتھویس چندر رائے زمیندار کلکتہ

۵۷ - پروفیسر پربہا چندر - متر کلکتہ

۵۸ - آنریبل مسٹر امبکا چرن مزمدار - کلکتہ

۵۹ - مسٹر اے - چودہری - ایم - اے بیرسٹرایٹ لا کلکتہ

۶۰ - مولوی ابو القاسم صاحب - بی - اے آنریری مجسٹریٹ - بردوان -

۶۱ - مسٹر جی - اے نٹیشن - بی - اے - مدراس

۶۲ - آنریبل مسٹر کے وینکٹا راؤ بلاری - مدراس

۶۳ - آنریبل مسٹر کرشنان نیر - کالیکٹ

۶۴ - مسٹر بی - این - رامنی پلائی اڈیٹر مدراس سٹینڈرڈ

۶۵ - مرزا علی اکبر خانصاحب - بمبئی

۶۶ - جے - این - راڈری گیس اسکوئر (پرتگیز) تاجر یوت مال - برار

۶۷ - آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی الہ آباد

۶۷ - پنڈت بھگوان داس صاحب ودیلے - ایم - اے ال - ال - بی الہ آباد

۶۷ - پنڈت اقبال نرائن صاحب گرٹو - ایم - اے کانپور

۷۲ - مسٹر سی - وائی چنتامنی اڈیٹر انڈین پیپل الہ آباد

۷۳ - غلام احمد خانصاحب رئیس پیپل گانوں رانیا و ممبر بلندشہر ڈسٹرکٹ بورڈ

۷۴ - صالح بھائی کریم جی بڑودہ والا زمیندار بمبئی

ضمیمہ دوم

فہرست صدر نشینان کانگرس

۱۸۸۵	بمبئی	مسٹر ڈبلیو۔سی۔ بانرجی
۱۸۸۶	کلکتہ	مسٹر دادابھائی نوروجی
۱۸۸۷	مدراس	آنریبل مسٹر بدرالدین طیب جی
۱۸۸۸	الہ آباد	مسٹر جارج ایول
۱۸۸۹	بمبئی	سر ولیم وڈربرن (سر فیروزشاہ مہتا پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی)
۱۸۹۰	کلکتہ	آنریبل سر فیروزشاہ مہتا۔
۱۸۹۱	ناگپور	رائے بہادر مسٹر پی۔ انندا چارلو۔سی۔آئی۔ای
۱۸۹۲	الہ آباد	مسٹر ڈبلیو۔سی۔ بانرجی
۱۸۹۳	لاہور	مسٹر دادابھائی نوروجی
۱۸۹۴	مدراس	مسٹر الفرڈ ویب
۱۸۹۵	پونا	آنریبل مسٹر سریندرو ناتھ بنرجی۔
۱۸۹۶	کلکتہ	آنریبل مسٹر رحمت اللہ سیانی۔
۱۸۹۷	امراوتی	آنریبل مسٹر سی۔ سنکرنیر۔
۱۸۹۸	مدراس	مسٹر انندموہن بوس۔
۱۸۹۹	لکھنؤ	مسٹر رومیش چندر دت۔
۱۹۰۰	لاہور	مسٹر این۔جی۔ چنداوارکر
۱۹۰۱	کلکتہ	مسٹر ڈی۔ای۔ واچا۔
۱۹۰۲	احمد آباد	بابو سریندروناتھ بنرجی
۱۹۰۳	مدراس	مسٹر لال موہن گھوش (آنریبل نواب سید محمد بہادر پریسیڈنٹ استقبالی کمیٹی)
۱۹۰۴	بمبئی	سر ہنری کاٹن۔